Borrower's No	Issue Date	Borrower's No.	Issue Date

اذکروا موتاکم بالخیر

دفتر اول

مآثر الکرام

مشتمل بر دو فصل

فصل اول مشتمل بر حالات ہشتاد مشاہیر صوفیائے کرام فصل دوم متضمن احوال ہفتاد و سہ علماء عظام از ابتدای فتح ہندوستان تا صدی دوازدہم ہجری کہ بدیار ہند علم اشتہار افتخار افراشتند و در ہمان خاک آسودند

مصنفہ

حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہ

بسعی و اہتمام احقر الانام عبد اللہ خان از کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن شایع گردید

در مطبع مفید عام اگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی مطبوع شد

۱۹۱۰ء مطابق ۱۳۲۸ھ

گلشن ہند

مشہور شعراے اُردو کا ایک تذکرہ

جس کو

مرزا علی متخلص بہ لطف

نے، بعہد مارکوئس اوف ویلزلی گورنر جنرل ہند اُردو کے مشہور سرپرست مسٹر جان گلگرسٹ کی فرمایش سے علی ابراہیم خان کے فارسی تذکرہ گلزار ابراہیم سے مع اضافون کے اردو زبان مین جو آج سے ایک سو پانچ برس پیشتر کی سادہ اُردو نثر کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

سنہ ۱۸۰۱ع

مین تصنیف کیا، اور

سنہ ۱۹۰۶ع

مین

شمس العلما مولوی شبلی کی تصحیح و تحشیہ اور مولوی عبدالحق صاحب بی اے کے ایک عالمانہ مقدمہ کے ساتھ، اُردو زبان کی خدمت کے لیے عبداللہ خان نے حیدرآباد دکن سے شایع کیا

اور

جس مین (۲۷) شاعرون کے نہایت تفصیلی حالات و نمونہ کلام ہے اور جو ۲۲۴ صفحون مین ختم ہوئی ہے۔

قیمت فی جلد عہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

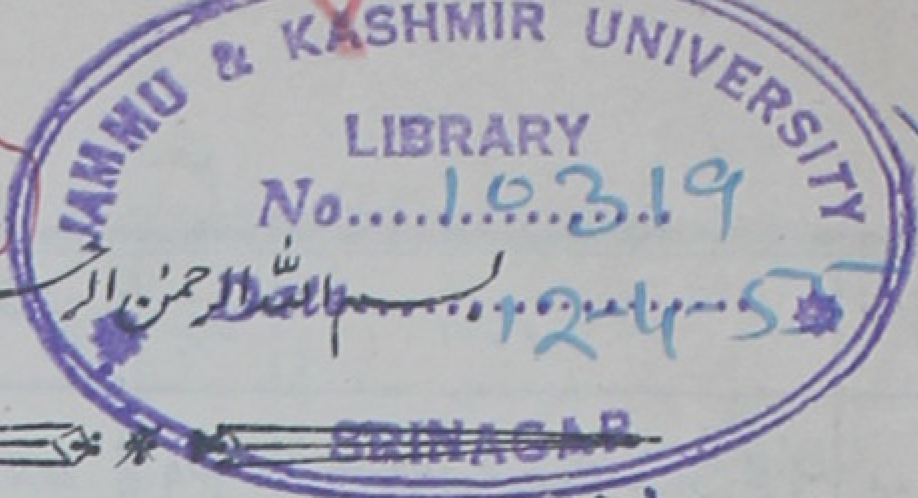
المشتہر
عبداللہ خان، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

ڈیڈیکیشن

یہ کتاب جو علماء و مشایخ بلگرام کے حالات مین ہے۔ مین ایک ایسے عالی ہمت فیاض
طبع جامع علوم مشرقی و مغربی پاک نفس نیک نہاد شخص کے نام ڈیڈیکیٹ کرتا ہون جو نہ
صرف فخر بلگرام ہے بلکہ فخر قوم و ملک ہے وہ کون۔
آنریبل نواب عماد الملک عماد الدولہ موتمن جنگ علی یار خان بہادر مولوی سید حسین
بلگرامی سی۔ آئی۔ ای۔ ممبر انڈیا کونسل لندن کیا بلحاظ وسعت علم و فضل و شرافت
و نجابت اور اعلیٰ و پاکیزہ اخلاق اور کیا بلحاظ عزت و وقعت قومی ہمدردی اور
اور ملکی خیر خواہی مسلمانان ہند مین اس وقت اپنی نظیر نہین رکھتے۔
نواب صاحب ممدوح نے قومی اور ملکی بہبودی کے ہر ایک کام مین جس کشادہ پیشانی
اور فراخ حوصلگی سے اعانت فرمائی ہے اور خصوصاً اس زمانہ مین مسلمانان ہند پر جو
احسانات فرمائے ہین وہ محتاج بیان نہین ہین لہذا ہم نہایت دلی جوش و مسرت کیساتھ
اس کتاب کو جو علم تاریخ کا ایک نایاب خزانہ ہے۔ اور جو اُن ہی کے ایک نامور ہم وطن
حسّان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی نے انہین کے برگزیدہ اسلاف و اجداد کے تذکرے
مین لکھی ہے۔ اُن احسان کے شکریہ مین جو اِنہون نے اہل علم اور عموماً اہل اسلام پر فرمائے
ہین نواب صاحب ممدوح کے نام نامی کیساتھ نسبت دینے کی عزت حاصل کرتے ہین
اگر قبول افتد زہے عز و شرف۔

خاکسار عبد اللہ خان پبلیشر کتاب ہذا

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن ۷ جمادی الاخری ۱۳۲۸ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست تراجم مآثر الکرام

دفتر اول

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

مآثر الکرام

حسّان الہند[1] مولانا غلام علی آزاد بلگرامی اُن علمائے ہند مین سے ہین جن کا نام اس ملک مین ہمیشہ یادرہے گا۔ وہ صرف ملا ہی نہ تھے بلکہ ادیب وشاعر مورخ ومحقق بھی تھے اور اُن کی تالیفات وتصنیفات خود اس امر کی شاہد ہین۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ ہندوستان کے عہد اسلامی مین ایسی ایسی تاریخین لکھی گئی ہین کہ جنکی نظیر فارسی زبان مین نہین ملتی۔ لیکن مغلیہ سلطنت کے انحطاط کیساتھہ صحیح فن تاریخ نویسی مین انحطاط شروع ہوگیا تھا۔ البتہ مولانا غلام علی آزاد نے اس فن کی لاج رکھہ لی اور آخر وقت مین بھی ذوق صحیح کی داد دی۔ اِن کی تصانیف مین سے زیادہ تر فن تاریخ کی اس شاخ کے متعلق ہین جسے فن اسمائے الرجال کہتے ہین۔ اور آزاد نے اس بات[2] پر فخر ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان مین پہلے وہی ہین جنہون نے اس فن پر قلم اُٹھایا ہے

---

[1] حسّان الہند میر غلام علی آزاد بن سید نوح بلگرامی یکشنبہ ۱۱۱۶ ہجری مین (۲۵) ماہ صفر مین قصبہ بلگرام مین پیدا ہوئے اور ۱۲۰۰ھ ہجری مین بمقام روضہ جو نواح اورنگ آباد دکن مین ایک مشہور مقام ہے۔ چوراسی سال کی عمر مین وفات پائی۔

[2] و پیش از من احدی آستین سعی باین درجہ نشکستہ و کمر خدمت بزرگان صنف و ملت باین جد و جہد نہ بستہ (دیکھو دیباچہ کتاب)

اگرچہ ان سے پہلے صاحب تاریخ نظامی۔ ملا عبدالقادر بدایونی اور علامہ ابوالفضل اپنی اپنی تاریخون مین اپنے اپنے عہد کے امرا و علما و کملا کے حالات لکھ چکے ہین۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مولانا آزاد نے اس مین خاص اہتمام کیا ہے۔ اور اس فن کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اُن لوگون نے اپنے عہد کے مشاہیر کے حالات اپنی تاریخون کے ضمیمہ کے طور پر لکھے تھے۔ آزاد نے اسے الگ فن قرار دیکر مختلف رسالے لکھے ہین۔[1]

ماثر الکرام جو اب پہلی بار مولوی عبداللہ خان کی سعی سے طبع ہوئی ہے اسی فن کے متعلق ہے یہ کتاب عموماً ہندوستان اور خصوصاً فقرا و علماے بلگرام کے حالات مین ہے آزاد نے اس کتاب کی تالیف سے نہ صرف اپنے وطن کا حق ادا کیا بلکہ فن رجال مین ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے بلگرام ایک مردم خیز بستی ہے اور اس معدن علم و فضل سے ایسے ایسے بے بہا لعل نکلے ہین جن کے نام اس سرزمین مین ہمیشہ روشن رہینگے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ یہ فضیلت اسے اس وقت

[1] سرو آزاد - شعرا کا تذکرہ - ید بیضا۔ شعرا کا تذکرہ - خزانہ عامرہ - ان شعرا کے حالات مین جنکو دربار شاہی سے صلے ملے ہین۔ روضۃ الاولیا۔ صوفیہ کے حالات مین سبحۃ المرجان - علما کے تذکرے مین - ماثر الکرام - علما صوفیہ کے حالات مین نیز نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان کی بے نظیر تالیف ماثر الکرام کی تکمیل و تھذیب مین جو سعی آزاد نے کی وہ بھی بہت قابل قدر ہے دیکھو دیباچہ ماثر الامرا۔ اور نیز آزاد کے اُن خطوط سے جو مولوی سید احمد صاحب زید بلگرامی مرحوم کے پاس تھے یہ امر ظاہر ہے۔

تک حاصل ہے یون بہی قصبات اور شہرون کی حالت مین بہت تفاوت ہے
آب وہوا کی خوبی اور صفائی اخلاق کی سادگی و بے ریائی تکلفات اور تصنع
سے بری۔ مسابقہ اور منافشہ کی کشمکش سے محفوظ سلک کی پختگی یہ اور
بعض اور وجوہ ایسے ہین کہ جنکے سبب اہل قصبات کے جسم و دماغ اہل
شہر کی نسبت زیادہ صحیح ہوتے ہین۔ اگرچہ شہر کی ترتیبات ان مین سے اکثر کو
اوسی مٹڈے مین کہینچ لے جاتے ہین جہان چند نسلون کے بعد ان مین انحطاط
شروع ہوجاتا ہے اگر علما و فضلا و دیگر مشاہیر کی فہرست پر نظر ڈالی جاوے تو
معلوم ہوگا کہ اہل قصبات کا ملک پر بہت بڑا احسان ہے کاش مولانا آزاد کی
طرح دوسرے اہل قصبات بہی اس بات کا خیال رکھتے اور اپنے اپنے قصبہ کے
علما و فضلا و صوفیا و دیگر مشاہیر کے حالات قلم بند کر ڈالتے تو ہندوستان کی
تاریخ کو اس سے بہت بڑی مدد ملتی۔ ہندوستان مین بکثرت ایسے قصبات[1] ہین
کہ اگر وہان کے حالات یا تاریخ لکہی جاوے تو ایسی مفید معلومات اس سے حاصل
ہوسکتے ہین جس کا بڑی بڑی مبسوط تاریخون مین پتہ نہین اس کتاب کے لکھنے
مین مولانا نے خاص محنت کی ہے اور صرف کتب تاریخ متداولہ ہی تک تلاش و
جستجو کو محدود نہین رکہا بلکہ ،، اہالی و موالی شہر ،، سے بہی حالات دریافت کیے
اور نیز ،، سجلات شرعیہ ،، سے جو بزرگون کی یادگار سے باقی تہے استفادہ کیا۔

[1] مثلاً پانی پت۔ بدایون خیرآباد۔ امیٹی موہان۔ سرہند۔ سہالی وغیرہ وغیرہ۔

یہ کتاب اول بلگرام مین لکھنے شروع کی تھی لیکن درمیان مین یعنی سنہ ۱۱۵۱ھ
مین حج کے قصد سے مکہ چلے گئے زیارت حرمین شریفین سے واپس ہو کر دکن
مین قیام کیا اور وہین نامکمل مسودہ منگواکر اختتام کو پہنچایا۔ تاریخ اختتام کتاب
،، خاتمہ مسک،، سے نکلتی ہے۔
۱۱۶۶

افسوس ہے کہ مولانا آزاد نے اس کتاب مین کسی قدر اختصار کو مدنظر رکھا ہے
اگر وہ اس زمانے کی صحبتون اور معاشرت اور طریقہ تعلیم وتعلم پر ذرا اور وسیع نظر
ڈالتے تو یہ کتاب بہت زیادہ دلچسپ مفید ہوجاتی۔ لیکن تاہم جو کچھہ انہون نے
کیا ہے وہ بہت قابل قدر اور نیز قابل تقلید ہے۔ زمانہ حال وگذشتہ کے حالات
اور خصوصاً ان لوگون کے تذکرے جو اس کارزار حیات مین جہان قدم قدم پر
ٹھوکر لگنے کا اندیشہ ہے اپنی ہمت اور ریاضت سعی اور مشقت سے پایۂ کمال کو
پہنچے ہین انسان کے اخلاق پر عجیب وغریب اثر ڈالتے ہین۔ جب ہم یہ دیکھتے ہین
کہ طلبہ تحصیل علم کے شوق مین بے زادراہ شہر بشہر پھرتے ہین۔ کھانے کی پرواہ ہی
نہ کپڑے کی فکر مگر تحصیل علم کی دہن مین ہفتخوان طے کرکے عین سرچشمہ پر پہنچتے اور سیراب
ہو کر واپس آتے ہین اور اس کے بعد جو کچھہ حاصل کیا ہے اس سے دوسرون کو
فیض پہنچاتے ہین اور یہی نہین بلکہ اسے ثواب کا کام خیال کرتے ہین اور اس سے
بھی بڑھکر یہ کہ اگر وہ کسی شاہی خدمت وغیرہ پر مامور ہو گئے ہین تو بھی فرصت کے
وقت سلسلہ درس وتدریس جاری ہے اور اس کے ساتھہ ہی تالیف وتصنیف بھی ہوتی

رہتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہین اور آجکل کی حالت پر نظر ڈالتے ہین جبکہ علم کا چرچا گھر گھر ہے تو ہمین ایک عجیب فرق نظر آتا ہے۔ محنت اور ریاضت اب بھی غالباً اتنی ہی کرنی پڑتی ہے لیکن تحصیل علم کی وہ چیٹک اور وہ ذہن جو پہلے لوگون مین تھی آج کل اوس کے مقابلہ مین کم ہے۔ اسکی زیادہ تر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے حصول علم مین آزادی تھی اور آج کل یونیورسٹی کی پابندیون نے ایسا جکڑ دیا ہے کہ اگر کچھہ شوق ہوتا بھی ہے تو دب دبا جاتا ہے۔ دوسری ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ آج کل علم زیادہ حصول ملازمت سرکاری کے لئے حاصل کیا جاتا ہے علم کو علم کی خاطر شاذونادر ہی کوئی پڑھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالانکہ آجکل طلبہ کی کثرت ہے مگر حقیقی علم یا علم کا حقیقی شوق کم ہے اور اگر ہے بھی تو اسکے چندان قدر نہین۔ کون ہے جس کے دل مین قاضی عضدالحی کے ذکر کے پڑھنے سے جو اسی کتاب مین ہے جوش اور ولولہ پیدا نہوگا۔ لکھا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق شاہ نے مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کو ولایت فارس مین قاضی عضدیحیٰی کے پاس بھیجا اور یہ عرض کرائی کہ آپ ہندوستان تشریف لے چلین۔ اور متن مواقف کو سلطان محمد کے نام سے معنون فرمائین۔ سلطان ابواسحاق والی شیراز کو جو یہ معلوم ہوا تو دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یہ سلطنت حاضر ہے اسے لے لیجئے اور جو خدمت آپ فرمائین اسکے بجالانے کو مین حاضر ہون مگر لِلّٰہ آپ یہان سے نہ جائیے۔ ایسی قدردانی کی نظیر مشکل سے ملے گی اور شاید یہ شخصی سلطنت ہی مین ممکن بھی ہے۔

غالباً شخصی سلطنت کے نام سے ناظرین کے کان کھڑے ہونگے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ حکومت کی کوئی صورت بُری نہین بشرطیکہ صحیح اصول کو پامال نہ کیا جائے۔ لیکن اگر صحیح اصول پر نظر نہین تو حکومت کی ہر صورت خواہ قیاسی طور سے کیسی ہی اعلیٰ کیون نہ ہو مذموم ہے۔

حصول علم کے شوق مین ایک اور بات بھی مضمر ہے جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے انسان کو انسان بنانے والی یعنی اسکے کیریکٹر کو سنوارنے والی جو شئے ہے وہ شوق وسعی اور ریاضت و محنت ہے خصوصاً جب کہ مدعا حصول اغراض نفسانی نہ ہو۔ ان لوگون کے کیریکٹر مین ایک خاص بات پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ صرف انہین لوگون مین پائی جاتی ہے جنکے دلون مین کسی اعلیٰ مقصد کے حاصل کرنے کی لو لگی ہوتی ہے اور جو اس دُھن مین دن کو دن سمجھتے ہین اور نہ رات کو رات مصیبت کو مصیبت خیال کرتے ہین نہ راحت کو راحت مگر راہِ طلب مین برابر قدم بڑھائے ہوئے چلے جاتے ہین۔ اور گو آخر مین گوہر مقصد ہاتھ آئے یا نہ آئے مگر ایک ایسی چیز ہاتھ لگ جاتی ہے جو اس سے زیادہ نایاب اور اوس سے کہین بیش بہا ہے۔ یعنی انسانیت یا دوسرے الفاظ مین یون کہئے کہ صفائی باطن۔ کون ہے کہ جسکے دل پر شاہ رحمت اللہ بلگرامی قدس سرہٗ کے تذکرے کے پڑھنے سے جو اس کتاب مین درج ہے ایک خاص اثر یا ایک خاص کیفیت طاری نہوگی ان کے دوسرے حالات کے ضمن مین مولانا آزاد یہ بھی کہتے ہین کہ ادنکے ایک عزیز کی زبانی منقول ہے کہ مین اور شاہ رحمت اللہ صاحب

قدس سرہٗ قصبہ سانڈی سے بلگرام جا رہے تھے۔ دیکھتے کیا ہین کہ سانڈی کے باغستان مین کسی نے چور کو مار کر درخت سے لٹکا دیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی شاہ صاحب نے فرمایا ذرا ٹھیرو اور آگے بڑھ کر چور کے پاؤن چوم لئے۔ مین نے پوچھا حضرت یہ کیا؟ فرمایا کہ اس چور نے اپنے شیوہ کو پایۂ کمال تک پہنچا دیا۔ خدا تعالیٰ ہر شخص کو اپنی اپنی راہ مین اسی طرح ثابت قدم رکھے۔

ایسے بزرگون کے تذکرے جنہون نے اپنے تن دہن من کو تحصیل علم۔ تزکیہ نفس یا رضا جوئی باری تعالیٰ مین وقف کر دیا تھا۔ اس زمانہ کے لئے جبکہ ہر طرف سے مادیّت کا شور و دینا دنیا کی پکار اور پیٹ کی دہائی سنائی دیتی ہے بہت کار آمد اور مفید ثابت ہون گے۔ پند و نصائح اور اخلاقی کتب اس قدر مفید نہین ہوتین جس قدر اُن لوگون کے تذکرے جو خود پاکیزہ اخلاق کے نمونے تھے۔ وہ صرف باتین ہین اور یہ کام وہ صرف مردہ الفاظ ہین اور یہ زندہ اعمال لہذا اس کے اُسکے اثر مین بہت بڑا فرق ہے۔

مولانا آزاد نے اپنے وطن کے علاوہ اپنے صوبہ کی بھی بہت کچھ تعریف کی ہے اور ان کی تعریف بجا ہے۔ درحقیقت جیسا کہ انہون نے لکھا ہے پورب قدیم الایام سے معدن علم و علماء رہا ہے۔ علم و فضل کے چرچے اب تک وہان جاری ہین۔ ترویج علم کے لیے سلاطین و حکام کی طرف سے وظایف و زمین و مدد معاش مقرر تھی اور اس غرض کے لیے مساجد و مدارس اور خانقاہین بنوائی جاتی تھین۔

طلبہ دور دور سے آتے تھے اور صاحب توفیق اونکی خاطر تواضع اور خدمت کو
سعادت عظمیٰ سمجھتے تھے۔ آزاد نے کہا ہے کہ شاہجہان کا یہ قول تھا کہ "پورب شیراز
مملکت ماست" لیکن سلطنت مغلیہ کے زوال کے ساتھ ہی مدارس اور خانقاہون
پر اوس پڑ گئی۔ درس و تدریس کا بازار سرد پڑ گیا۔ اور وہ جوش دھیمے ہو گئے ہندوستان
مین پہلے عام طور پر تعلیم کا یہی طریقہ تھا۔ جسکے نشان اب بھی کہین کہین نظر آتے
ہین۔ اب نیا دور شروع ہوا ہے اور زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا ہے۔ اور مشرق کی
ہر چیز مین مغرب کا جلوہ نظر آرہا ہے۔

لیکن جہان ہمین اُس زمانہ کے علمی ذوق وشوق کو دیکھکر مسرت ہوتی ہے
وہان ایک بات کا افسوس بھی ہوتا ہے۔ اوس زمانہ کے نصاب تعلیم پر جب نظر
ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو حلقہ کہ کچھ عرصہ پہلے علما نے کھینچ دیا تھا اس سے
باہر قدم رکھنا انہین قسم تھا۔ فقہ و حدیث و تفسیر۔ منطق و فلسفہ و علم کلام پر سارا زور تھا
سارے طباعی اور ذہانت اسی پر ختم تھی۔ یہان تک کہ کتابین بھی
زمانہ دراز سے ایک ہی چلی آتی تھین۔ اور انہین پر حاشیہ پر حاشیہ
اور شرح پر شرح اضافہ ہوتی جاتی تھی۔ علوم طبیعیات وغیرہ کا تو کیا ذکر ہے
تاریخ و جغرافیہ بھی جسمین مسلمانون نے خاص امتیاز حاصل کیا تھا خارج از بحث تھا
غرض صدہا سال سے ہمارے ہان کی تعلیم حالت جمود مین تھی۔ سالہا سال کی بربادی
اور تباہی کے بعد اب کہین جا کے ہمارے علما کی آنکھین کھُلی ہین اور آنکھین کیا کھلی ہین

دعا دینی چاہیئے اُس باہمت اور عالی دماغ شخص کو جس نے اس زمانے مین مسلمانون کے سر سے بہت سی بلاؤن کو ٹالا اور مسلمانون کو انکی نازک اور پرخطر حالت سے آگاہ و خبردار کیا - یہ اُس کا طفیل نہین تو اور کیا ہے اور اسی کا صحبت یافتہ اور اسی کے دار العلوم کے تربیت یافتہ ایک بزرگ عالم نے قدیم سلسلۂ تعلیم مین انقلاب پیدا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے - چنانچہ اس کے لیے سامان مہیا ہوتے جاتے ہین - خدا اس کی ہمت مین برکت اور اس کے مقصد مین کامیابی عطا فرمائے اس کام مین کامیابی یقینی ہے - کیونکہ یوروپین السنہ و علوم سے جو نفرت مسلمانون کے دل مین تھی وہ مرحوم ریفارمر بڑی جانکاہی سے رفع کر گیا ہے اور وہ طوفان بے تمیزی جو اس وقت برپا ہو گیا تھا اب فرو ہو گیا ہے اور راستہ خس و خاشاک اور جھاڑ جھنکاڑ سے صاف ہے اور لوگ اس تغیر کے لیے آمادہ ہین - عام لوگ تو اسے دینی کام خیال کر کے اسکی امداد باعث ثواب سمجھتے ہین اور انگریزی تعلیم یافتہ یا دوسرے لوگ جو زمانہ کی ضروریات سے واقف ہو چلے ہین اسکی اہمیت کو مانکر اسکے ساتھ ہین - کیا تعجب ہے کہ اس تحریک کا یہ نتیجہ ہو کہ علوم مشرقیہ و مغربیہ کو سمو کر ایک نیا کورس تیار کیا جائے جو ہمارے ضروریات اور حالت کے زیادہ مناسب اور زیادہ کارآمد ہو البتہ اس قدر افسوس ہے کہ ہمارے علما نے واجب التعظیم محرک کے ہاتھ بٹانے مین بہت کم مدد دی ہے - بلکہ جنہین اندرونی حالات سے واقفیت ہے وہ جانتے ہین کہ بہ نسبت علما کے غریب دنیادارون سے زیادہ امداد ملی ہے - اور انہین کے

سہارے پر اب تک سارا کام چل رہا ہے۔

ایک بات تاریخی حیثیت سے اس تذکرہ مین خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ وہ یہ کہ اون علما و فضلاے بلگرام مین سے جن کا اس مین ذکر ہے ایک بھی اہل تشیع مین سے نہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ نے وہان بعد کے زمانہ مین رواج پایا۔ اور اگر اُن علما مین سے بعض کی اولاد اب بھی وہان باقی ہے اور وہ مذہب شیعہ پر ہے یا ان کے نسب نامون مین اون علما کے نام نکلین تو ہمارا یہ خیال اور بھی قوی ہوجائے گا۔ یہ امر واقعی ہے کہ اودہ کی سلطنت نے خاص کر آس پاس کے اضلاع وقصبات پر اور بعض اوقات دور دراز کے مقامات پر بھی مذہبی لحاظ سے خاص اثر ڈالا ہے۔ چنانچہ جونپور و دیگر مضافات لکھنؤ وغیرہ کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ امر پایہ تیقن کو پہنچ جاتا ہے۔ جب مذہب کی پشتی پر حکومت ہوتی ہے تو حالت اندیشہ ناک ہوجاتی ہے۔ میرا اس سے ہرگز یہ مطلب نہین کہ سلطنت اودہ نے مذہب کے معاملہ مین کبھی جبر و تعدی سے کام لیا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جاہ طلبی اکثر لوگون کی نیت کو جو اعتقاد کے کچے ہوتے ہین ڈانوان ڈول کر دیتی ہے ایسا ہر جگہہ ہوا ہے اور یہی اودہ کے اکثر مقامات مین ہوا۔ اور قصبۂ بلگرام بھی اس اثر سے نہ بچا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کے زمانہ مین اہل تشیع وہان نہ تھے اور اگر تھے تو خال خال۔ لیکن بعد کے زمانہ مین حکومت کے اثر سے اس کا قدم وہان پہنچا ہے۔

آزاد نے حسب عادت میر سید محمد الترمذی کے تذکرہ مین شیخ محب اللہ الہ آبادی

کی کتاب تسویہ کا اُچٹتا ہوا سا ذکر کر دیا ہے۔ لیکن اس کتاب کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے
اور اس لیے ہم اُسے یہان کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہین۔ اس سے
ایک تو یہ معلوم ہو گا کہ بادشاہ اورنگ زیب انار اللہ برہانہ کو جزئیات پر بھی ایسی ہی
نظر تھی جیسی کلیات پر۔ دوسرے یہ معلوم ہو گا کہ بعض باخدا لوگ ایسے بھی موجود
تھے کہ وہ اورنگ زیب جیسے سخت گیر اور پر جلال شہنشاہ کی بھی پرواہ نہین کرتے
تھے۔ تیسرے اس سے دینیات کے ایک معرکۃ الآرا مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔
رسالہ تسویہ شیخ محب اللہ الہ آبادی کی تصنیف سے ہے جو ایک درویش
اور صوفی تھے۔ اس مین علاوہ اور امور کے جبریل و وحی کی حقیقت کا اظہار ان
الفاظ مین کیا گیا ہے۔

جبریل محمد در ذاتِ محمد بود صلی اللہ علیہ وسلم وہمچنین جبریل باہر پیغمبرے در ذاتِ
وے بود۔ و آن قوتِ باطنی ایشان بود کہ در غلبہ آن قوت وحی بر ایشان نازل می گردید
ولهذا جبریل باہر پیغمبرے بزبان وے سخن گفتہ،،

جب یہ رسالہ (جو عربی زبان مین ہے) شاہ اورنگ زیب کی نظر پڑا تو انکار عظیم
کیا۔ شیخ اس زمانے مین رحلت کر گئے تھے۔ لیکن اون کے مریدون مین سے
دو شخص پایہ تخت مین موجود تھے۔ ایک میر سید محمد جو ملازم شاہی اور امراے دربار مین
سے تھے۔ دوسرے شیخ محمدی جو لباس درویشی و زہد مین تھے۔ اول بادشاہ نے
میر سید محمد سے تسویہ کی اس عبارت کی شرح دریافت کی سید نے شیخ کی مریدی سے

انکار کر دیا۔ بعد ازان شیخ محمدی کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ اگر تمھین شیخ کی مریدی کا اقرار ہے تو احکام شرع شریف سے اس رسالہ کے مقدمات کو مطابق کرکے بتاؤ اور اگر مطابق نہین کر سکتے تو اوسکی مریدی سے استغفار کرو اور کتاب کو آگ مین ڈالدو۔ شیخ محمدی نے جواب دیا کہ نہ مجھے ان کی مریدی سے انکار ہے نہ استغفار کی ضرورت۔ لیکن جس مقام سے کہ شیخ نے گفتگو کی ہے مجھے وہان تک رسائی حاصل نہین ہے۔ جس وقت مین اس رتبہ کو پہنچ جاؤن گا تو آپکی درخواست کے بموجب اس کی شرح لکھہ بھیجونگا۔ اور اگر بادشاہ نے اس رسالہ کا جلانا ٹھان لیا ہے تو اس فقیر متوکل کے گھر سے کہین زیادہ شاہی مطبخ مین آگ موجود ہے حکم دیا جاے کہ یہ رسالہ اور اس کی جس قدر نقلین دستیاب ہون آگ مین جھونک دی جائین۔ بادشاہ اس جواب کو سنکر ساکت رہ گئے[51]۔

اسکے پڑہنے کے بعد ہمین خیال ہوتا ہے کہ اگر سید احمد خان مرحوم نے ملائکہ وغیرہ کی نسبت اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا تو کون سی ایسی خطا کی۔ ایک ابلہ فریب عالم نما مولوی اپنی تفسیر قرآن مین جس مین اس نے عوام اور جہال کے خوش کرنے کا بہت کچھہ سامان جمع کر دیا ہے۔ لکھتا ہے کہ سرسید نے یہ خیالات برہمو سماج سے لئے اور اپنی نیک نیتی سے ضمناً اس عامیانہ خیال کو بھی تحریر مین لایا ہے کہ سرسید نے

[51] مراۃ الخیال (تذکرہ محمد بیگ) نسخہ قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن صفحہ ۶۶ نیز ملاحظہ ہو مآثر الامرا جلد سوم صفحہ ۶۰۶ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائیٹی بنگال کلکتہ۔

انگریزون کو اطمینان دلایا کہ مین مسلمانون کو نہ صرف مطیع سرکار بناتا ہون بلکہ اون کے مذہب کی بیخ و بنیاد بہی کہو کہلی کئے دیتا ہون۔ افسوس اس نام کے مولوی کو اتنا بہی معلوم نہ تہا کہ سلف صالحین مین سے بعض نامور بزرگ اور شیوخ ان مسائل پر اسی قسم کے خیالات صاف و صریح الفاظ مین بیان کر چکے ہین چنانچہ مولانا بحر العلوم فرماتے ہین۔

جبرئیل کہ مشہور رسل علیہم السلام است و وحی از جانب حق می رساند آن حقیقت جبرئیلیہ است کہ قوتے از قوائے رسل بود متصور شدہ در عالم مثال بہ صورتے کہ مکنون بود در رسل مشہود می شود و مرسل می گردد و پیغام حق می رساند پس رسل مستفیض از خود اند نہ از دیگرے۔[۵۱]

اسی طرح مولانا روم اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی بہی یہی عقیدہ رکہتے تہے اس کتاب کی فصل ثانی کے دیباچہ مین جس مین علم پر بحث ہے آزاد نے ایک مہمل اور غلط قصہ مسلمانون کے ہاتھ سے ایران کے کتب خانون کے جلانے کا بہی لکہدیا ہے۔ لکہتے ہین کہ جب سعد بن وقاص نے ملک فارس کو فتح کیا اور وہان فلسفہ کی بے شمار کتابین ہاتھ لگین تو انہون نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکہا کہ انہین کیا کیا جاے۔ انہون نے جواب دیا کہ اگر ان مین ہدایت ہے تو خدا نے ہمین بہی اس سے بڑہکر ہدایت دی ہے اور اگر ضلالت ہے تو خدا ہمارے لیے

---

۵۱ سوانح مولانا روم مولفہ شمس العلما مولوی شبلی نعمانی صفحہ ۱۲۶۔

کافی ہے ۔ انہین پانی یا آگ مین ڈالدو۔

اول تو اسمین ایک صریح تاریخی غلطی یہ ہے کہ سعد بن وقاص نے ملک ایران کو فتح نہین کیا۔ اور یہی غلطی مشہور مورخ ابن خلدون نے کی ہے[۵۱]۔ غالباً مولانا آزاد کا ماخذ بھی ابن خلدون ہے ۔ کیونکہ بعینہ یہی الفاظ اسمین ہین ۔ دوسرے مسلمانون نے جب ایران کو فتح کیا تو وہان اس قدر کتب خانے کہان تھے علم کا چرچا ایران سے بہت زمانہ پہلے سے اُٹھ چکا تھا ۔ یہانتک کہ جب سکندر نے ایران فتح کیا تو اوسوقت بھی کتب خانون کا نام و نشان نہ تھا البتہ یہ قصہ اسکندریہ کے متعلق متعدد تاریخون مین بیان کیا گیا ہے اور ابن خلدون نے اور بعد مین آزاد نے غلطی سے اسی قصہ کو ایران سے منسوب کیا ہے ۔ لیکن شمس العلما مولانا شبلی اسکی تردید نہایت تحقیق و تنقید کے ساتھ کر چکے ہین ۔ اور اب اسکے متعلق کچھ لکھنا بے سود ہے ۔ تاہم ایک دو باتین اسکے متعلق کہنا ضروری معلوم ہوتی ہین ۔ مولانا نے بڑے شد و مد اور تحقیق سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اس قصہ کا ماخذ ابو الفرج ہے ۔ سب سے اول اسی نے اپنی تاریخ مین لکھا اور اس سے دوسرون نے نقل کیا[۵۲]۔ لیکن ایک بات کھٹکتی ہے وہ یہ کہ ابو الفرج[۵۳] سے قبل عبد اللطیف بغدادی اپنے رسالہ افادۃ و الاعتبار مین ضمناً اس واقعہ کی طرف اشارہ کر چکا ہے ۔ مولانا نے نہایت سختی سے جھنجھلا کر اسکی تردید کی ہے ۔

[۵۱] دیکھو مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۰ [۵۲] رسائل شبلی (کتب خانہ اسکندریہ) صفحہ ۱۳۱ - ۱۳۲ -

[۵۳] یوحنا ابو الفرج سنہ پیدایش ۶۲۳ہجری وفات ۶۸۶ہجری ۔ موافق الدین عبد اللطیف بن یوسف بغدادی سنہ پیدایش ۵۵۵ ہجری سنہ وفات ۱۲ محرم ۶۲۹ ہجری ۔

اور ثابت کیا ہے کہ عبد اللطیف بغدادی نے اس کا ذکر مورخانہ حیثیت سے نہین کیا بلکہ ضمناً اور تذکرۃ کیا ہے۔ اور جن یوروپین مورخون کا یہ بیان کیا ہے کہ سب سے اول عبد اللطیف نے اس کو اپنی کتاب مین لکھا ہے اونکا بڑی حقارت سے ذکر کیا ہے اور انپر فریب دہی اور تدلیس کا الزام لگایا ہے۔ مین یہ مانتا ہون کہ عبد اللطیف نے مورخانہ حیثیت سے اسکا ذکر نہین کیا۔ اور یہ بھی تسلیم کرتا ہون کہ ،،یذکر،، کے تحت مین اسکو کہا ہے۔ اس کا بھی اعتراف ہے کہ اسکے ساتھ جس قدر واقعات بیان ہوئے ہین وہ سب بازاری گپین ہین[۵۱]۔ لیکن اسکا کیا علاج کہ یہ واقعہ عبد اللطیف کی کتاب مین ابو الفرج سے قبل مذکور ہے اور کم سے کم ،،یذکر،، کے لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عبد اللطیف کے زمانہ مین لوگونکی زبان زد ضرور تھا۔ اور بلاشبہ ابو الفرج سے قبل مشہور تھا البتہ اسمین شک نہین کہ جس شان سے اور نمک مرچ لگا کر اس نے بیان کیا ہی اس سے پہلے کسی نے بیان نہین کیا۔ اور اس سے بعد کے مورخین نے بے سوچ سمجھے نقل کر کے سب جگہہ پھیلا دیا ہے لیکن اس کا پتہ لگانا ابھی باقی ہے کہ یہ واقعہ مشہور کیسے ہوا اور ابو الفرج سے پہلے اس کا چرچا کیسے تھا۔ غالباً باہمی عناد اور تعصب اس قصہ کی ایجاد کا باعث ہوا ہے۔ مفتوح قوم۔ فاتح قوم پر اکثر ایسے الزام بعد مین قایم کر دیا کرتی ہے ان مین سے ایک یہ بھی ہے جسکی کوئی تاریخی شہادت نہین ہے

علاوہ اِسکے مولانا شبلی نے اسی رسالہ مین یہ دعویٰ کیا ہے کہ سوائے عبد اللطیف ابو الفرج مقریزی۔ اور حاجی خلفہ کے کسی اور کتاب مین اس قصہ کا ذکر نہین۔ اور اسی کے ساتھ متعدد

[۵۱] رسایل شبلی (کتب خانہ اسکندریہ) صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹ -

کتابین جو مصر و اسکندریہ کے حالات مین لکھی گئی ہین نام بنام گنوائی ہین کہ انہین سے کسی مین اس کا حوالہ نہین حالانکہ یہ صحیح نہین ہے۔ انہین کتابون مین سے ایک تاریخ الحکما[1] القفطی ہے جسمین یہ قصہ منقول ہے۔ غالباً یہ کتاب حال ہی مین چھپی ہے۔ اور اس لیے مولانا کی نظر سے نہین گزری تھی - اِسکے علاوہ دوسری کتاب مفتاح السعادہ[2] ہے جو ایک ترکی عالم و فاضل طاش کبریٰ زادہ (پیدائش ۹۰۱ھ ہجری وفات ۹۶۸ھ ہجری) کی تصنیف سے ہی افسوس کہ یہ بیش بہا کتاب اب تک طبع نہین ہوئی - لیکن اِن کتابونمین اس قصہ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ کیون اِن دونون صاحبون نے بغیر کسی تحقیق کے ابوالفرج سے لفظ بلفظ نقل کرلیا ہی یا ممکن ہی کہ طاش کبریٰ زادہ نے قفطی سے نقل کیا ہو۔ عبارت سب کی ایک ہے۔

خاک بلگرام مین ایک اور ایسا جید فاضل ہو گذرا ہے جسے فخر علماے ہند کہنا بجا ہوگا علماے ہند کے حالات مین کوئی کتاب اس وقت تک کامل نہین ہو سکتی جب تک کہ اسمین علامہ سید مرتضی صاحب تاج العروس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ آزاد بلگرامی کے ہمعصر تھے ہمارے دل نے ہرگز یہ گوارا نہ کیا کہ یہ کتاب جو علماۓ ہند اور خصوصاً علماے بلگرام کا تذکرہ ہے اس فاضل بیعدیل کے حالات سے خالی رہے - لہذا یہ تذکرہ آخر کتاب مین اضافہ کر دیا گیا ہے - جس سے اس شخص کے تبحر اور کمالات علمی کا حال معلوم ہوگا۔

عبدالحق

حیدرآباد دکن

---

[1] تاریخ الحکما لجمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف القفطی مطبوعہ لیبسک سنہ ۱۳۲۰ ہجری صفحہ ۳۵۵-۳۵۶

[2] قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ صفحہ ۸۳-



نسائم المحامد ساریة الی الحمی السرمدی وازهار التصلیة والتسلیم بآسمه
علی العریش الاحمدی وقوافل التحیة واصلة الی مواطن آله النجباء وسحائب
الرضوان منهمرة علی مساکن صحبه الرحماء برضمائر ارباب بصائر هویداست که جهان آفرین جل شانه
وعظم برهانه هیئت عالم را باسلوبی بدیع وترتیبی انیق آفرید وهیاکلی را که محتاج تحیز ند به امکنه مناسب
تعلق بخشید وطبایع جمیع اشیا را عاشق حیز اصلی ساخت، وحب الوطن در دل سائر علویات
وسفلیات انداخت، آسمانها هرچند چرخ می زنند جا گرداندن امر محال، وسیارها هرچند
بسر می غلطند، بیرون از دائرهٔ خود رفتن چه مجال - آتشیکه محصور خارست چون راه نجات می یابد
بالِ پرواز بسمت علوی می زند، ونفسی که در ضبط غواص است، چون به قعر دریا فرو می رود کمندِ
شوق بر بام هوا می افگند، آبی که از چشمه تراود قطره زنان جانبِ محیط شتابد، وخاکی که در دست
هوا افتد آخر عنان به مرکز سفلی تابد، مرغ قفس در یاد آشیان گرمِ بیتابی، وماهی صید در خاک

ساحل گشته بی آبی- انسان که مجموعۂ عوالم متفرقہ است محبت او جامع محبت افتادہ-

و مالوفاتش از ہمہ بیشتر است لاجرم الفت او از وجوہ فراوان دست دادہ،

روایت کردہ اند کہ ابان رضی اللہ عنہ از مکۂ معظمہ بہ مدینہ منورہ شتافت و شرف ملازمت

سید البطحا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود یا ابان

کیف ترکت مکۃ قال ترکت الاذخر قد اعذق والثمام قد خاص قد زفت عینا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اے ابان چگونہ گذاشتی مکہ را؟ گفت گذاشتم در حالیکہ شاخ

و برگ برآوردہ و ثمام را در حالیکہ بکمال نشو و نما رسیدہ- پس روان شد آب چشم رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم-

و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت می کند قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لمکۃ ما اطیبک من بلدۃ واحبک الیّ لولا ان قومک اخرجونی ما سکنت غیرک خطاب کرد حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم مکہ را و فرمود چہ خوبی اے شہر و دوست تری سوی من اگر قوم تو برنمی آوردند مرا

ساکن نمی شدم غیر ترا-

و بخاری روایت میکند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد حبا

خداوندا دوست گردان سوی ما مدینہ را مثل دوستی ما مکہ را یا زیادہ ازان-

و بلال رضی اللہ عنہ چون از مکہ ہجرت کردہ بہ مدینہ رسید، تپ محرق عارض گردید،

دران حالت ہرگاہ دماغ ہوشی میرساند این دو بیت بآواز بلند می خواند ؎

الا لیت شعری ھل ابتین لیلۃ	بواد و حولی اذخر و جلیل

وهل یبدون لی مشامة وطفیل		وهل یردن یوماً میاه مجنة

جلیل بفتح جیم گیاہیست خوشبو مرادف تمام و مجنہ بفتح میم و جیم و تشدید نون موضعی از بطحاو
شامہ و طفیل دو کوہی است بہ مکہ و لبیت شعری عبارتی است مستعمل در مقام تمنی یعنی آیا خواہم
گذرانید شبی در وادی مکہ و گردِ من باشد اذخر و جلیل و آیا وارد می شوم روزی آبہای مجنہ را
و آیا نمایان خواہد شد مرا شامہ و طفیل - حاصل ہر دو بیت اشتیاق مکہ مقدسہ و یاد
اماکن و نباتات آنجاست و اینجا برخی از مالوفات انسانی ہویدا می شود -

بنا علی ہذا من آوارہ دشتِ گمنامی **آزاد بلگرامی** را حب الوطن سلسلہ
جنبان شد کہ تذکرۂ در ذکر صاحب کمالانِ بلگرام صانہ اللہ عن طوارق الایّام بپردازم،
و پرتوی کہ از چراغان این انجمن در آئینہ علم فقیری تجلی نمودہ، ساحت افروز قرطاس سازم -
شاید کہ تذکرۂ وطن جسمانی رفتہ رفتہ بہ تذکرۂ وطن روحانی کشد و این کس را از تنگنای امکان و
بہ وسعت کدۂ لامکان برد لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب ماکان حدیثا یفتریٰ للہ الحمد والمنۃ
کہ بعد از سعی بلیغ و جہد وافر پری زاد تمنا را بہ افسون قلم تسخیر کردم، و تصوری کہ وحشیانہ پیرامن خاطر
می گردید، بہ گردید، بہ کلام تصویر و تحریر در آوردم، و برای دریافت ازمنۂ قدما، تدبیر عجیبی
بخاطر فرا رسید، و جادۂ مستقیمی بہ دلالت رای صائب طی گردید یعنی با اہالی و موالی شہر
برخوردم، و سجلات شرعیہ کہ از اسلاف وا ماندہ، حاصل کردم، و تخط بعضی از مشایخ و علما جلوہ
نمود، و ازمنۂ این طایفہ از روی تواریخ سجلات چہرہ کشود - چنانچہ در طی کتاب جا بجا بہ اشعار
آن پرداختہ ام - و عہد نامۂ ہر کدام را بہ مہر اذعان مزیّن ساختہ، و پیش از من احدی آئین

سعی باین درجه نه شکسته، وکمر خدمت بزرگان سلف وخلف به این جد و جهد نه بسته،
خونها خوردم تا گل به حقیقتے در دامن ورق ریختم، ما زرها در بوته گداختم تا هیکل تفصیلی در گلوی قلم
آویختم - جز من از یاران کیست که این قدر همت در احیای اسم ورسم وطن صرف کرده، واین همه
اشجار دیر سال و نورس را یک لخت به آب بقا پرورده امیدوارم که حُسنِ قبول بزرگان نیازمند
را به خطاب "وکان سعیکم مشکورا"، نوازد، وحق شناسی عزیزان خادم با اخلاص را به نوید
هل جزاء الاحسان الا الاحسان مسرور سازد -

قضارا وقتیکه مصور اندیشه تصویر این کتاب، نقش می بست - وصیاد تامل در کمین
غزالان مطالب می نشست، سفر حرمین محترمین شرفهما الله تعالی اتفاق افتاد - دوست سرگرم
کار را از سرعت قدم حالت تعطل روداد - قائد ازل ۶۰ شانه مشت خاک مرا به اماکن قدسیه
رسانید - وبعد افاضۀ این دولت سرمدی به گلگشت ممالک دکن مامور گردانید - درین ایام
مسوده را از وطن طلبیدم، و در میزان تعدیل به قدر توانائی سنجیدم، واشخاصی که بذکر اینها باید
پرداخت، ورایات مآثر ایشان توان افراخت، پنج طائفه اند - مشائخ وفضلاء وشعراء عربی
وشعراء فارسی وشعراء هندی - این صحیفه مخصوص مشائخ وفضلاست - ومرآت عکوس این
هردو طائفه والا - وبرای شعراء السنۀ ثلاثه رنگ سواد علاحده ریختیم، واز بعض وجوه فصلین را
با فصول شعرا نیا میختیم، ونام این نسخه **مآثر الکرام تاریخ بلگرام** است - ومطالب این
کتاب مستطاب، در دو فصل تمام **فصل اول** در ذکر فقرا قدس الله اسرارهم **فصل ثانی**
در ذکر فضلا نور الله مضاجعهم - توقع از ساقیان بادۀ الطاف، وسرخوشان نشاۀ انصاف، آنکه

اگر سرے بسیر این میکدہ کشند۔ خاکسار را بہ جرعۂ دعاے یاد آرند ؎

وللارض من کاس الکرام نصیب

واگر لغزشی بنظر در آید بہ مقتضاے نشأۂ بشریت دانستہ معاف دارند ؎

والعذر عند کرام الناس مقبول

فصل اول

در ذکر فقراے قدس اللہ اسرارہم

بر طباع کواکب شعاع ہویدا است کہ وجود اولیاء امت در ہر اقلیم بروفق فتح بلاد و جلوہ افروزی شعار اسلام است۔ و فتح ہندوستان در عہد ولید بن عبد الملک از دست محمد قاسم ثقفی صورت بست۔ و از اواسط سنہ ۹۲ اثنین و تسعین ہجری تا آغاز سنہ ۹۵ خمس و تسعین ہجری رایات محمدی از حدود ولایت سند تا اقصاے قنوج فراشتہ بود۔ و سرکشان ملک را مطیع و منقاد ساخت۔ از ان عہد تا عہد مایۂ خامسہ گماشتگان خلفاء مروانیہ و عباسیہ از محیط سند تا حدود دیبالپور بہ حکومت می پرداختند و ممالک مشرقی را بدستور رایان ہند قابض بودند و چون سلطان محمود غازی انار اللہ برہانہ بر تخت غزنین بر آمد در اواخر مایۂ رابعہ جہاد ہند پیش نہاد ہمت ساخت۔ بارہا با فوج ظفر موج در آمدہ آتش کارزار برافروخت۔ و رایان بلند اقتدار را مغلوب و منکوب ساخت و غنایمی کہ در وسعت آباد خیال نہ گنجد بدست آورد۔ و ملک سندہ را در سنہ ۴۱۷ سبعۃ عشر و اربعہ مایۂ از دست حکام القادر باللہ بن المقتدر باللہ عباسی

انتزاع نمود۔ اما سلطان محمود در کشور ہند قدم اقامت نیفشرد اولاد او تا لاہور دستِ تصرف

داشتند تا آنکہ نوبت وارا ے غزنین بہ سلاطین غوریہ رسید و سلطان معز الدین سام مشہور

بہ سلطان شہاب الدین غوری ہمت بہ تسخیر ہند گماشت و بر سر لاہور آمدہ خسرو ملک راکہ

آخر ملوک غزنویہ ست در ۵۸۲ھ اثنین وثمانین وخمسمائۃ بدست آورد و اکثر ممالک ہند را

بضرب شمشیر ضبط کرد و در ۵۸۹ھ تسع وثمانین وخمسمائۃ دہلی را دار الملک ساخت از ان

تاریخ تا زمان حال ممالک ہند در قبضۂ فرمانروایان ملتِ اسلام است و رایان ہنود مطیع

و باجگذار می باشند و پیدا است کہ از ابتدا ے طلوع آفتاب جہانتاب اسلام درین آفاق

ہیچ عصر خالی از وجود اولیاء امت و اصفیاء ملت نبا شد احوال این طائفہ از مبادی

مایۂ سابعہ مضبوط است۔ و آثار اکابر ما تقدم بوجوہ شتّٰی در نقاب خفا ماند، و حکم ھل اتی علی الانسان

حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً بہم رساند مگر حال بعضے در لباس قال بر سبیل ندرت یافت میشود مثل

ابو حفص ربیع بن صبیح السعدی البصری کہ از اتباع تابعین وثقات محدثین است صدوق

بود و عابد و مجاہد و اول کسی کہ در اسلام بہ تصنیف پرداخت، شنید۔ حدیث را از حسن بصری

وعطا روایت کردہ اند از و سفیان ثوری و وکیع و ابن مہدی صاحب مغنی گوید مات بارض

السندھ سنۃ ستین ومائۃ ۱۶۰ھ وصاحب کشف المحجوب علی بن عثمان الہجویری المتوفی

فی خمس وستین واربعمائۃ ۴۶۵ھ و شیخ فخر الدین زنجانی پیر ارشاد شیخ سعد الدین حموی کہ ہردو

بزرگوار در لاہور آسودہ اند و شاہ یوسف گردیزی کہ در ۵۵۰ھ خمسین وخمسمائۃ از گردیز کابل

بہ ملتان آمدہ طرح اقامت ریخت و غیرہم و اول کسی از اولیاء اللہ کہ در اقلیم ہند سلسلۂ ولایت

برپا کرد و انوار شریعت و طریقت نشر ساخت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری است قدس سرہٗ
ولاشک بزرگان چشت عنبر سرشت را حقی است قدیم بر رقبۂ ولایت ہند چہ سلطان محمود
غازی غزنوی دست توسل بہ دامانِ حضرات چشتیہ زد و بہ استمداد ہمم قدسیہ کمر بہ غزاء
ہند بربست و در غزاء سومنات خواجہ محمد چشتی قدس سرہٗ بذات مبارک خود با سلطان
متوجہ ہند گردید و این سرزمین را بہ قدوم میمنت لزوم شرف اندوز جاوید ساخت شرح
این واقعہ آنکہ چون سلطان محمود عازم غزاء سومنات شد خواجہ را در واقعہ نمودند کہ بہ
اعانت سلطان سفر ہند اختیار باید کرد۔ خواجہ در سن ہفتاد سالگی با درویشی چند قدم
در راہ جہاد گذاشت و در میدانِ حرب بہ نفس نفیس مباشر قتال کفرہ فجرہ شد۔ در بیشۂ
صعبی پناہ گرفتہ جنگ انداختند و آثار غلبہ بظہور رسانیدند و قریب بود کہ چشم زخمی بہ لشکر
اسلام رسد حضرت خواجہ را مریدی بود در چشت کاکو نام آسیابان خواجہ آواز داد
"کاکو دریاب" فی الحال کاکو را دیدند کہ اضطراب می کرد و قتال می نمود۔ تا نسیم فتح بر
پرچم رایاتِ دین متین وزید و شکست بر گروہ باطل پژوہ افتاد۔ ہمان روز کاکو را در چشت
مشاہدہ کردند کہ لکلکہ آسیا را برداشتہ بہ در و دیوار می زد چون از کاکو استفسار کردند ہمین
کیفیت را باز نمود۔

و ظفر یافتن سلطان شہاب الدین غوری بر پتورا والی دہلی بیمن انفاس خواجہ معین الدین
چشتی قدس سرہٗ صورت گرفت تفصیل این اجمال آنکہ چون حضرت خواجہ از جانب غزنین
بہ اجمیر تشریف ارزانی فرمود و درین مقام بار اقامت کشاد و قتی مسلمانی را از طرف پتورا

اذیتی رسید خواجه پیغام شفاعت کرد۔ پتھورا سے ناسعادتمند توفیق قبول نیافت وگفت

این مرد دریہنجا آمده است وسخنها از غیب می گوید۔ خواجه بر آشفت وبرزبان مبارک آورد

"پتھورا را زنده گرفتیم و دادیم" ہمدران ایام سلطان شہاب الدین غوری از غزنین در رسید

پتھورا بہ غرور موفور رمقابل صف آرائی کرد وطعن وضرب شدید درمیان آمد سلطان ظفر

یافت وپتھورا را زنده گرفته بہ قتل رسانید۔ ازان وقت اساس اسلام درین دیار استحکام

گرفت وبنیاد کفر روز بروز روبہ انہدام آورد ولہذا حضرت خواجه را قدس سرهٔ مجدد مائۂ سابعه

گویند۔

واول کسی از اکابر طریقت کہ بہ مقدم گرامی بلگرام را شایئہ اکرام ساخت خواجه عماد الدین

وسید محمد صغری ہر دو مرید خواجه قطب الدین دہلوی وجناب خواجه معین الدین چشتی اجمیری

قدس اللہ اسرارہم۔

الحال عنان سخن می گردانم وزلف مقصود برعارض ورق می افشانم علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل

بلگرامی قدس سرهٔ السامی درمثنوی امواج الخیال درمدح فقرائے دار السلام بلگرام می طرازد

از فرقۂ طالبان مولی	رنگینی بزم وصف اولی
وحدت نگہان کثرت آثار	از بادۂ نفی غیر سرشار
اطوار وجود دیده یکرنگ	حیرت بنگاه کرده ہم سنگ
مینا شکنان بزم ہستی	مدہوش شراب حق پرستی
دل کرده زہر بار خود فرش	الرحمٰن استوی علی العرش

طے ساختہ وادی شریعت	حبا کردہ بہ منزلِ حقیقت
وا کردہ نظر بہ حسن جاوید	از دیدہ سرمہ سائے توحید
سرگرم طوافِ کعبۂ دل	قربانی نفس کردہ بسمل
تا یافتہ گنج کنت کنزا	دادہ دل و دین زکوٰۃ از کی

(۱) خواجہ عماد الدین بلگرامی سرہٗ قدس

از مریدان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ و از قدماء اولیاء بلگرام و صاحب ولایت این مقام است امام عالیشان صاحب مقامات علیہ و حالات سنیہ مدۃ العمر بہ اقتضاء نشائے تنزیہ دامن از جلوہ ظہور برچیدہ خود را در نقاب "اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری" پنہان ساخت - سید شریف بن سید عمر الحسینی الواسطی البلگرامی در کتاب مراۃ المبتدین می نویسد کہ:-

"خواجہ عماد الدین بلگرامی قطب وقت و صاحب ولایت بود - ہیچ کس را مرید و خلیفہ نہ گرفت و خود را پنہان می داشت و از متقدمین است - چون ما بین بلگرام و قنوج دریائے گنگ است بہ لباس طالب علمی از بلگرام بہ قنوج وقتِ سحر کہ کسے خبردار نہ شود بر روئے آب می رفت و سبق می خواند و شام می آمد و ہیچ کدام ازان اطلاعی نہ داشت - در وقت جان دادن وصیت فرمود در فلان بلندی کہ جائے دیوان و پریان است ما را مدفون سازند تا آسیب دیوان و پریان از شہر بلگرام برطرف شود"، انتہی۔

و او را با خضر علیہ السلام ملاقات دست داد و در آخر ایام زندگانی خارق عادتی از و سرزد

وسرش فاش گردید و سلطان شمس الدین التمش بر حقیقت اطلاع یافت و در مقام اعتقاد و انقیاد در آمد۔ و لبعد از ان خواجہ بہ کمتر فرصت دوم شوال سنہ ۶۳۲ اثنین و ثلثین و ستمائہ از عالم جسمانی بہ عالم روحانی پیوست۔ مزار فائض الانوار زیارت گاہِ صغار و کبار است مخفی نماند کہ طول البلد بلگرام یکصد و شانزدہ درجہ و پانزدہ دقیقہ است و عرض البلد بیست و شش درجہ و پنجاہ و پنج دقیقہ سمت القبلہ پنجاہ و پنج دقیقہ از مغرب بجانب شمال مسافت میان مکہ و بلد سی و پنج درجہ و پنجاہ و سہ دقیقہ و مسافت میان مکہ و بلد بہ اعتبار فراسخ ہفتصد و ہشتاد و نہ فرسخ۔ میر سید محمد متخلص بہ شاعر خلف الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل گوید

سیر باید کرد یاران نوبہارِ بلگرام
بر زمرد ناز دارد سبزہ زارِ بلگرام

ہر نفس عطرِ گلستان ہمین بو می کنند
خوش دماغان از نسیم مشکبارِ بلگرام

عطف از فردوس می سازد عنان دیدہ را
چشمِ بینائی کہ می گردد دوچارِ بلگرام

اہل معنی کسبِ انوارِ سعادت می کنند
از سواد اعظم دولت مدارِ بلگرام

شش جہت تنگ است بر جولان رخشِ ہمتش
بر فراز عرش نازد شہسوارِ بلگرام

خواجہ کامل عماد الدین قطبِ الاولیا
حلقۂ بابِ حریم او حصارِ بلگرام

از ورودِ موکبِ ابن خسروِ عالیجناب
سرمۂ چشمِ ملک باشد غبارِ بلگرام

آستانِ اشرفِ او بوسہ گاہِ آسمان
بارگاہِ اقدسِ او افتخارِ بلگرام

یاد ہندوستان کجا از خاطرِ طوطی رود
میکند شاعر بجا وصفِ دیارِ بلگرام

درین مقام اختتام به این شعر آبدار ابراہیم غزی شاعر مشہور عرب مناسب افتاد ؂

سقی ثراک عماد الدین کل ضحی	صوب الغمام ملث القطر منهم

(۲) سید محمد صغری بلگرامی قدس سرہٗ

جد اعلای مجموع سادات حسینی واسطی بلگرام است نسبش برین نہج - سید محمد صغری بن سید علی بن سید حسین بن سید ابو الفرح ثانی بن سید ابو الفراس بن سید ابو الفرح واسطی قدس سرہٗ بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحی بن سید زید بن سید علی بن سید حسن بن سید علی العراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن عیسی ابو تم الاشبال بن زید شہید بن الامام زین العابدین بن الامام حسین الشہید السبط بن الامام الہمام اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب زوج فاطمۃ الزہرا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -

سید محمد صغری مرید خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ مرج البحرین فضائل صوری ومعنوی ودر اعلای کلمۂ دین واحیاء سنت اماتت بدعت قدمی راسخ داشت وبا سلطان شمس الدین ایلتمش بسر می برد - وحال باکمال خود را در لباس نوکری از نظر خلق مستور می داشت وبہ امر الہی در ۶۱۴ھ اربعہ عشر وستمائہ با فوجی از غازیان اسلام بر سر بلگرام آمد وبا راجۂ آنجا سری نام کہ کافر متعصب بود وبہ وفور خزائن وکثرت اعوان وسپاہ بیضۂ غرور در سر داشت معرکۂ قتال آراستہ راجہ را با اقارب واعیان سپاہ بہ قتل رسانید وآن عرصہ را باآب شمشیر از لوث مشرکان شست وشو دادہ نزہتکدۂ شعار اسلام ساخت - تاریخ این فتح از لفظ "خدا داد" ۶۱۴ھ

یافتہ اند - وبعد از فتح خود باشیوخ فرشوری وترکمانان وران مقام طرح اقامت ریخت - وفرمان
عشر از سلطان شمس الدین حاصل کرد - وازان عہد تا زمان سلطان ابراہیم بن سلطان
سکندر لودی محصول ده یکے در پرگنہ بلگرام معمول بود - واز عہد بابر بادشاہ سر رشتۂ قدیم
برہم خورد وفرمان محمود شاہ بن محمد شاہ بن سلطان فیروز فرمانروا ے دہلی بابت عشر بلگرام
راقم الحروف بچشم خود مشاہدہ کرد - این عبارت ازان فرمان است کہ :-

"چنانچہ در عہد سلاطین ماضیہ عشر عین غلہ دادہ اند ہم بران جملہ بدہند" ودر آخر
فرمان تاریخ تحریر چنین درج است :-

"فی السابع والعشرین من ربیع الاخر ۸۰۵ھ خمس وثمانمائہ"

لقب سید محمد صغری در اصل صاحب الدعوۃ الصغری است در کثرت استعمال جزو آخر
برالسنہ باقی ماند از قبیل شیخ نجم الدین کبری در نفحات الانس می آرد کہ "وے را کبری ازان
لقب کردند کہ در اوائل جوانی بہ تحصیل مشغول بود باہر کہ مناظرہ کردی غالب آمدی فلقبوہ
بہذا لسبب الطآمۃ الکبری ثم غلب علیہ ذلک اللقب فحذفوا بطآمۃ فلقبوہ بالکبری"۔
واو در ۶۲۷ھ سبع وعشرین وستمائہ بحکم سلطان شمس الدین قلعچہ حاکم نشین بلگرام بر تل
بلندی کہ در وسط شہر واقع شدہ بنا نہاد - وبعد از مرور دہور عمارت قلعچہ رو بہ شکست آورد
وسنگ کتابۂ آن کہ بنام سلطان شمس الدین است از انجا نقل کردہ در دیوار مسجد مشہور
سید میان واقع محلہ سیدوارہ تعبیہ کردہ اند - عبارت کتابہ این است :-

"حامی البلاد راعی العباد ذی الامان لاہل الایمان وارث ملک سلیمان صاحب

الخاتم فی ملل العالم ظل اللہ فی الخافقین ابو المظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المومنین ادام اللہ تمکینہ فی مشہور سنہ ۶۲۷ سبع و عشرین و ستمائۃ "

سید محمد صغری بعد ازان کہ بلگرام را فتح کرد و درین محل قدم اقامت افشرد سی و یکسال ایام زندگانی بسر آورد۔ و در تاریخ چہاردہم شعبان المعظم سنہ ۶۴۵ خمس و اربعین و ستمائۃ بعالم قدس خرامید۔ مرقدش در بلگرام جانب شمالی شہر در باغیکہ الحال تعلق بہ اولاد سید مبارک کلان دستار دارد از قدیم بر آن قبر لوحی بود از سنگ کہ بران آیۃ الکرسی و تاریخ وفات آن جناب نقش کردہ بودند بنابر تقادم ایام سنگ ریختہ شد۔ و در اوائل سنہ ۱۱۵۱ احدی و خمسین و مائۃ والف سید محسن بن سید محمد سعید بہ تجدید مزار فائض الانوار توفیق یافت۔ و قبر مطہر را با چبوترہ از خشت و گچ درست ساخت۔ و این سید محمد محسن پسر زادہ سید خیر اللہ است کہ ذکرش در فصل فضلا می آید۔ و دختر زادۂ سید احمد بن سید بدہ کہ درین فصل در ضمن ترجمہ سید مربی قدس سرہٗ مذکور می گردد۔ سید محمد محسن از رفقاء با اعتبار نواب برہان الملک سعادت خان نیشاپوری ناظم صوبہ اودہ بود۔ و در سنہ ۱۱۵۱ احدی و خمسین و مائۃ والف چون نادر شاہ از ایران بہ دیار ہند رسید و با پادشاہ این ولایت محاربہ در میان آمد مشار الیہ در معرکۂ قتال مردانہ شربت شہادت چشید۔

(۳) حافظ محمود قرآن خوان بلگرامی قدس سرہٗ

از بزرگان قدیم و قافلہ سالاران صراط المستقیم بودہ و در سواد شمالی در زمین موضع قتلغ پور آسودہ است شیخ عبد الصمد خواہر زادۂ شیخ فیضی و شیخ ابو الفضل در کتاب اخبار الاصفیا می نویسد

"حافظ محمود قرآن خوان ممتاز وقت و سرآمد عصر بود۔ گویند از ان روز که او به روحانیان پیوسته هر شب جمعه نکته نیوشان خدا شناس از مرقد منورِ او آواز قرآن خواندن می شنوند و من به زبان آن حق گویان که خود به گوش هوش شنوده اند نوشته ام آرام گاه بلگرام"، انتهی

(۴) پیر عبد اللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از بزرگانِ ماتقدم و مقتبسان الانوار قدم است مرقد منورش در سواد جنوبی شہر طرف میدان بیل واقع شدہ ہر سال نہم ماہِ محرم آخر روز مردم شہر بہ زیارت اشرف می روند و فیوض و برکات از خاک پاک بر می گیرند۔ احوال مقدس درکتابی بنظر این محقر نرسیدہ ناگریز بر نامی اکتفا رفتہ۔ و مصنفین سلف ہم از بزرگی کہ احوال نیافتہ اند نام فقط اثبات نمودہ اند۔ عارف جامی قدس سرہٗ السامی در نفحات الانس احوال خواجہ عارف ریوکروی و خواجہ محمود الخیر فغنوی کہ از اکابر سلسلہ علیہ نقشبندیہ اند اصلاً ذکر نہ کردہ و بر اسمین شریفین اکتفا نمودہ ؎

مرا از زلف او موئی پسند است	فضولی می کنم بوئی پسند است

(۵) غازی کمال بلگرامی قدس سرہٗ

از جملہ اصحاب حال و ارباب کمال بودہ است اصلش از قصبہ بانگرمو من توابع لکھنؤ کہ از بلگرام بہ مسافت نہ کروہ است۔ صاحب مراۃ المبتدین می نویسد کہ:-

"غازی کمال بانگرموے بس صالح، بہ اخلاق ظاہری و باطنی آراستہ بہ جہت طلب علم فرزندان

"را در بانگر مو گذاشته خود در بلگرام آمد۔ روزے کافران بر مردم مسلمانان بلگرام حملہ کردند

وجمیع مسلمانان برائے جنگ برآمدند غازی کمال نیز دران بود شمشیری از دستِ کافر

برگردنش رسید کہ سرش از تن جدا گشت۔ بیک دست نیزہ و بدستِ دیگر سر خود را

گرفتہ متوجہ شہر گردید۔ ضعفائے کہ بہ جہت تماشائے جنگ برآمدہ بودند یکے ازان

میان گفت "اینک این مرد سر را در دست گرفتہ می آید" درہمانجا نیزہ را بر زمین محکم کرد

وخود از اسپ فرود آمد وجان بہ جانان داد۔ واز چوبش درختے عظیم بہ وجود آمد۔ و

مزارش ہمانجا شد کہ بر پشتِ عیدگاہ واقع است ایزاد وتبرک بد"

(۶) قاضی عبد المنتجب بلگرامی قدس سرہٗ

از قبیلہ شیوخ فرشوری است کہ از نجباء بلگرام واعیان این مقام اند نسب ایشان بہ قاسم

بن محمد بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہم منتہی می شود۔ سید محمد صغری جد سادات واسطی وجد اعلائے

شیوخ فرشوری بہ اتفاق از جانب خراسان بہ دیار ہند آمدند وبعد ازان کہ بلگرام مفتوح

گشت درین محل توطن اختیار کردند۔ مناصبِ شرعیہ بلگرام مثل قضا وافتا وعدالت

وتولیت از قدیم الایام بہ شیوخ فرشوری تعلق دارد۔ وزمینداری تعلق بہ سادات۔ صاحب

مراۃ المبتدین می آرد:-

" قاضی عبد المنتجب مقتدای وقت بودہ وحاکم شرع شہر خود روزی درس می گفت شیخ قاسم

در مدرسہ او آمدہ بہ نشست وبہ جانبش گرم گرم نگاہ کرد وفرمود سبحان اللہ چراغ روغن وفتیلہ دارد

"کسے نیست کہ حرکت دہد تا روشنی زیادہ شود این سخن کہ بہ گوش اور سید کتابہاے خود را
در چاہ انداخت۔ و مسند قضا را ترک دادہ عقب شیخ قاسم افتاد۔ و بہ درجہ کمال رسید" انتہیٰ

مرقدِ قاضی عبد المنتجب بالاے تل جاے معروف است۔ حریمی و مسجدی دارد بر پشت
مسجدِ جامع و قبورِ دیگر ہم از اقربا و فرزندانِ قاضی عبد المنتجب دران حریم واقع شدہ۔
مخفی نماند کہ چون قاضی عبد المنتجب علیہ الرحمۃ مسندِ قضا را ترک داد قاضی یوسف عثمانی
بہ امر قضا پرداخت و از ان وقت این منصب در شیوخ عثمانیہ انتقال کرد۔ قبر قاضی یوسف
متصل درگاہ پیر عبد اللہ است۔

اما شیخ قاسم پیر قاضی عبد المنتجب قدس اللہ اسرارہما از اولیاء وقت

بود صاحب مراۃ المبتدین گوید:۔

"شیخ قاسم قدس سرہ مردی بزرگ بود و از عشق چاشنی تمام داشت" ملفوظات او بسیار
نازک و بلند واقع شدہ کہ سالک را البتہ مطالعۂ آن می باید و عمل بر آن باید کرد۔ و حجرہ اش
در قصبۂ باول است۔ کہ از بلگرام بہ مسافت دہ کروہ واقع شدہ و مزارش در قنوج۔
روزی شیخ قاسم در حجرۂ خود نشستہ بود گردبادی کلان ظاہر گشت خادم را فرمود بر و دعاے
ما برسان و بگو حصۂ ما دادہ بروید۔ چون گردباد بیشتر رفت دو ظرفِ رنگین سربستہ از ان
غبار پدید آمد۔ پیش شیخ آورد شیخ بکشاد طعامی شیرین نفیس بر آمد۔ با ہمہ یاران بخورد و
بعد از چندروزے گردبادے بآن طرف گرشت ہمان خادم بے اذن مخدوم رفتہ گفت
حصۂ ما را بدہید۔ آزان گردباد مجروح و خراب بر آمد۔ چون بہ شیخ رسید فرمود اے بے عقل

"آن روز از طوطی پسر می رفتند امروز از جنگ ہزیمت خوردہ می رفتند"، انتہی کلام مراۃ المبتدین۔

(۷) شیخ عبدالرحیم بلگرامی قدس سرہٗ

نبیرۂ قاضی عبدالمنتجب است و از خلفائے شیخ صفی الدین سائی پوری و شیخ الہدیہ خیرآبادی قدس اللہ اسرارہم۔ صاحب مراۃ المبتدین نقل می کند کہ:۔

"بعد از ارتحال قاضی عبدالمنتجب فرزندانش ہمہ مرید و خلیفہ شیخ سعد و شیخ صفی شدند۔ چون وقت شیخ عبدالرحیم در رسید۔ شیخ صفی فرمود خلافتی در ما ماندہ است بشیخ عبدالرحیم بدہیم۔ او عرض کرد کہ مادرِ من زندہ است از وا اجازت بیارم، وقتیکہ نزد مادر رسید مادر او را زجر کرد کہ چنین دو لتے رو دادہ بود قدر آن ندانستی۔ زود برو شاید دریابی۔ تا آن وقت پیر از عالم رفتہ بود۔ وقت جان دادن زیر لب فرمود، اگر عبدالرحیم بیاید بگوئید کہ نصیب تو نزد شیخ الہدیہ است۔ بدین سبب شیخ عبدالرحیم نزد شیخ الہدیہ رفت و آنجا تربیت یافت پس بزرگ مقتدائے وقت بودہ۔ بعد از و پسرش شیخ سعداللہ و برادر زادہ اش شیخ نہیکن ہم مقتدائے وقت شدند"

محرر رسالہ دستخط شیخ سعداللہ بریکی از قبالات شرعیہ مشاہدہ کرد تاریخ تحریر قبالہ سنہ ۱۰۲۵ھ خمس و عشرین والف۔



(۸) سید اجمل بلگرامی قدس سرہٗ

از سادات قبیلہ ترچ بہیہ ساکن محلہ میدان پورہ است نسبش بہ سید محمد صغری می
رسد۔ بریں نہج سید اجمل بن سید حسین بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم
بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ۔
سید اجمل اجمل زمان واکمل دوران بود۔ عالم عامل و درویش کامل بزرگی و کمالات
او متفق علیہ است و برافواہ والسنہ متواتر۔ بعد از تکمیل فنون علم بزیارت حرمین شریفین
زادہما اللہ تعظیماً و تکریماً شتافت۔ و ہفت نوبت مناسک حج بجا آورد و در مدینۃ الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقامت گزید۔ و تزوج و تاہل اختیار کرد و اولادی بہم رسانید
والحال نسل او ہم در مدینہ منورہ موجود است و ہم در بلگرام۔ زمانہ او سنہ ۹۷۵ خمس وسبعین
وتسعمائہ از بعضے سجلات قدیمہ معلوم می شود رحمۃ اللہ علیہ۔

(۹) سید محمود اکبر قدس سرہٗ

از اکابر سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ و از احفاد سید محمد صغری است نسبش
بریں طریق سید محمود اکبر بن سید خداداد عرف سید دادن بن شاہ لطف اللہ بن سید سالار بن
سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صغری قدس سرہٗ۔
سید محمود مقتدائے اعیان عصر بود و در علم و عمل و تصفیہ ظاہر و باطن عدیل و نظیر نداشت
در ریعان شباب بہ قصد طلب علم از وطن مالوف رحلت اختیار کرد و در حلقہ درس بعضی

علماء دار الخلافہ دہلی اکتساب علوم نمود۔ و بعد از تکمیل تحصیل عازم حجاز فیض طراز شد و بہ ادائے مناسک حج و عمرہ و زیارت مدینہ سکینہ علی قاطنہا الصلوٰۃ والتحیۃ ذخیرۂ سعادت اندوخت۔ بعد چندی عنان مراجعت ہند معطوف داشت و از راہ احمد آباد بہ مندو رسید و شرف خدمت شیخ بہاء الدین بن ابراہیم انصاری الشطاری دریافت و مرید گردید۔ مجموع سہ روز در خدمت شیخ اقامت داشت بہ حضرت شیخ درین سہ روز او را در خلوت نشاندہ روز سیوم فرمود کارت تمام شد و بہ خرقۂ خلافت و اجازت ممتاز ساختہ بجانب وطن اصلی مرخص نمود۔

حضرت سید بہ بلگرام تشریف آوردہ بہ درس علم و نشر افادہ اشتغال داشت۔ و بہ تکلیف بعضی امراء معتقدین چندی در قنوج و اطراف آن اقامت ورزید آخر بہ بلگرام عود نمودہ انزوائے کلی اختیار کرد۔ و ابواب اختلاط خلق مسدود ساخت۔ و عمری دراز یافت۔ در بعضے سجلات قدیمہ گواہی بخط شریف مشاہدہ افتاد۔ تاریخ تحریر سجل ۹۲۵ سنہ خمس و عشرین و تسعمائہ والحال آن کاغذ بخانہ قاضی محمد کافی بن قاضی عبد الرسول فرشوری موجود است۔

حضرت سید شب چہار شنبہ پنجم رجب المرجب ۹۳۲ سنہ اثنین و ثلثین و تسعمائہ داعی حق را لبیک اجابت گفت۔ و در ہمین سال ہفتم رجب بہ تفاوت دو روز از ارتحال آن جناب بابر بادشاہ بر سلطان ابراہیم لودی ظفر یافت و سلطنت ہندوستان را متصرف گردید آوردہ اند کہ حاکم شہر در موسم انبہ مردم خود را در باغ حضرت سید فرستاد۔ باغبان ہر چند عجز و الحاح کرد کہ این باغ از فلان سید است حکام سابق در انجا سر رشتہ رعایت و

ادب نگاهداشته اند - مردم حاکم به خاطر نیاورده قصد شوخی و دست اندازی کردند - بحکم قادر مطلق سنگ بارانی از آسمان پیدا شد و مضمون ترمیهم بحجارة من سجیل بتازگی عبرت افزا گردید - تعدی پیشگان دست و پا گم کرده کعصفٍ ماکول باکمال خستگی راهِ گریز پیش گرفتند و نزد حاکم رفته سرگذشت خود را نمودند حاکم از ظهور این کرامت ثمرهٔ اعتقاد به دامنِ دل برچید و شرف حضور دریافته عذر خواهیها بتقدیم رسانید - و چون این خارق سرزد دعا کرد الٰهی از زندگانی دنیا سیر آمده ام مرا از دو از غوغاے خلق یکسو کن - حق سبحانه اجابت کرد و عنقریب از وحشتگاه امکان بخلوت کدهٔ قدس اُنس بخشید قبر حضرت سید ورہمان باغ است که جانب گوشه مشرق و شمال محله سید واره واقع شده - بخط شریف او در وصیت بعضے فرزندان نوشته یافتم :-

"یا بنی علیك بتعمیر القلوب وتنفیس الکروب فان الله سبحانه عند المنکسرة قلوبهم وعلیك بحفظ النسبة مع المحافظة علی الکتاب والسنة واعبد ربك کانك تراه و لا تقصد فی الاولی والاخرة الا ایاه حسبنا الله ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر"

اے فرزند لازم است بر تو آباد کردن دلها و در ساختن غمها پس بتحقیق الله تعالی نزد دل شکستگان می باشد و عنایت خاص به حالِ ایشان دارد - و لازم است بر تو حفظ نسبت معنوی با محافظت ظاهر شریعت - و عبادت کن پروردگارِ خود را به حیثیتی که گویا در حضرت او تعالی حاضری و او را به چشم سر می بینی - و مخواه در دو جهان مگر ذات حق را تعالی شانه -

وآن جناب در علم اسماء و تکسیر بے نظیر بود و جانور را نمی آزرد - و این مذهب ابدال است،

چه ابدال حیوانات را نه کشند تا به حدی که موذیات را نه رنجانند- عارف جامی قدس سرہ السامی در نفحات الانس می فرماید که "امیر چه سفال فروش کژدم از دکان برداشتی و به باره بردی و آنجا بگذاشتی" و شیخ الاسلام گفت که "پدر من ہیچ جانور را نه کشتی- این مذہب ابدال است و ایشان از ابدال بودند-

مردی را وقت خوش گشت فرشتۂ خود را دید- وے را گفت چه باید کرد تا کسے شمارا به بیند گفت ہیچ جانور را نباید آزرد- آن مرد ہیچ جانورانی آزرد فرشته را می دید- روزے مورچه وے را بگزید چیزے بر وے زد مورچه بیفتاد- پس ازان ہرگز فرشته را ندید" انتہی کلام النفحات-

و در ملفوظ خواجه عثمان ہرونی مسطور است که "ہر که دو ماده گاؤ ذبح کند یک خون کرده باشد و ہر که چہار ماده گاؤ ذبح کند دو خون کرده باشد- و ہر که ده گوسفند ذبح کند یک خون کرده باشد" انتہی- شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ انکار کرده است که این ملفوظ خواجه عثمان نیست- اما بر تقدیر تسلیم می توان گفت که این قول بر مذہب ابدال واقع شده و در کتاب مشکوۃ شریف در باب الاماره و القضا از ابن عباس روایت میکنند که "من اتبع الصید غفل" و شیخ عبد الحق دہلوی در بیان این حدیث می فرماید۔

"یعنی کسیکه ہمیشه در پے صید رود و شکار کند از جہت لہو طرب- غافل می گردد از طاعات و لزوم جماعات و از جہت التزام بادیه دور افتادن از مقام رقت و رافت و این تنبیه است کسی را که عادت کرده بدان و منہمک است دران بے نیت تحصیل قوت حلال- واللہ

"بعضے صحابہ صید کردہ اند و بے شک و شبہہ مباح و حلال است ۔ ولیکن شاعری گفت است ؎

بہ شرع گرچہ حلال از مروت نیست		ہلاکِ صید کہ او نیز چون تو جانور است

وگفتہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہ نفس نفیسِ خود صید کردہ و کسے را

منع ہم ازان نہ کردہ" انتہی کلام الشیخ۔

و در حدیث آمدہ "اتقوا ھذہ المجازر فان لھا ضرادۃ کضرادۃ الخمر" مجزر جائے

ذبح حیوانات را گویند مجازر جمع و ضرادۃ بضاد معجمہ معنی حادث حضرت صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم می فرماید کہ بہ پرہیزید مذبح حیوانات را پس بدرستی این را عادتی است مثل

عادت خمر کہ بعد از خوشدل ترک متعذر می شود۔ و مراد آن است کہ مشاہدہ ذبح حیوانات

قساوت قلب می آرد۔ و رحمت را از دل می برد۔ کذا فی نہایۃ ابن الاثیر۔

و در دبستان تصنیف میرزا ذوالفقار متخلص بہ موبد مسطور است کہ:۔

"شخصے را کہ از جانور آزردن اجتناب داشت سوال کردہ اند کہ سبب این معنی چیست؟

جواب داد۔ خدا طلبان را اہلِ دل خوانند و دل را کعبہ حقیقی گویند پس آنچہ بر محرم کعبہ

آب وگل حرام است بر محرم کعبہ حقیقی بطریق اولی روا نیست ؎

شنیدہ ام کہ بہ قصاب گوسفندی گفت		دران زمان کہ سرش را بہ تیغِ تیز برید
سزای ہر خس و خاریکہ خوردہ ام این ست		کسیکہ پہلوی چربم خورد چہ خواہد دید"

(۱۰) سید بڈھہ بلگرامی قدس سرہ

نسب او بہ دو واسطہ با نسب سید محمود اکبر مذکورہ قدس سرہ متحد است برین نہج سید بڈھہ

بن سید کمال الدین بن سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیر الی آخرہ۔

سید بڈھہ قدس سرہ از اکابر دین وہداۃ راہ یقین است قدم در مقام عزلت افشرد وبسیاری از سالکان طریقت را بہ منزل مقصود رسانید پسرش سید ماہر وجد سید عبدالواحد اکبر است قدس سرہ واو در رکاب پدر بزرگوار بہ قصبۂ باڑی رفت۔ وپسر دیگرش سید فتح محمد جد سید نظام الدین بدہنا یک مشہور است واو در بلگرام ماند۔

شیخ محمد متخلص بہ غوثی بن حسن المندوی المتوفی سنہ ۱۰۲۷ سبع وعشرین والف رحمۃ اللہ تعالی مولف کتاب گلزار ابرار در ترجمۂ شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی نام سید بڈھہ ضمناً مذکور ساختہ دریجا کلام گلزار ابرار بعینہ نقل می کنم:۔

"شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی از گروہ ترین است۔ عاشق نفس، مبتلا سرشت، سوختہ دل، حسن پرست، فراخ مشرب، ہمدرد جوی، بلند ہمت ستودہ خوی، گوشہ نشین گذشتگی پرور، نیاز گذار آز ودشمن، قناعت دوست، کشف خدیو بود۔ ارادت بخدمت سید بڈھہ بلگرامی داشت۔ چون از زاد بوم خود بہ دار السلطنۃ آگرہ در آمد بہ خانقاہ مخدومی ضیاء اللہ پور غوث الاولیا شیخ محمد غوث گوالیاری قدس اللہ اسرارہم کلبہ برگزید۔ وبہ چند فصل ضیاے صحبت گلشن زندگانی بہار آگین ساخت۔ بناگاہ فریفتہ عائشہ نام زیبا رچہرۂ رعنا، منظری گردید شگفت تر آنکہ او نیز دل بر درویش، ودرویشی بہ گرد داد۔ القصہ بہ دستوری وخوشنودی ہر دو سوے رسم عقد بجا آمد۔ فراوان سال ہمراز بودند۔ سید احمد قادری کہ یکے از ہمرازان اوست بپیوستہ برگزارد کہ شیخ بدو مراقبہ شب بہ صبح آوردی واز زین الناس حب الشہوات مستثنی بودی زیرا کہ

"ہیچگاہ نظراو برنگ آمیزی بساط روزگار از جا نرفتی - و دل بر سیماے ہنگامہ وہر فریب نخوردی بلکہ بہ زبون ترین خورش و پوشش و داع گرسنگی و دلاساے برہنگی بکشادہ پیشانی فرمودی در سال نہصد و نود و پنج آخشیجی پیکر بخاک سپرد بہ اصلی موطن بازگشت" انتہی

(۱۱) سید محمد طاہر بلگرامی

المعروف بہ سید طاہا ابن سید قطب الدین بن سید ماہرو بن سید بڈھہ مسطور قدس اللہ اسرارہم سید عالی نسب والاحسب در کمال طہارت طینت و مقدس گوہر است پاس شریعت بدرجۂ اتم داشت - بعد از کسب علوم رسمی بخدمت شیخ صفی الدین سائی پوری مرید شد - و مدارج سلوک طے کردہ بہ پایۂ رفیع ولایت برآمد و در ۹۵۰ھ خمسین و تسعمائۃ رو بہ دار البقا آوردہ - و در ہمین سال سید نوح بن سید محمود اکبر کہ ذکر شریفش گزشت درگذشت - آیہ کریمہ فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما مبین این سال ست اگرچہ این تاریخ انتقال ہر دو بزرگوار میتواند شد - اما چون در بارۂ نوح علیہ السلام نازل گشتہ براے سید نوح لطفے دیگر دارد - میر عبد الواحد در کتاب سنابل در سنبلۂ اولی می آرد کہ:-

"در عہد بابر بادشاہ چند مغل بملاقات پیر دستگیر مخدوم شیخ صفی قدس سرہٗ آمدہ بودند سخن در صحت سیادت افتاد آنہا منکر شدند کہ در ہندوستان ہیچ سیدی نیست ہر چند مخدوم ایشان را معقول میساخت اصلا قبول نمی کردند - گفتند در ولایت ما سادات اند صحیح الاصل متقی - متدین زاہد - عابد - علامت سیادت ایشان است

"کہ اگر موی ایشان را در آتش سوزان بنہند نسوزد۔ مخدوم فرمودند در ہندوستان نیز این چنین
" سادات ہستند۔ آنہا پنداشتند کہ شیخ سخن بہ گزاف میگوید گفتند یکے را حاضر باید کرد۔ حضرت
" مخدوم عم فقیر را کہ طاہر نام بود و سید طاہا گفتندی طلبیدند۔ چون سراپاے وجود ایشان
" مثل نام ایشان طاہر بود۔ یک جبہ ایشان بریدہ در آتش سوزان تا دیری گذاشتہ ذرہ سوختہ
" نشد۔ چون از آتش کشیدند ہمچنان خنک بود وگرم ہم نشدہ منکران شرمندہ و پشیمان شدہ
" گاہے پاے مخدوم میگرفتند و گاہے دو پاے عم من افتادند و معذرتہا بسیار کردند رحمۃ اللہ علیہ"

(۱۲) امیر عبد الواحد

بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین بن سید ماہرو بن سید شاہ بڈھہ مذکور قدس اللہ
اسرارہم قطب فلک ولایت و مرکز دائرۂ ہدایت بود۔ صاحب آیات ظاہرہ و کرامات باہرہ
از اجداد ایشان سید ماہرو لعلاقہ حکومت از بلگرام بہ قصبہ سرہ رفت و در آنجا رحل اقامت
افگند و سرہ مع بست و چہار موضع از پادشاہ وقت در انعام او مقرر شدہ بعد زمانی
با زمینداران آنجا مخالفت روے داد و مقاتلہ درمیان آمد۔ سید با بعضے اولاد شربت
شہادت چشید۔ مرقد او در قصبہ سرہ است و ماہرو کہیڑہ متصل سرہ مشہور و آثار قلعچہ بنا کردۂ
سید در آنجا باقی است و بقیہ اولاد با دیگر متعلقان از قصبہ سرہ در مکان گوو گہاٹ
آمدہ سکونت گرفتند۔ و آنجا ہم پاے اقامت افشردن نتوانستند ناچار از آنجا بر آمدہ
در قصبۂ سانڈی کہ از بلگرام بر چہار کروہ است بار اقامت کشادند یکے از احفاد سید ماہرو

به تحصیل علم پرداخت و بعد فراغ تحصیل سنا منصب قضا قصبه باڑی از بادشاه وقت
حاصل کرد۔ سید طاهر و سه پسر عقب گذاشت از آن جمله اولاد و پسر بتقریب منصب قضا
در قصبه باڑی رفته لنگر اقامت انداختند۔ و در عهد اکبر بادشاه قصبه باڑی در انعام ایشان شد
میر عبد الواحد قدس سره از اولاد پسر سیوم است که در قصبه سانڈی ماند و کدخدائی
صبیه ایشان با سید محمود اصغر جد اعلای ما اتفاق افتاد و بنا بر الفتی که با فرزند خود داشت
فرمود "فلان مرا به بلگرام طلبید" و در موطن آبائے کرام تشریف آورده اوّل در محله سید انپوره
قریب خانهٔ سید محمود ساکن شد۔ بعد چندی بر کنار آبگیر سلهده رفته قدم اقامت افشرد
حق تعالیٰ در ذریت او خیر و برکت پدید آورد۔ و از اولاد او در ان محل بکمتر فرصت محله عظمی
معمور شد۔ و در اوائل بیعت بخدمت مخدوم شیخ صفی الدین سائی پوری بجا آورد
و مورد التفات خاص گردید۔ و او هژده ساله بود که شیخ صفی ازین عالم رحلت فرمود۔ بعد
از واقعه شیخ بخدمت شیخ حسین سکندره پیوست و تربیت هائے فراوان یافت چنانچه
خود در سنابل می گوید:۔

"این فقیر مرید مخدوم شیخ صفی است و خلافت مخدوم شیخ حسین دارد۔ مخدوم شیخ حسین را با پدر این
"فقیر الفتی و محبتی تام بود و میان یک دیگر اختصاص کلی داشتند۔ و پدر فقیر نیز خلیفه مخدوم شیخ
"صفی بود بدین سبب این فقیر رجوع به مخدوم شیخ حسین کرد و مخدوم شیخ حسین نیز عنایتها و نوازشهائے
"فراوان ارزانی داشتند که یار زاده ماست و جامهٔ خلافت نیز پوشانیدند اگرچه فقیر را لیاقت
"این حبا مه نبود۔ اما شکرانه درگاه باری تعالیٰ می گذرانم که پیوند بیعت با ایشان دارم

"عهد من بالب شیرین دهنان بست خدا	ما همه بنده و این قوم خداوندانند"	انتهی

شیخ عبدالقادر بداونی در منتخب التواریخ می نویسد :-

"شیخ عبدالواحد بلگرامی بسیار صاحب فضائل و کمالات و ریاضت و عبادات است و اخلاق ستیه و صفات رضیه دارد و مشرب او عالی است - پیشتر ازین بچند سال نقش و صوت به هندی می نسبت و می گفت و حال می ورزید - درین ایام خود را از همه گذرانیده و شرحی بر نزهة الارواح نوشته محققانه و همچنین در اصطلاحات صوفیه خیلی رسائل نوشته ازان جمله سنابل نام و غیر آن تصانیف لائقه نیز دارد اگرچه مرید بجای دیگر است اما بهره تمام از صحبت شیخ حسین سکندره یافته و هر سالی از بلگرام بجهت عرس شیخ می آمد اکنون که ضعف بصر پیدا کرده نمی تواند رفت و در قنوج توطن میداشت - در سال ۹۷۷ نهصد و هفتاد و هفت که فقیر از لکهنو به بلگرام رسیدم شبی به عیادت آمد - و آن ملاقات اول بار بود که حکم مرهم داشت و گفت این همه گلهای عشق است - و مخدومی شیخ عبدالله بداونی نیز اتفاقاً چون رجال الغیب از بداون همانجا تشریف آوردند و یقین شد که اگر شب قدر دریافته باشم آن شب خواهد بود - و میر طبع نظم بلند دارد"

تا اینجا عبارت شیخ عبدالقادر صاحب منتخب التواریخ است - و او میر عبدالواحد را شیخ عبدالواحد نوشت به اعتبار مشیخت و بزرگی - چنانچه شیخ عبدالقادر جیلانی گویند آخر خود می نویسد که میر طبع نظم بلند دارد - و کلام شیخ که آن ملاقات اول بار بود - دلالت میکند که ملاقات او با میر عبدالواحد مکرر واقع شد و شیخ عبدالقادر در آغاز حال از

رفقاے حسین خان بود وحسین خان یکے از نوکران درگاہ اکبری است چندی در لکھنو جاگیر داشت
وشیخ عبد القادر در لکھنو ہمراہ بود وا وملاقات خود با میر عبد الواحد در سال نہصد وہفتاد
وہفت نوشتہ ودر ضمن سنوات در وقایع سال مذکور می نگارد کہ درین سال پرگنہ لکھنو
از حسین خان تغیر شد وخان مذکور بہ تقریبی از راہ ولایت اودہ در حدود کوہ سوالک
در آمد وباکفار کوہستان جنگ کرد اکثر رفقاء او شہید ومجروح شدند وفقیر درین سفر
برخصت حسین خان از لکھنو بہ بداؤن آمدم انتہی کلامہ ملخصاً۔

کسیکہ از لکھنو قصد بداؤن کند بلگرام در عرض راہ می افتد۔ ظاہرا درہمین سفر
در بلگرام با میر عبد الواحد ملاقات دست داد۔ وعبارت او کہ شبیہ بہ عبادت آمد میخواہد
کہ بیمار باشد ونیز عبارت او کہ حکم مرہم داشت وگفت این ہمہ گلہاے عشق است میخواہد کہ زخمی باشد۔
اما کلام او در احوال حسین خان ناظر است برین کہ با حسین خان بکوہستان نہ رفت واز لکھنو برخصت حسین خان
متوجہ بداؤن شد درین صورت از زخمیان جنگ کوہستان نمی تواند شد ودر وقایع
سنہ ۹۷۹ تسع وسبعین وتسعمائۃ بیان می کند کہ فقیر از کانت گولہ بتقریب زیارت مزار
فائض الانوار بدیع الحق والدین شاہ مدار قدس سرہ بہ مکن پور رسید۔ وبدام عشق گرفتار
گشت۔ عزت الہی چندی از قوم معشوق را مسلط ساخت وبہ زخم شمشیر پیاپے بر سر ودست
ودوش خوردہ ہمہ پوست مال رفت مگر زخم سر کہ استخوان را شکستہ بمغز رسید وتہی مغزی
بار آورد ورگ بنصر اندکے بریدہ شد وآن جہان را سیر کردہ آمد وبخیر گذشت وجراحی حاذق
در قصبہ بانگرمؤ پیدا شد ودر عرض یک ہفتہ زخمہا فراہم آمد انتہی کلامہ ملخصاً عبارت سابق

یعنی حکم مرہم داشت و گفت این ہمہ گلہاے عشق است با این واقعہ مناسبت تمام دارد - اما اختلاف سال ابا میکند و شیخ عبد اللہ کہ از بداون آمدہ در شب بملاقات میر عبد الواحد شریک صحبت شد در نسخہ بجاے شیخ عبد اللہ شیخ عبد القادر بنظر درآمد غلط کاتب است صحیح شیخ عبد اللہ است -

و میر علاء الدولہ بن میر یحیی سیفی قزوینی در نفایس المآثر آوردہ کہ :-

"میر عبد الواحد از اکابر سادات قنوج است - و خالی از نشاء فقر و درویشی نیست و سلیقہ

"شعر خوب دارد"

و شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار نوشتہ کہ :-

"سید عبد الواحد بن سید ابراہیم قنوجی خداوند مجاہدہ و مشاہدہ صاحب صحت حال و فصاحت

"مقال - بر نزہۃ الارواح شرحی لائق متین بر نگاشتہ فراوان توجیہ و تاویل بکار بردہ جمیع مقاصد

"عبارات را متوجہ سمت حقیقت گردانیدہ است" انتہی -

پوشیدہ نماند کہ حضرت سید در قنوج کدخدا شدہ چندی در آن شہر اقامت داشت بنابران درین ہر دو کتاب او را از قنوج نوشتہ اند - و اقامت او در قنوج از کلام شیخ عبد القادر بداونی ہم مستفاد میشود - و از جملہ تصانیف میر عبد الواحد حقانی ہندی شرح قصہ چہار برادر و حل شبہات و شرح مصطلحات دیوان خواجہ حافظ شیرازی است و اشہر تصانیف او کتاب سنابل است در سلوک و عقائد و وقتے در شہر رمضان المبارک سنہ ۱۱۳۵ خمس و ثلثین و مایہ و الف مولف اوراق در دار الخلافہ شاہجہان آباد خدمت شاہ

کلیم اللہ چشتی قدس سرہ را زیارت کرد - ذکر میر عبدالواحد قدس سرہ درمیان آمد شیخ

مناقب و مآثر میر تا دیر بیان کرد - و فرمود شبے در مدینہ منورہ پہلو بر بستر خواب گذاشتم

و در واقعہ مے بینم کہ من و سید صبغۃ اللہ بروجی معاً در مجلس اقدس رسالت پناہ صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم باریاب شدیم جمعی از صحابۂ کرام و اولیاء امت حاضر اند در ینہا شخصے

است کہ حضرت با او لب بتبسم شیرین کردہ حرفہا می زنند و التفات تمام دارند چون

مجلس آخر شد از سید صبغۃ اللہ استفسار کردم کہ این شخص کیست کہ حضرت با او

التفات باین مرتبہ دارند گفت میر عبدالواحد بلگرامی و باعث مزید احترام او این است

کہ سنابل تصنیف او در جناب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مقبول

افتاد حضرت میر در سنابل می گوید کہ :-

"روزی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جملہ اموال خود را در راہ رضای خداوند تعالی تصدق

"کرد - حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام از وے پرسید ما خلفت لعیالک فقال اللہ و رسولہ

"جبرئیل امین در رسید گفت یا رسول اللہ فرمان می شود بپرس از ابوبکر من تنہا بسند نبودم

"کہ با نام من نام رسول را ہم ذکر کردی - سبحان اللہ و بحمدہ کثیرا این کدام منزلت و این چہ

"رتبت و قربت است کہ حق سبحانہ بر گرفتن نام رسول غیرت می برد - دانشہا و بینشہا اینجا

"پیٔے گم کنند - بخاطر رکیک این ضعیف می رسد کہ سر عتاب آنست کہ اے ابوبکر پایۂ

"معرفت تو بجاے رسیدہ است کہ رسول را از ما جدا نمی بینی زیرا کہ او در ما محو است

"و ما در و ثابت پس چرا جدا ذکر کردی کہ گفتہ اند از عرش تا فرش محمد را غلام چون حق متجلی شد

"محمد گدام - ونیز بخاطر میرسد که ابوبکر رضی اللہ عنه جواب بر قدر مقام عیال واهل بیت خود

"گفته است نه بر وفق مقام خود چه رسول علیه السلام از وما خلقت لحیالک پرسیده بود

"واگر ما خلقت لنفسک پرسیدی جواب از مقام معرفت خود دادی یعنی اللہ وحده گفتنی"

ونیز در سنابل می گوید :-

"یکے از یاران مولف شیخ نظام نام داشت دختر مغلی را تعلیم می کرد - دختر در غایت جمال بود

"جوانی را نظر بر جمال او افتاد شیفته شد و حال نامرادی و دردمندی خود بشیخ نظام باز نمود شیخ

"نظام گفت تو هر روز همراه من بیا - من او را تعلیم میکنم تو آنجا بنشین و می نگر برین ماجرا مدتے

"گذشت - روزی آن جوان دردمند با شیخ نظام آهسته گفت این دختر را بگو بمید قدحے

"آب بمن دهد - شیخ نظام دختر را گفت قدح آب خوردن بیار دختر قدح پر آب آورد - گفت بدست

"این جوان بده دختر قدح پیش جوان برد جوان قدح از دست او گرفت و جان به جهان آفرین سپرد"

"واز نوادر تصانیف او شرح کافیه ابن حاجب است بطور حقایق تا مبحث غیر منصرف درین مقام

"بندی از اوائل آن نسخه بطریق اختصار ایراد میرود - "الکلمة لفظ ای ملفوظة علی

"السنتنا و ملحوظ لقلوبنا و محفوظة بواطننا یعنی کلمه توحید در مرتبه اقرار بر زبانهاے ما ملفوظ است و در مرتبه تصدیق

"دلهاے ما ملحوظ و در مرتبه احوال باطنهاے ما محفوظ مصنف رحمة اللہ علیه اکتفا بذکر مرتبه اقرار کرده و در معطوف

"محذوف فرو گذاشت بحکم آنکه حکم کردن بر اسلام و سبب جریان تکالیف احکام منوط

"مربوط بمرتبه اقرار است و قرینه حذف مفهوم از عبارت مصنف است که می گوید "وضع لمعنی

"مفرد" نهاده شده است یعنی لازم گردانیده شده است قبول آن کلمه توحید بر رقاب و

دو ونواصی بجہت تحصیل معنی کہ فرد و مجرد است از کفر و نفاق و معاصی پس لفظ مفرد قرینہ حذف
دو است زیرا کہ افراد سہ مرتبہ دارد افراد از کفر و افراد از نفاق و افراد از معاصی فالافراد من الکفر
دو فی رتبۃ الاقرار و الافراد من النفاق فی رتبۃ التصدیق و الافراد من المعاصی فی رتبۃ الاحوال
دو لان من نفی ربہ تعالی موحدا یبدل اللہ سیاتہ حسنات وہی رسم و آن کلمہ توحید سہ
دو نوع است یکے اسم چہ اقرار و تصدیق فقط اسم توحید و صورت اوست دوم فعل دوم
دو فعل توحید و عمل اوست ان آن دریافت احوال است و حرف و سیوم حرف توحید است
دو و این توحید عظمیٰ است کہ از استعداد انسانی برطرف است و از علامات آن ہر دو توحید
دو مذکور بے نشان و بے کیف کہ علامۃ الحرف خلوہ عن علامات الاسم و الفعل ؎

مخفی نماند کہ دو شرح دیگر بعبارت عربی و فارسی تا مبحث غیر منصرف بطور حقایق در نظر فقیر رسیدہ نام شارح عربی میر ابو البقا است ظاہرا معاصر میر باشد و نام شارح فارسی ملا موہن بہاری کہ از میر متاخر است و چون صیت بزرگی میر عبد الواحد سامعہ افروز اکبر بادشاہ گردید معتمدی را نزد میر فرستاد و از کمال تمنا درخواست ملاقات نمود۔ میر قصد اردوی معلی کرد و چون بدرگاہ سلطانی رسید بادشاہ اعزاز و اکرام تمام تبقدیم رسانید و پانصد بیگہہ زمین از بلگرام بطریق سیورغال[۵۱] نیاز کرد۔

شبے دزدی بخانہ حضرت میر در آمد نابینا گشت۔ فریاد بر آورد و حضرت میر او را توبہ داد و دعا کرد تا حق سبحانہ و تعالی حاسۂ بصر او را باز گردانید۔

---

[۵۱] این لفظ ترکی ست بمعنی انعام و مدد معاش غیاث اللغات۔

و یکے از کفار جنیبان بر دست حضرت میر بدولتِ اسلام شرف اندوز شد ہمیشہ حاضر

مے بود و خدمت بجاے آورد - عمر گرامی از صد سال متجاوز بودہ وصال ایشان در شب جمعہ

سیوم ماہِ رمضان ۱۰۱۷ھ سبعۃ عشر و الف اتفاق افتادہ - عزیزی در تاریخ گوید ع

"چو رفت واحدِ صوری و معنوی گفتم		ہزار و ہفدہ و شب جمعہ ماہ صوم سیوم"

مصراع ثانی تاریخ صوری و معنوی است اما ربت عدد بحساب جمل زائد میشود آن را بتعمیہ

لطیف خارج کرد یعنی واحد صوری کہ نوزدہ است و واحد معنوی کہ یک است مجموع بست

عدد بر آمد مرقد منور در بلگرام ۱۹ زیارت گاہ خاص و عام است -

میر عبد الواحد را چہار پسر والا گہر بوجود آمد - درین مقام نخستین احوال شیخ صفی الدین

سائی پوری و شیخ حسین سکندرہ و شیخ عبد القادر بداونی و سید صبغۃ اللہ بروجی و شاہ

کلیم اللہ چشتی دہلوی و ملا موہن بہاری قدس اللہ اسرارہم کہ اسامی این اکابر در ضمن

ترجمۂ میر عبد الواحد مذکور شدہ ثبت می کنم و بعد ازان تراجم فرزندان میر و اصحاب

سجادہ تحریر می سازم -

(۱۳) شیخ صفی الدین بن عبد الصمد

بن شیخ علم الدین سائی پوری قدس سرہٗ از کمل اولیا و اکابر خلفای شیخ سعد الدین

خیر آبادی است مرجع اقاصی و ادانی بود و در کشف حقائق و تربیت طالبان شانی عالی

داشت و بر طریقۂ پیر حصور و مجرد زیست - در سن دوازدہ سالگی از سائی پور بخیر آباد آمدہ در خانقاہ

شیخ سعدالدین جا گرفت و بتحصیل علم مشغول گشت روزی نظر شیخ سعدالدین بر شیخ صفی افتاد پیش طلبید و احوال استفسار نمود ۔ چون نام پدرش شیخ علم الدین گوش کرد شفقت بسیار فرمود از جهت سبق معرفتی که با شیخ علم الدین داشت و از کمال عنایت به نفس نفیس خود متکفل تربیت شد ۔ شیخ صفی مدتها نزد حضرت شیخ تلمذکرد و لسعادت ارادت مشرف گشت و خدمتها بجا آورد ۔

شبے شیخ اوراد رغیر موسم ترب فرمود درین وقت ترب از جائے پیدا خواهد شد شیخ صفی عذری نکرد که نیم شب است و هوائے ترب نیست ۔ عرض کرد که میروم و تفحص میکنم در مقام خیرآباد کوچه بکوچه می گشت و از محله به محله می دوید مردمان درهائے خانه بسته بخواب رفته در آن وقت خبر ترب از که استفسار نماید در حیرت فرو ماند و جائے نشسته می گریست ۔ مردے در خانهٔ خود بیدار شد گفت دردمندی گریه میکند خبرے باید گرفت ۔ صاحب خانه بیرون شتافت و پرسید کیستی و چرا گریه میکنی؟ گفت مرا ترب درکار است ۔ آن مرد گفت هوائے ترب نیست دو کس دیگر حاضر شدند ۔ زنی گفت من در صحن خانهٔ فلان کس دیده ام که ترب رسته است همه باتفاق آنجا رفتند ۔ و مردم آن خانه را بیدار کردند و ترب درخواست نمودند ۔ صاحب خانه دو ترب برآورده به آبی پاک شست و شیخ صفی را حواله نمود ۔ شیخ صفی هردو ترب را پیش شیخ آورد شیخ خوش وقت گردید و دعا فرمود که از تو هر کارے دشوار و مهمی صعب که کسے را رود هد آسان خواهد شد انشاء الله تعالیٰ ۔ شیخ اورا در اربعین نشاند در سیوم

فتح یاب شد و علویات و سفلیات ہمہ مکشوف گشت و بہ جامۂ خلافت مخلع گردید و از
جمیع خلفاء شیخ قدم پیش گذاشت و سالہا بر مسند ارشاد نشست و طالبان را
بہ مطلوب رسانید ۔ میر عبدالواحد بلگرامی در حل شبہات می آرد کہ :-

" در ابتداء حال بعضے مشکلات علم شریعت و طریقت از علماء کبار و مشایخ نامدار می پرسیدم
" جواب شافی نمی یافتم ۔ بخاطر قرار دادم کہ اقصاے عالم را بہ گردم تا اگر با مردے ملاقات شود
" کہ حل این مشکلات نماید ۔ چون روان شدم در منزلِ اول وقت قیلولہ پیر دستگیر یعنی مخدوم
" شیخ صفی را بخواب دیدم و از عین عنایت ایشان التفاتہا یافتم بخاطر فقیر رسید کہ حالا حضرت
" مخدوم حاضر اند بہ مسافرت احتیاج نیست ۔ پس بہ نیت تجدید وضو از پیش مخدوم برخاستم
" قاضی الہداد قدوائی کہ یکے از مریدانِ مخدوم است از عقب من آمد و گفت ترا حضرت
" مخدوم می طلبند و می فرمایند خاطر ما نمی خواہد کہ فلان کس بجاے برود فقیر شتاب برگشت
" و بہ ملازمت شریف رسید و پرسید ۔ قاضی الہداد از زبان مبارک این سخن بہ من رسانیده
" فرمودند ہمچنین است ۔ چون بیدار شدم درمیان سفر و اقامت متردد گشتم ۔ آخر با خود
" قرار دادم کہ اگر بار دیگر چنین خواب بہ بینم از سفر باز گردم ۔ بار دیگر ہمان خواب دیدم
" بالضرور باز گشتم و در خانقاه پایان مرقد پاک چہل روز کم و بیش معتکف شدم آن ہمہ مشکلات
" را جوابی شافی یافتم درین نسخہ آن اسولہ و اجوبہ ثبت نمودم "

و نیز عبدالواحد در سنابل گوید کہ :-

" در خانقاه شیخ سعد قدس سرہٗ غلام بچہ بود صفیا نام ہر گاه کسے اورا نداکردی شیخ صفی

دو قدس سرہ جواب دادی وحاضر شدی و اصلا بخاطر شریف ایشان نبود کہ مرا ہیچکس صفیا نخواہد گفت

دو ہر کہ در خود دید دروے کس ندید		مرد از خود رستہ راحق برگزید	"

شیخ صفی قدس سرہ فرمود راہ درویشی راہ مرگ است یعنی موتوا قبل ان تموتو ا
وخلق تدبیر زندگانی گرفتہ درین راہ قدم می نہند - واکثر مردم خود سلّکہ درویشی را وسیلہ جلب
رزق دانند وبہ رجوع وقبول خلق فریفتہ بمانند - شیخ فاضل دانشمند بریکے از ملوک رفتہ بود
دربان رہانکرد واین بیت برخواند ہ

سرورا سر ہنگ را فرمان بدہ		دست دربان بشکند یا پای من

شیخ صفی قدس سرہ مصرع ثانی را بگردانید وگفت ع
دست دربان نشکند جز پائے من

وفات شیخ صفی نوزدہم ماہ محرم سنہ ۹۳۳ ثلث وثلثین وتسعمائۃ میر عبدالواحد بلگرامی دو شیخ پاک،
۹۳۳
تاریخ یافتہ - آرامگاہ سائی پور -

(۱۴) شیخ حسین قدس سرہ ساکن سکندرہ

از اعاظم خلفاء شیخ صفی الدین سائی پوری است نخست از اغنیاء روزگار بود د
جوہر سخاوت بہ مرتبۂ کمال داشت - دمشق تیر اندازی وگوی بازی وسایر حرفتہای سپاہگری
بجاے رسانیدہ بود کہ بادشاہ وامراء وقت می دانستند ناگاہ جذبۂ عنایت الٰہی دررسید
واورا از آلایش دنیا مبرا گردانید - ہمہ اسباب دنیوی برانداخت وحشتی بہم رسانید

آخر کار شبا روزی بر درختے بر آمدہ چون طائر سر زیر بال کشیدہ در عالم استغراق می بود - در ہمان حالتِ کمند جاذبہ جانب حرمین شریفین کشید و باین سعادت عظمیٰ فایز گشت - شبے سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام در عالم رؤیا جلوہ نمود و فرمود عود بہ ہند باید کرد و در مقام سائی پور بہ شیخ صفی الدین دستِ بیعت باید داد - شیخ حسین گفت چون بہ سائی پور رسیدم بخاطر گذشت کہ شیخ مرا در خلوت یاد کند و کلاہ از سرِ مبارک التماس ناکردہ مرحمت فرماید و مکانی برائے عبادت معین سازد - چون بہ عتبہ سعادت رسیدم - شیخ خادم را فرمود - شیخ حسین نامی بر در ایستادہ است او را بگو کہ در آید - خادم بر آمد و فریاد کرد کہ شیخ حسین کیست - من بطور قلندران پوست تختہ در بر داشتم - گفتم نامِ من حسین است اما شیخ نیستم - خادم برگشت و بہ عرض رسانید فرمود ہمان است خادم باز آمد و مرا بہ ملازمت اشرف برد - شیخ شفقت بسیار مبذول نمود و کلاہ خاص پوشانید و در خانقاہ ملائک پناہ جا داد - دو اربعین در خانقاہ کشیدم بعد ازان حکم شد در سکندرہ رفتہ باید نشست و خلق خدا را ہدایت باید کرد و او مدت پنجاہ سال در گوشۂ عبادت قدم افشرد و بر در مخلوقی آبروی فقر نہ ریخت -

راقم الحروف در اینجا تقریب ملاقات شیخ حسین با شیخ صفی قدس اللہ اسرارہما مطابق روایت صاحب گلزار ابرار بحفظ معنی و تبدیل عبارت ثبت نمودہ است -

میر عبد الواحد در سنابل گوید :-

"حضرت مخدومی قدس اللہ روحہ را چون جذبہ ہدایت الٰہی و کشش عنایت نامتناہی در رسید

باطن شان از لذات و شهوات دنیا سرد شد۔ جاه و دستگاه دولت دنیا را بر انداختند
و چون ابراهیم ادهم رحمة الله علیه با فقر و فاقه در ساختند و برین فقر که بعد از غنا حاصل شد چنان
راضی و شاکر می بودند که دیگران بر غنائے که بعد از فقر حاصل شود و آنان که ایشان را در حالت
توانگری دیده بودند چون خوشنودی ایشان بر حالت فقر و بینوائی می دیدند تعجب می کردند
و می گفتند که آن توانگری و دولت و آن جاه و شوکت و آن دلاوری و شیر مردی و صنعت
تیر اندازی و حرفت گوئی بازی و بذلها و بخششها همه را انداخته این مرد بر بینوائی خوشنود است
مخدوم بعضے را جواب می گفت که اگر خداوند تعالی غریب نواز نه بودی این غریب را از ان مردار
که رہانیدی و به پایه صبر و قناعت که رسانیدی۔ و بعضے را جواب می گفت که اے یاران
شکر نعمت باری تعالی بر من درین حالت افزون تر است که نام من از دفتر توانگران کشیده
در جریدهٔ فقرا و مساکین ثبت کرد۔ و در سلک پیران طریقت منسلک گردانید که الدنیا ملعونة
و ما فیها الا ذکر الله الحاصل مرد باید که قدم در راه فقر استوار نهد و از شدت فاقه و بینوائی نگریزد
و نه رمد ه

چیست دنیا خاکدانِ کهنه و ویرانهٔ	غصه جائی محنت آبادی ملامت خانهٔ
هر لئیمی ناسزاے ترکِ دنیا کے کند	سرفرازی را رسد دریا دلی مردانهٔ

و حضرت مخدوم را چون عمر به آخر رسید در آخرین ایام گاه گاه می فرمودند که آرزوے من آنست
که وقت موت خوش الحانی این آیه را در پردهٔ گوری و جیت سری که هر دو از پردهاے هندی است
بخواند آیه این است رب قد اتیتنی من الملک و علمتنی من تاویل الاحادیث فاطر

« السموٰت والارض انت ولیی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما والحقنی

« بالصّٰلحین تا در کلاء توفنی مسلما والحقنی بالصّٰلحین - جان بدہم انتہی

واین ازان قبیل است کہ سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ را پردۂ پوربی بسیار خوش آمدی وقتے بعضے از حاضران مجلس پرسیدند مخدوم پوربی را بسیار می شنوند وخوش می کنند فرمود آری روز میثاق ندائے الست بربکم ازین پردہ شنیدہ بود

آوردہ اند کہ چون وفات شیخ قریب رسید در فضائے مسجد گوری حضر کرد وطرح عمارت ریخت وبادوستان حرف وداع درمیان آوردہ مردم در مقام حیرت شدند چون عمارت بہ اتمام رسید - کشادہ پیشانی جان شیرین بجہان آفرین سپردوکان ذلک فی سنہ ۹۷۶ ست وسبعین وتسعمائیۃ -

(۱۵) شیخ عبدالقادر بداونی

جامع فنون فضائل بود وامام اقران واماثل کسب کمالات از شیخ مبارک ناگوری ودیگر فضلاء عصر نمود وبافضیلت علمی طبع نظم وسلیقہ انشاء عربی وفارسی وچیزے از نجوم ہندی وحساب ووقوف نغمہ ولایت وہندی وشطرنج صغیر وکبیر نیز داشت وبین نوازی ہم بقدری می دانست ودرشیوۂ قناعت وراستی ودرستی ممتاز می زیست واکثر مشایخ وعلماء عصر خود را دریافت وصحبت داشت چندی باحسین خان کہ از منصبداران درگاہ اکبری بود بسر بردہ آخر بوسیلہ جلال خان قورچی وتعریف میر فتح اللہ شیرازی

به منصب پیش امامی اکبر بادشاه منصوب گردید و مدت چهل سال با شیخ فیضی و ابوالفضل
مصاحب ماند اما در تاریخ خود جا بجا که مجال اینها نه پرداخت در ترجمه شیخ فیضی مذمت
او بسیار میکند آخر به معذرت زبان می کشاید که دسیه توان کرد حق دین و حفظ عهد
آن بالاتر از همه حقوق است الحب لله والبغض لله - هر چند سنین اربعین تمام در
مصاحبت او گذشت اما بعد تغیر اوضاع و فساد مزاج آن نسبت به مرور خصوص
در مرض موت مرتفع شد و صحبت به نفاق انجامید از یکدیگر خلاص یافتیم و با همه متوجه
درگاهی ایم که همه داوریها به آنجا به فیصل رسد الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو
الا المتقون و از جمله راست مزاجی هاے او این است که وقایع چهل ساله
اکبر بادشاه پوست کنده نوشت - و در اظهار کلمه صدق از مخالفت چنین بادشاه
صاحب داعیه نه اندیشیده و بر مضمون آیه صدق پیرایه الیس الله بکاف عبده عمل
شود - مرید شیخ حاتم سنبهلی است - و اعتقاد خاص بخدمت شیخ داؤد جهنی والی داشت
وفاتش در حدود سنه ۱۰۰۴ اربع والف واقع شد -

(۱۶) سید صبغة الله بن سید روح الله بروجی

بروج از توابع گجرات احمد آباد است از کمل خلفاء و تلامذه شیخ وجیه الدین گجراتی بود
چند سال حسب الاشاره مرشد در وطن خود به افاده متحصلین و امر معروف و نهی منکر اشتغال
داشت - ناگاه شوق زیارت حرمین شریفین حفظهما الله تعالی دامنگیر شد - و باین دولت

کبری استسعاد یافت و محبت اولاد و رعایت صلهٔ ارحام عنان اوراجانب وطن اصلی منعطف ساخت ۔ تا آنکه در سنه ۹۹۹ تسع وتسعین وتسعمائة دل ازهمه پرداخته مجردانه وارد مالوه گردید ۔ درین ایام شوق زیارت مدینهٔ مصطفوی علی صاحبها السلام والتحیة جوشش زد جلوریز در سال هزارم از راه خاندیس به احمدنگر دکن رسید ۔ وبه تکلیف والی آنجا برهان الملک یک سال کمتر دران محل وقفه واقع شد سال دیگر بعزم سفر دریا کمر عزیمت بربست و در بلدهٔ بیجاپور عبور افتاد ۔ والی بیجاپور نیز چندی به تواضع و دلربائی تمام نگاهداشته سامان سفر مبارک مهیا ساخت و جهاز خاصه گذرانید تا جمیع صوفیان و درویشان به فراغ خاطر رهگرائے منزل مقصود شوند ۔ سید بعد وصول اماکن قدسیه و حصول زیارت نبویه درکوه احد سکونت ورزید ۔ و مرجع طلاب صوری و معنوی گردید وجواهر خمسه را تعریب کرد ۔ و احمد شناوی از تلامذهٔ او بران حاشیه نوشت و شناوی بکسر شین معجمه و تشدید نون منسوب به یکے از امکنه و الان معرب جواهر خمسه مع حاشیه در دیار عرب مروج است ۔ مردم کثیر از خدمت سید اخذ طریقه کردند و به مطلب اقصیٰ فائز گردیدند ۔ شیخ محمد عقیله مکی قدس سرهٔ در کتاب لسان الزمان ترجمهٔ او را چنین ذکر مے کند :-

"الشیخ الکبیر العالم الشهیر السید صبغة الله بن السید روح الله الحسینی
"شیخ مشائخ الطریقة الشطاریة العشقیة رحمه الله تعالیٰ وهو صاحب العلوم
"الجمة والمعارف العظیمة انتفع به الناس واخذوا عنه وهو احد من اظهر

"الله تعالیٰ واشهره اخذ طریقه سادة الشطاریة عن السید وجیه الدین

"وهو عن الغوث سیدی محمد غوث صاحب الجواهر الخمسه وقد انتفع به

"اناس کثیرون منهم السید میر والسید اسعد البلخی المتوفی بالمدینة

"والشیخ الکبیر احمد الشناوی - وللسید صبغة الله مصنفات منها کتاب

"الوحدة ورسالة ارادة الدقائق فی شرح مرأة الحقائق وکان لایسع

"المرید ترک کل یوم من سنن القوم توفی رضی الله عنه بالمدینة سنة ۱۰۱۵

"خمسة عشر والف وقبره بها یزار ویتبرک به انتهی"

(۱۷) شاه کلیم الله چشتی دهلوی قدس سرهٗ

از مشاهیر مشایخ متاخرین است در علوم عقلی و نقلی پایهٔ بلند و در حقایق و معارف رتبهٔ ارجمند داشت - اسلافش به کسبِ معماری اشتغال داشتند - حق تعالی او را به معماریِ قلوب اختصاص بخشید و عالم عالم دلها را به تردستی همت ماموره گردانید - بعد از تکمیل تحصیل به حرمین شریفین زادهما الله شرفاً و کرامةً شتافت و مدتها در آن دیارِ فیض آثار بسر برد و بخدمت شیخ یحییٰ مدنی دست بیعت داد و بافراوان نعمت بدیار هند مراجعت نمود - و در شاهجهان آباد در بازار خانم منزل گزید و بدرس کتب حقائق و تربیت ارباب ارادت مشغول گشت و تفسیری بر کلام الله در سلک تحریر کشید - امرا و فقرا حلقهٔ اعتقاد در گوش داشتند و به مطالب دینی و دنیوی کامیابی اندوختند - بیست و چهارم شهر

ربیع الاول ۱۱۴۳ھ ثلث واربعین ومائۃ والف بعالم قدس آرمید و در حویلی سکونت خود مدفون گردید۔

(۱۸) ملا موہن بہاری قدس سرہٗ

نام اصلی او محی الدین است مولد و منشا بلدۂ بہار در سن نہ سالگی کلام اللہ را حفظ کرد و بخدمت پدر خود ملا عبد اللہ کسب علوم نمود و در ہفدہ سالگی فاتحہ فراغ خواند و چندی در وطن خود بہ درس و افادہ پرداخت۔ بعد از آن بہ ملازمت شاہجہان بادشاہ رسید و بہ تعلیم شاہزادہ محمد اورنگ زیب معین گردید۔ و بخدمت شاہ حیدر۔ نبیرۂ شیخ وجیہ الدین گجراتی قدس اللہ سرہما بیعت کرد۔ عاقبۃ الامر از پیشگاہ خلافت رخصت گرفتہ بہ وطن شتافت و بہ ریاضت و مجاہدہ کار بست و در عمر ہشتاد و چہار سالگی در ۱۰۶۸ھ ثمان وستین والف مرحلہ آخرت پیمود۔

(۱۹) میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد قدس سرہٗ

میر عبد الواحد دو بار کدخدا شد و چہار پسر و الاگہر و دو دختر متولد گردید۔ از حلیلۂ اولی میر عبد الجلیل و یک دختر و از حلیلۂ ثانیہ ۳ سہ پسر و دو دختر متولد گردید از حلیلۂ اولی میر عبد الجلیل مشاہدہ کردم کہ تولد عبد الجلیل اول وقت ظہر روز پنجشنبہ بستم ماہ رجب ۹۷۲ھ اثنین وسبعین وتسعمائۃ اتفاق افتاد۔ میر عبد الجلیل صاحب جذبۂ قوی و کیفیات عالی بود۔

در آغاز شباب وحشت دامن دل گرفت دست از همه باز کشیده سر به صحرا زد
و دوازده سال در دلق درویشی اقصاے عالم را سیاحت کرد - و اکثر اوقات در صحاری
و بوادی بسر برد - و قوت لایموت از اوراق اشجار و نباتاتِ صحرائی ساخت و با مخلوق
اختلاط نه نمود - و درین مدت از هیچ طرف خبرش گل نه کرد - اقربا را مایوسی فرو گرفت
بعد انقضائے دوازده سال در موسمی که عرس حضرت بدیع الدین شاه مدار قدس
سره می شود و خلائق از اطراف و اکناف دور و دست براے زیارت می آیند - در
جماعهٔ زوار وارد بلگرام شد - چه مرقد منور شاه مدار از بلگرام بر دوازده کروه است و گذارش
بر سر کوچه که در آنجا خواهر اعیانی او خانه داشت افتاد - میر دران حالت اکثر
در عالم بیخودی می بود و نعرها می کشید - اتفاقاً محاذیِ خانه خواهر نعرهٔ از و سر بر زد - خواهرش
با وصف طول ایام جدائی و مایوس بودن از حیاتِ برادر آواز شناخت و گفت
چنان معلوم می شود که این آواز عبد الجلیل است - و بے اختیار تا دهلیز خانه دویده
آمد - و برادر را در آغوش گرفته زار زار گریست - میر هر چند ناآشنایانه خواست
که خود را کناره کشد - آخر صلهٔ رحم غالب آمد و وحشت را به الفت مبدل ساخت
آن عفیفه میر را بخانه برد - و رفته رفته لباس پوشانید - میر بعد چندی متزوج و متاهل شد
و در آخر عمر از بلگرام به قصبهٔ مارهره من توابع آگره رفت و اقامت گزید - و همانجا رختِ
سفر به دار عقبی کشید - وفاتش هشتم ماه صفر ۱۰۵۷ه سبع و خمسین والف روز دوشنبه
اتفاق افتاد - مزار فایض الانوار در آن مقام زیارت گاهِ انام است رحمة الله علیه

میر عبد الجلیل را ۳ پسر قدسی گہر بوجود آمد۔ اصغر ایشان سید اویس قدس سرہٗ
کہ بعد ارتحال والد ماجد سجادہ ہدایت آراست۔ وآن جناب اویس یمن ایمان وسہیل
فلکِ عرفان بود۔ وشیوۂ ابدال برگزیدہ کرد۔ اذیتِ ہیچ ذی الروح نمی کرد تابجائے کہ
موذی را نمی رنجانید۔ ونوعی شیمۂ کریمۂ ترحم داشت۔ کہ اگر مزدوری راکارمے فرمود
وقت شدت حرارت موسم تابستان وصورت برودت ایام زمستان از مشقت عمل
بازداشتہ در ظل عاطفت جامیداد۔ واجرت تمام وکمال تسلیم مے نمود۔ بیستم رجب
سنہ ۱۰۹۷ سبع وتسعین والف در مرغزار قدس خرامید۔ خوابگاہ او در بلگرام سر راہ واقع شدہ
بحالت غریبانہ آسودہ است۔ شاہ جلال بدخشی خرد تخلص گوید :-

دو	مقبولِ خدا اویس ثانی		از دارِ ملال بست محمل	"
دو	تاریخ وصالِ او خرد گفت		بر اوجِ سپہر یافت منزل ۱۰۹۷ھ	"

(۲۰) میر سید فیروز

خلف الصدق دوم میر عبد الواحد است قدس اللہ اسرارہم مرجع اکابر واصاغر
عصر بود۔ وقدرے عظیم وشانے فخیم داشت۔ ودر شیوۂ بذل وسخا وانجاح مطالب
مستمندان یگانہ می زیست۔ از ابتدا تا انتہا بخدمت پدر بزرگوار تلمذ نمود۔ وکتب درسی
را تماما گذراند۔ چون میر عبد الواحد قدس سرہٗ ازین عالم رحلت فرمود۔ مردم نظر صاحب
سجادگی بر سید فیروز داشتند۔ سید فیروز برادر خرد خود میر سید طیب را بر سجادہ اجلاس داد

وفرمود سجاده راشمانگاه وارید - وخدمت درویشان واہل خانقاه من بجامی آرم
سید فیروز شبانه روز اطعمه واغذیه برائے وارد وصادر در مطبخ مہیا میداشت وچہار
صد دختر غربا وضعفا که استطاعت تزویج نداشتند فراخور مرتبه ہر کدام از طرف خود نقد
وجنس سامان کرده کدخدا ساخت - وقریب به صد سال در کمال عظمت واقتدار
زندگانی کرد وبا این ہمه یک نفس از یاد مولیٰ به غفلت نه گذرانید - تمام شب احیا می
کرد ومراقبه واوراد ووظایف مستغرق مے بود - پنجم محرم ۱۰۶۶ھ ست وستین والف
سفر آخرت گزیده وپہلوئے قبر میر عبدالواحد قدس سره جانب شرق مدفون گردید -

میر سیّد طیّب قدس سره بعد فوت برادر بسیار مغموم شد - چون او را در قبر گذاشته
بر آمد بسیار خوش وقت وشگفته بر آمد - مردم متعجب شدند وسبب استفسار کردند گفت
برادر من بامن وعده کرد که غم مخور بعد از شصت روز به من ملحق می شوی - آخر چنان
شد وبعد شصت روز میر سید طیّب ہم ازین عالم نقل کرد رحمة الله علیه -

(۱۲) میر سید یحییٰ

خلف الصّدق ثالث میر عبدالواحد است قدس الله اسرارہما در گوشه کتابی
بخط خاص میر عبدالواحد معائنه کردم که ''تولد فرزندم یحییٰ شب دوم از ماه ذی القعده که
شب اوّل ہفته بود وقت سحر سنه ۹۸۵ھ خمس وثمانین وتسعمائه دست داد'' سید یحییٰ ملکی بود
به صورت انسان ومصداق آیه صدق پیرایه وسلام علیه یوم ولد ویوم یموت

ویوم ببعث حیا عالم کامل واز بدایت تا نہایت تلمیذ والد ماجد بود - وکلام اللہ را
ازبر داشت - وبہ الحانِ دلربا سامع را از خود می ربود - واز دنیا ومافیہا محترز ومجتنب می
زیست ولیل ونہار بہ شغل ریاضت وادائے طاعت وافادہ طلبہ ظاہر وباطن می
پرداخت از انفاس متبرکہ اوست نسخۂ میزان الاعمال ومعیار الاحوال در سلوک قبرش
بر چبوترہ علیحدہ از چبوترہ مرقد میر عبد الواحد جانب شرق قدس اللہ اسرارہما -

(۲۲) میر سیّد طیبؒ

صاحب سجادہ وخلف الصدق رابع میر عبد الواحد است قدس اللہ اسرارہما بخط
شریف میر عبد الواحد مشاہدہ افتاد کہ تولد سید طیبؒ روز یکشنبہ بمقدار یک ونیم پاس بود
نہم ربیع الآخر ۹۸۶ھ ست وثمانین وتسعمائہ وی ذاتِ مقدسی است کہ اگر ثقلین باو ناز
کنند می زیبد واگر زمین وزمان بر خود بالند می شاید - صاحب مراۃ المبتدین کہ معاصر
حضرت میر است می طرازد کہ :-

" میر سیّد طیبؒ مد اللہ عمرہٗ وزاد دولتہٗ امروز قوام عالم وبرکت بنی آدم از ذات اوست ومرتبۂ
" قطبیت وابدالیت وغوثیت واوتادیت وانچہ توان گفتن در ذات او موجود است و دولت
" مادر زاد دارد - واز کثرت عبادت گویا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بصد کرامات ظاہر شدہ
" اند - واز ان روز کہ شعور بہم رساند نماز را بالقضا نخواندہ واگر وجود ایشان قبل ازین می شد در
" مجتہدین وسلف صالحین می شمردند - وامروز کسیکہ ائمہ سلف را خواہد بہ بیند میر سید طیبؒ

"را مشاہدہ کند من کہ باشم کہ احوال و مقامات ایشان را بیان کنم برائے این زبانی می باید۔ و ولی
"وفہمی می شاید امروز آن زبان کہ ثنائے ایشان کند کو۔ و ولی کہ حقیقت ایشان دریابد وفہمی کہ واقف
"حال ایشان باشد کجا۔ ہمین قدر این داعی میداند کہ قوام عالم از ذات ایشان است و آنچہ پیغمبر
"صلی اللہ علیہ وسلم فرمود بعد از ہر صد سال مردی پیدا شود کہ سنت ما را تازہ گرداند امروز وجود
"میر است ؎

"ہم برین نکتہ ختم شد مقصود		للہ الحمد ذی العلا والجود	"

تا اینجا از مراۃ المبتدین است۔

آن جناب کسب کمالات صوری و معنوی از خدمت پدر بزرگوار نمود۔ و بعد از ارتحال پدر باستحقاق بر سجادۂ ارشاد نشست۔ و طالبان مولیٰ را از مبادی سلوک بہ منتہای وصول رساند و اتباع شمائل نبوی در جمیع حرکات و سکنات منظور داشت و مدت العمر بہیچ سنت نبوی بقدر امکان فرو نہ گذاشت۔ بتحجر علوم رسمی نمی از دریاے کمال ایشان بود۔ ہموارہ بہ افادۂ محصلین می پرداخت۔ و بسا مردم را بہ میامن تربیت بر صدر استادی نشاند۔ بعضے کتب درسی مثل ہدایہ فقہ و تفسیر قاضی بیضاوی وغیر ذلک محشی بخط خاص او امروز موجود است کہ دلالت دارد بر کمال تبحر و جودت فطرت او۔ سید کرم اللہ پدر سید العارفین میر شاہ لدھا قدس اللہ اسرارہما می فرمود کہ اگر کسے خواہد ملک را بر روی زمین بہ بیند میر سید طیب را مشاہدہ کند۔ و سید العارفین از جناب ایشان استفادہ نمودند و بہ مرشدی خود یاد می کردند و می فرمودند روزے بہ غایت مشتاق شدہ بدیدن میر سید طیب اللہ آمد و مشکلے از مسائل توحید بر سید

حضرت میر خود را به تجاہل انداختہ فرمود من ازین مسئلہ خبر ندارم و از قصور خود در نظر مردم
وسستی اعتقادِ سائل پروانہ کرد۔ چون مجلس منقضی شد و خلوت دست داد
حضرت میر سائل را فرمود۔ سخن خانہ بہ بازار نتوان گفت۔ حالا آنچہ میخواہی استفسار کن

درمیانِ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ و حضرت میر محبتی و مودتی عظیم بود۔
شیخ عبدالحق بہ رعایتِ بزرگی اورا شیخ طیبؒ می گفت۔ وقتے شیخ عبدالحق
در ایامِ پیری درس می گفت۔ در مقامی از کتاب متامل شد۔ در آن وقت میر
سید طیبؒ را یاد کرد و فرمود۔ اگر شیخ طیبؒ درین وقت می بود۔ بہ آسانی این
مقام را حل می کرد ناگاہ میر سید طیبؒ کہ بہ ارادۂ دہلی از وطن برآمدہ بود درہمان ساعت
کمربستہ از راہ بخدمت شیخ عبدالحق رسید۔ شیخ بسیار خوش وقت گردید و فرمود
مرحبا در یاد شما بودیم و قصہ را باز گفتہ کتاب درمیان آورد۔ میر سید طیبؒ کتاب را
در دست گرفتہ لختے تامل کرد۔ و عبارت را بہ نہجی خواند کہ مطلب بے آنکہ تقریر
کنند خود بخود واضح گشت۔ شیخ با حاضران فرمود من نگفتہ بودم کہ شیخ طیبؒ این
مقام را بہ آسانی حل می کند۔ در آن ایام شیخ نور الحق خلف الصدق شیخ عبدالحق
بہ تکلیف بادشاہِ وقت متقلد قضا و مستقر الخلافہ آگرہ شدہ بود۔ شیخ عبدالحق از میر
سید طیبؒ استفسار نمود کہ از کدام راہ آمدن اتفاق افتاد گفت از راہ آگرہ فرمود
با نور الحق ملاقات شد۔ گفت از موانع سفر فرصت ملاقات دست نداد شیخ فرمود
ظاہر از ینکہ او مرتکب قضا شد اعراض بہ عمل آمد پس کلمۂ چند در تعریف پسر بر زبانِ

مبارک آورد و فرمود اگرچہ پسر من است اما بجاے پدر ۔ و اگرچہ شاگرد من است اما بجاے استاد و اگرچہ مرید من است ۔ اما بجاے پیر می دانم ۔ میر سید طیبؒ از پیش شیخ برخاست بعنوانی کہ گو یا برائے کمر واکردن می رود ۔ و بے اطلاع شیخ ہمان طور کمر بستہ بہ رجع القہقری راہ آگرہ گرفت ۔ و با شیخ نور الحق ملاقات کردہ برگشت شیخ عبد الحق از حُسن خلق میر خیلی خوشنود گردید و معذرتہا بر زبان آورد ۔

سید ضیاء اللہ بلگرامی کہ ذکرش در فصل ثانی می آید ۔ روزے عزم ملازمت میر سید طیبؒ نمود و ارادہ کرد کہ اگر امروز حضرت میر بدست خود مرا بیرہ پان خورانند ولایتِ ایشان را معتقد می شویم ۔ چون بہ حضور مجلس النور فایض گشت حضرت میر را اشراق شد ۔ بہ خادم خود بلو نامی فرمود بیرہاے پان بیار ۔ خادم بیرہا را حاضر ساخت حضرتِ میر بیرہا را بجمیع حضارِ محفل تقسیم نمود ۔ و سید ضیاء اللہ را نداد چون مجلس برخاست و سید ضیاء اللہ تنہا ماند ۔ حضرت میر بیرہ را بدستِ مبارک خود واکردہ بہ سید ضیاء اللہ حوالہ نمود ۔ سید سخت انفعال کشید ۔ حضرت میر زجر فرمود کہ درویشان را امتحان نباید کرد ۔ مبادا سخط[۱] ایشان در حرکت آید ۔

روزے وضو می کرد ناگاہ آفتابہ سفال کہ در دست داشت بہ دیوار زد ۔ مردم ازین حرکت غیر معتاد متعجب شدند ۔ بعد چند روز خادمی کہ او را جاے فرستادہ بود باز آمد ۔ و نقل کرد کہ در صحراے می رفتم شیرے با من دوچار شد ۔ و خواست کہ حملہ کند ۔

---

[۱] سخط یعنی غصہ ۔

حضرت پیر دستگیر یعنی میر سید طیبؒ را یاد کردم۔ از ہوا آفتابہ پیدا شد و بر کلۂ شیر زد شیر رو از من گردانده راہ صحرا پیش گرفت۔ و من از آن مہلکہ نجات یافتم۔ چون تاریخ ضبط کردند ہر دو قضیۂ در یک آن واقع شدہ بود۔

حضرت میر در تاریخ پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ ست و ستین والف در انجمن قدس جلوہ افروز گردید۔ و از کمالِ تبعیت او این کہ در شہر ربیع الاول انتقال کرد۔ و این سنتؐ کہ بے اختیاری بود نیز او را حاصل گشت۔ عمرش ہفتاد و ہشت سال و یازدہ ماہ الا اربع یوم۔ مرقد او قریب بہ مرقد میر عبد الواحد در محوطہ علیحدہ تاریخ وصالِ ایشان دو ستون دین افتاد ۱۰۶۶ "درین ایام میر محمد یوسف برادر ہم درس فقیر کہ ذکرش می آید این تاریخ قدیم را در سلکِ نظم کشید ؎

پنجم شہر انتقالِ نبی		رفت طیبؒ ز دہر بے بنیاد
از پے ضبط سالِ تاریخش		گفت ہاتف۔ ستون دین افتاد ۱۰۶۶

(۲۳) میر عبد الواحد اصغر

خلف الصدق و صاحب سجادۂ میر سید طیبؒ بن میر عبد الواحد است قدس اللہ اسرارہم او را نسبت بہ جد اعلیٰ اصغر گویند۔ آنجناب بہ کمالاتِ موروثی موصوف بود و زنگارِ طبیعت از آئینہ طالبانِ می زدود۔ وفاتش در عشرۂ ثانی بعد مائہ والف قبرش پہلوی قبر میر سید طیبؒ قدس اللہ اسرارہما۔

(۲۴) میر سیّد نعمت اللہ

بن سید محمد زاہد بن میر عبد الواحد اصغر قدس اللہ اسرارہم ۔ سید محمد زاہد بار صاحب سجادگی برنتافت ۔ قرعۂ این دولت بنام سید نعمت اللہ زدند ۔ در دانش صوری پایۂ بلند و در حقائق و معارف رتبۂ ارجمند داشت ۔ ابتدائے حال نزد عم بزرگوار خود میر عبد الہادی بن میر عبد الواحد اصغر کہ ذکرش در فصل ثانی می آید انشاء اللہ تعالیٰ تلمذ نمود ۔ بعد از آن بہ حوزۂ درس ملا قطب الدین شہید سہالوی رسید ۔ و تتمہ کتب تحصیلی بہ استعداد تمام گذرانیدہ فاتحہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف آمدہ سجادہ نشین آبائے کرام گردید ۔ و مسند ارشاد را بہ اضافۂ شغل تدریس رونق دو بالا بخشید ۔ راقم الحروف اکثر بحضور صحبت بابرکت سعادت اندوخت ۔ پیر مرتاض نورانی ۔ صاحب اخلاق رضیہ و سجایائے مرضیہ بود لوامع برکات از سیمائے مبارک می تافت ۔ برین حقیر عاطفت خاص می فرمود نوبتی با فقیر نقل کرد کہ روزے در حلقۂ درس قطب المحدثین سید مبارک بلگرامی کہ ذکر شریفش در ہمین فصل آید ۔ حاضر شدم آیتے از کلام اللہ مذکور شد سید مبارک تتمۂ آیت در خواست من فی الفور تتمہ آیت فرد خواندم ۔ سید مبارک استفسار نمود کہ شما حافظ اید ۔ من بر سبیل طیبت جواب دادم ۔ حافظ نیستم اما پدر حافظم ۔ نام یک پسر ایشان حافظ بود ۔

سید نعمت اللہ پنجم شہر رمضان سنہ ۱۱۴۰ھ اربعین و مائۃ والف بہ ریاض رضوان

خرامش نمود - و بپائین مرقد میر سیدؒ طیبؒ بیرون محوطه بر یمین داخل مدفون گردید -
مولف اوراق گوید ؎

نعمت اللہ سید العرفا	در گلستان قدس آرا مید
ہاتفی گفت سالِ تاریخش	صاحب نعمت ارم گردید ۱۱۴۸ھ

(۲۵) شاہ طیبؒ

ثمر آن شجرہ وارث علوم اجداد است - و در جمیع فضائلِ صوری و معنوی صاحب استعداد - برخی از کتب بخدمت والد ماجد گذراند - بعد از آن در حلقہ درس میر عبد الہادی بن میر عبد الواحد اصغر تلمذ نمود - و متداولاتِ درسی را بہ آخر رسانید - و حدیث از قطب المحدثین سید مبارک قدس اللہ سرہ سند کرد - خط عربی و فارسی او اگرچہ طبعی است اما بسیار شیرین و پختہ و پر رونق واقع شدہ کہ مشاہدہ آن نورِ بصر می افزاید - و سرعت کتابت او نسخہ حیرتِ عقول است - شرح ملا جامی را در یک ہفتہ من اولہ الی آخرہ نوشت و بہجۃ المحافل کہ کتابی است ضخیم در سیر نبوی تصنیف یحییٰ بن ابی بکر العامری الیمنی در بیست و سہ ۲۳ روز کتابت کرد - و کتب خانہ عظیمی از خطِ خوش نمط خود یادگار گذاشت - در ایامّ شباب چندی بعالم نوکری گذراند و باوصف شواغل دنیوی از تصفیہ و تجلیہ باطن و شغل کتاب خود را معاف نداشت - وقت ارتحالِ پدرِ بزرگوار در گجرات احمد آباد بود - بہ مجردِ استماع این خبر علاقہ نوکری قطع کردہ خود را بوطن رسانید -

وبر سجادۂ اسلافِ کرام متمکّن گشت وبتقدیم طاعت وریاضت ودرس روزگار خوش گذرانید

وہفتم رجب المرجب روز چہار شنبہ ۱۱۵۲ھ اثنین وخمسین ومایہ والف جانب نزہت

کدۂ اخروی شتافت - قبرش درچبوترہ پائین چبوترہ مرقد میر عبد الواحد اکبر قدس سرہٗ

متصل دیوار شرقی حریم میر سیّد طیّب قدس اللّٰہ اسرارہم راقم الحروف آیہ کریمہ وھم

مکرمون فی جنات النعیم تاریخ استخراج کرد - ۱۱۵۲ھ

مخفی نماند کہ شیخ حسن بن علی الجیمی در شرح قصیدۂ لامیہ شیخ ابن فارض مصری

نوشتہ کہ بخط شیخ علامہ سیدی شہاب الدین احمد المیورقی[۵۱] الطائفی یافتہ شد کہ

من ارّخ وفاۃ شیخ کان فی شفاعتہ یعنی ہر کہ تاریخ گفت وفات بزرگی را - باشد فردائے

قیامت در شفاعت او - بنائً علی ہٰذا فقیر درین نسخہ تواریخ اکثر بزرگان بہ آیاتِ قرآنی

ونظم ونثر ضبط کردہ ام امیدوارم کہ برکات ارواح طیّبہ قدسیہ عائد حال این شکستہ

بال شود -

(۲۶) سید دین محمد سلمہ اللہ تعالی

بن شاہ طیّب بن سید نعمت اللہ قدس اللّٰہ اسرارہما درین ایّام بر سادۂ اجداد

کرامت نژاد متکی است - وبہ طریقۂ انیقۂ اسلاف ستودہ اوصاف مقتدی اللّٰہم انصر

من نصر دین محمّد علیہ الصلوٰۃ والسّلام واذقنا محبّۃ عبادک الصالحین واولیأ

المقرّبین ربّنا تقبل منّا دعاءنا انک انت السمیع العلیم -

[۵۱] - میورقہ - جزیرہ ایست در بحر روم نزدیک اتالی -

(۴۷) سید محمود اصغر

بن سید حسین بن سید نوح بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ اورا اصغر نسبت بہ جد
او سید محمود اکبر گویند کہ ترجمہ اش گذشت۔ و ترجمہ پدرش سید حسین در سلک فضلا می آید
سید محمود عنصر لطیفش ملکی بود در صورت انسان متورع۔ متعبدؒ۔ صاحبِ فضائل
صوری و اشراقات معنوی۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل فرماید ہ

محمود در فضائل کسبی و وہبی	ہمتائے او نزادہ زارحامِ عنصری

در مبادی حال بہ ارادہ تحصیل علم بہ قنوج رفت و نزد علماء آنجا کتب درسی
گذراند و کمال استعداد بہم رساند۔ و در ایام تحصیل با وجود قرب مسافت گاہی
میل وطن نہ کرد چہ مسافت مابین بلگرام و قنوج پنج کروہ است۔ و ہمت بر اکتسابِ
فنونِ علم گذاشتہ در اندک فرصت فراغ حاصل کرد و تصحیح نسخہ ظاہر و باطن بہ کمال
رساند و آنگاہ جانب وطن عطف عنان نمود درین ایامؒ میر عبد الواحد قدس سرہٗ
در قصبہ سانڈی اقامت داشتند بخدمت حضرت میر رفتہ رسم بیعت بجا آورد۔ و ریاضات
شاقہ کشید۔ حضرت میر اورا مشمول عنایات خاص ساختند۔ و صبیہ محترمہ خود را
در سلکِ تزویج او کشیدند۔ و از بس الفتی کہ با جگر گوشہ خود داشتند۔ با اہل و عیال
در بلگرام تشریف ارزانی داشتہ بہ توطن خود این مقام را زیب و زینت بخشدند۔ سیدؒ
محمود عمر عزیز تا دمِ آخر بہ انزوا گذرانید و قدم از حجرہ طاعت بیرون نہ گذاشت الا بکمتریہ

به ارادهٔ زیارت مزارات مشایخ قدس الله اسرارہم سفر دہلی اختیار کرد۔ و به زیارت
خاک پاک آسودگان حضرت دہلی نور الله مضاجعهم فائز گشته انوار انواع برکات
اقتباس نمود۔ و صحبت شیخ عبد الحق دہلوی و دیگر اکابر علیهم الرحمة دریافت۔ و به وطن
اصلی معاودت فرمود۔ و پا در دامن عزلت کشیده به یاد مولی تعالی اوقات معمور داشت
و بیست و یکم رمضان سنه ۱۰۲۴ اربع و عشرین و الف به عالم روحانی پیوست۔ میر سید طیب الله
قدس سرهٔ این مصراع تاریخ یافت ع

ولی عاقبت محمود باشد
سنه ۱۰۲۴

قبر او در باغ گنار است۔ در گوشهٔ شمال و مغرب۔ و باغ محمود همین باغ است منسوب
بنام نامی و از آثار انامل فیض شوامل او امروز نسخهٔ کلام الله موجود است که در صحبت اقتدا آن
قرآن امام وارد۔ تاریخ اتمام قرآن سلخ ذی الحجه سنه ۱۰۱۹ تسعة عشر و الف ثبت فرمود۔ و او را
از دختر میر عبد الواحد چهار پسر تولد یافت۔ سید عبد الله۔ سید عبد اللطیف۔ سید عبد الله
امان الله۔ سید محمد اعظم۔ نسب مولف اوراق به سه واسطه به سید امان الله میر سد۔

(۳۸) میر سید حسین دہلی وال بلگرامی

ملقب به سید السادات قدس سرهٔ بن سید ابراهیم بن سید نظام الدین بن سید محمد ماه
بن سید میران عرف سید ماه میر بن سید بڈھ بن سید جمال الدین بن سید ابراهیم بن سید ناصر بن
سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرهٔ نقاوه دودمان سیادت۔ و سلالهٔ اهل علم

وعبادت بود - در صغر سن بہ ارادۂ تحصیل علم از وطن مالوف مہاجرت اختیار کرد وطالع
رسائیش بخدمت شیخ عبدالعزیز بن شیخ حسن کمال الحق دہلوی قدس اللہ اسرارہم رسانید
و در ظلّ رافتِ شیخ جا گرفتہ تلمذ اختیار نمود - و کتب معقول و منقول بہ استعداد تمام گذرانید
و قدم بر ذروۂ کمالات عظیم گذاشت - درین ہنگام شیخ او را بہ خلعتِ خلافت ممتاز ساخت
و بہ شرفِ دامادی خود اختصاص بخشید - و بہ تقریبی رختِ سفر بہ جانب ملک دکن کشید
و عمری در آن دیار بسر برد - و بہ دہلی عطف عنان نمود و قدم در کنج عزلت افشرد - و آخر
بہ حکم شیخ تشریف بہ بلگرام آورد - و مقتدای عصر گردید - و این بقعہ را بہ اشاعت
فیوضات صوری و معنوی معمور ساخت - و عمری دراز یافت و ہم در بلگرام بعد الف
ہجری رختِ سفر بہ عالم علوی بربست - مرقد منور در محلہ سیّد وارہ جای با فیض
است - وجہ تلقب او بہ دہلی وال از سباق کلام سمت وضوح یافت - و چون میر سید حسین
بہ بلگرام تشریف آورد بار دیگر در عشرۂ پنج بہبیۂ تزوج نمود - و از دختر شیخ عبدالعزیز و دختر
قبیلہ ہر دو اولاد باقی است - و سید ابراہیم عرف سید میان کہ ذکرش می آید از اولاد
دختر قبیلہ است صاحب مراۃ المبتدین می نویسد کہ :-

"وی بس بزرگ عالیشان گذشتہ - انوار مجتبوی و آثار مرتضوی از جبینش جلوہ می کرد - مردم او را اسید السادات
"وقت می گفتند - جامع اصول و فروع علوم بودہ و شاگرد و مرید و داماد شیخ عبدالعزیز دہلوی
"شیخ بارہا بر سر منبر در مجمع عام فرمود یا سیدی ہر با نتی کہ ما را از حد شمار سید بہ سلامت نیاز شاکر دیم
"و اکثر مدرسان و مستعدان در درس میر حاضر می شدند - و استفادہ بر می داشتند - و مجتہد

زمانہ می پنداشتند - ومی گفتند. چگونہ باشد حال کسی کہ دینش ہوس نفس او بود؟ وہمتش
گردآوری دنیا باشد؟ نہ نیک کردار است کہ از خلق گزیدہ بود؟ ونہ عارف کہ از خلق
بریدہ باشد؟ آوردہ اند وقتیکہ میر بعد از تحصیل علوم. وتکمیل نفس بہ اشارہ پیر خود بہ وطن
آمد وخانہ موروثی خود را از ہمسایہ ہا طلب داشت - آنہا گفتند از ہر جا کہ میر نشان دہد ہمان
حد خانہ اوست - چون از خوردی برآمدہ بود - وتمام زمین را ہمسایہ ہا داخل خانہ ہاے خود
ساختہ بودند - بدین سبب حدود خانہ خوب معلوم نمی شود - آن جاے را ترک داد -
وبجاے دیگر خانہ ساخت کہ مبادا زمین دیگرے گرفتہ بود - ودر دیانت نقصان راہ
یابد - واو پیوستہ در کلمۂ حق گفتن ملاحظۂ کسے نمی کرد - وخوش آمد وبد آمد مردم دنیا را نمی
دانست - بے محابا برروے مردم کلمۂ حق برزبان می راند - حتی کہ خادمان وفرزندان
منع می کردند کارگر نمی شد - ومیر عادت داشت کہ ہر مردے کہ در شہر وقبیلہ فوت
می شد روز سیوم بخانۂ او می رفت وبہ زن متوفی می گفت کہ جزع وفزع کم کنید - رخصت
نبوی است شوہر دیگر بجوئید تا بنان ونفقہ خبردار باشد - چون در ہندوستان شوہر دیگر نمی
کنند مرد وزن ازین معنی بد می بردند وناسزا می گفتند - میر را گران نمی آمد - وگرد وپیش خانہ میر
مردم سادات از قوم وخویشانش متوطن بودند - اگر پسری بدان راہ می رفت - تمام قد بر می خواست
واگر در صفحہ طفلی را از سادات بخدمتش می آورد تا دعا خواندہ بر دمند - بر پا خواستہ دعا می دمید
ومیر عمر بسیار یافت تا زندہ بود حالش ہمین بود - ونیز در مجلس خاص وعام می فرمود کہ اولاد فاطمہ ہمہ
بشر بہ جنت اند - ہر چند مردم منع می کردند کہ سادات بسیار اند از عبادت باز خواہند ماند این چنین

"گفتن مصلحت نیست - جواب می داد - اگر مصلحت نمی شد - نمی نوشتند - ما نوشته آنها را
"نقل می کنیم - تا دم آخر همین کلمه از زبانش جاری می شد"
انتهی الکلام مراۃ المبتدین -

مخفی نماند که قول میر سید حسین قدس سرہٗ که اولاد فاطمہ ہمہ مبشر بہ جنت اند - موافق مذہب شیخ محی الدین ابن العربی است نوراللہ ضریحہ که در باب بست و نہم از فتوحات مکیہ بیان نمودہ - و شیخ ابن حجر مکی روح اللہ روحہ نیز در صواعق محرقہ احادیث نبوی و قول علما درین باب نقل کردہ - مذہب قاضی شہاب الدین ملک العلما طاب مضجعہ ہمین است که در کتاب مناقب السادات قلمی ساختہ ان شئت ذلک فاطلب ھنالک و فقیر ہم این مبحث را در رسالہ سند السعادات بہ تفصیل نوشتہ ام -

الحال عندلیب ناطقہ احوال **شیخ عبد العزیز دہلوی** قدس اللہ سرہ می سراید - تیمناً و بہ این وسیلہ سعادت جاودانی کسب می نماید -

شیخ قطب عالم فرزند ارجمند و صاحب سجادہ شیخ عبد العزیز دہلوی قدس اللہ اسرارہما احوال آبای کرام خود در سلک تحریر کشیدہ - منتخبی از آن بدست آمدہ - درین کتاب مختصری از آن انتخاب درج نمودہ می شود -

شیخ طاہر جد شیخ عبد العزیز قدس اللہ اسرارہما از ولایت ملتان بہ تقریب علم رو بہ دیار شرقی آورد - رفتہ رفتہ در بلدہ بہار رسید - و درینجا در اثنای راہ علم از فضلای عصر کسب نمود قاضی بہار دختر خود را در حبالہ نکاح او آورد - و توالد و تناسل بہ ظہور رسید - بعد چندے

شیخ با اہل و عیال از انجا به جونپور نقل کرد و درہمین جا به جوار رحمت آسود قبر شریف او در جونپور است یزار و یتبرک به۔

شیخ حسن خلف الصدق شیخ طاہر قدس اللہ اسرارہما در ۹ سالگی کلام اللہ را حفظ کرد و در ہژدہ سالگی اکثر کتب متداوله را تحصیل نمود۔ و از آن عمر مشغول به حق گشت۔ و در بست و پنج (۲۵) سالگی درویشی را به کمال رسانید و مرید راجی سید حامد شه گردید و خرقهٔ خلافت و کمال الحق خطاب یافت۔ راجی سید حامد شه می فرمود۔ اگر فردا ے قیامت بپرسند که به درگاه عالم پناهِ ما چه تحفه آوردی۔ گویم فرزندی مثل شیخ حسن و اکثر می فرمود شیخ حسن حجت موجه ماست۔

سلطان سکندر لودی با شیخ غائبانه اعتقاد بهم رسانید۔ و استدعاء قدوم نمود در آن وقت اُردوی سلطان در آگره بود۔ شیخ حسن از جونپور به آگره رسید۔ سلطان غاشیهٔ خدمت بر دوش کشید۔ شیخ چندی در آگره اقامت داشت۔ آخر رخت به جانب دہلی کشید۔ و در بدیع منزل رحل اقامت افگند۔ بدیع منزل برجی است۔ از حصار بنا کردهٔ سلطان تغلق به تغیر السنه آن را جی مندل گویند۔ روزے قوال این رباعی سرائید

ای ساقی از آن می که دل و دین من است	پُر کن قدحی که جانِ شیرین من است
گر ہست شراب خوردن آئین کسے	معشوقه به جام خوردن آئین من است

شیخ را ذوقی غریب دست داد۔ سه (۳) روز متصل بے اکل و شرب وجد می کرد۔ روز سیوم در ہمان غلبه شوق جانِ شیرین به جهان آفرین سپرد۔ وفات او روز جمعه بست و چهارم (۲۴) شهر

ربیع الاول ۹۰۹ سنہ تسع وتسعمائۃ ومدفن شریف بدیع منزل۔ از مصنفات شیخ مفتاح الفیض متضمن شصت وسہ رسالہ است شیخ حسن چہار پسر داشت۔ شیخ عبد العزیز از ہمہ اصغر است اما در مرتبہ از ہمہ اکبر۔ پدرش او را در صغر سن مرید ساخت۔ و پیراہن خلافت عطا فرمود دو نیم سالہ گذاشتہ از عالم رحلت کرد۔ وتربیت او خواجہ جلال الحق قاضی خان ظفر آبادی نمود۔

شیخ عبد العزیز چون بہ سن تمیز رسید نزد میر سید محمد خلف الصدق حاجی عبد الوہاب بخاری تلمذ کرد و از جناب حاجی نیز کتاب فصوص الحکم وفوائد اخذ نمود۔ حضرت حاجی در بارہ او کمال عنایت داشت۔ از زبان در بار خود عبد العزیز عاشق می گفت۔ وجامہ خلافت خانوادۂ سہروردیہ پوشانید۔ و فرمود۔ از دنیا نہ رفتم تا عبد العزیز را مثل خود نہ کردم بعد ازان بہ ظفر آباد رفت و امانت والد بزرگوار از قاضی خان قدس سرہ فرا گرفت و ۳ سالہ در بوتۂ ریاضت چندان گداخت کہ مس خود را طلائے خالص ساخت۔ وخرقۂ خلافت پوشید۔ بعدۂ خدمت میر سید ابراہیم ایرجی را دریافت و بعضے کتب گذرانید وجامۂ خلافت قادریہ در بر کرد۔

والیضاً از شیخ تاج محمود خلافت چشتیہ حاصل نمود۔ و بر سجادۂ ارشاد متمکن گشت۔ وعمرہا خلائق را سوئے حقائق دعوی کرد۔ وقت رحلت در حالت ذوق وشوق ازین عالم رفت۔ حافظ محمد صادق مغل مردی خوش خوان وخوش الحان بود۔ او را فرمود کہ قرآن بخوانید سورۂ ق خواندن گرفت چون بہ آیۂ نحن اقرب الیہ من حبل الورید رسید حالت شوق غلبہ کرد ۳ سہ مرتبہ کلاہ از سر مبارک بہ رقص آورد۔ باز حافظ آیۂ ھو الاول ھو الاخر والظاہر والباطن وھو بکل شئ علیم

شیخ طرفه ذوقی وحالتی بهم رساند۔ چون قرآن تمام کرد۔ و آیه سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین خواند حضرت شیخ هردو دست مبارک بروے مشکبوی فرود آورد و بر سینهٔ فیض گنجینه برد و جان به جانان تسلیم نمود۔ تصانیف ایشان بست و سه ۲۳ رساله است۔ صاحب مراة المبتدین گوید :-

" شیخ عبدالعزیز دهلوی بزرگ وقت بود و راجح مزاج می نامیدند عقلش بر علمش غالب بوده بدین سبب
" حفظ مراتب را هرگز قطع نکرد و پا از جادهٔ ادب بیرون نه نهاد و بتر حال بر خود فرض دانستی۔ واکثر بر زبان
" راندے چنانچه پیغامبران را علیهم الصلوة والسلام واجب است اظهار معجزات امت را فرض است
" اخفاے کرامات۔ جامع فروع واصول گذشته۔ وچند بار آن سرور را صلی الله علیه وسلم در خواب دیده
" و فوائد حاصل کرده و از روحانیت بزرگان دهلی تمتع بر داشته۔ چنانچه در نفس الامر الیسی توان گفت
" شکستگی نفس به حدی داشت که هرگز خود را اعتبار نه نهادی و بر کس اعتراض نه کردی مگر به واسطهٔ
" غیرت دین۔ وے گفته "هر چیزے را خدمتگاری باید تا حفظ آن کند حافظ دین ادب است"
" و هم گفته "بنده را تا رسیدن به حق یک گام توان گفت و آن از خود رستن باشد" و جمله خود را درست سنت
" نبوی صحو کرده بود۔ اعتقاد و اخلاص با خاندان نبوت زیاده از همه چیز داشت۔ تا به حدی که در حلقهٔ
" شیخ بعضے ارباب حرفت می ماندند آنها خود را سید می گرفتند۔ چون شیخ برائے درس بر می آمد
" و از وحام طلبه می شد و در آن میان اگر خورد سالی از آن مردم بازی کنان به نظرش در می آمد
" بے توقف درس را باز داشته بر پا می خاست۔ وتا آن طفل بازی می کرد او به ادب تمام ایستاده

"می ماند و از نزد خود نمی راند - طالب علمان از بسکه بتنگ آمدند - نگاهبانان بر سر کوچه گذاشتند

"تا هیچ طفلی این طرف نه آید - وقتیکه این خبر به شیخ رسید طالب علمان را زجر نمود - تا زنده بود همین حالت

"داشت - خلفاء او همه صاحب لفظ و کرامت شدند" انتهی کلام مراة المبتدین -

مولانا عالم کابلی گوید :-

"من در سنه ۹۶۷ نهصد و شصت و هفت در دهلی بخدمت وے رفتم و خواستم که معنی این دو بیت

"عارف جامی را قدس سره بپرسم که

"عاشقم بے دلم اسیر و غریب	کارم از دست رفته دستم گیر
"نا بہ یاد تو زنده مے مانم	ورنه هجران نمی کند تقصیر

"قبل از آن که استفسار نمایم مناسب معنی ابیات چندان معارف بیان فرموده

"که حاجت به سوال نه ماند" انتهی -

جمیع اعیان و امراء اکبری در خدمت شیخ می رفتند و تبرک می جستند - خصوص

بیرام خان خانخانان در اعراسی که شیخ می کرد حاضر می شد - وکمال نیازمندی بجامی آورد -

شیخ عبد القادر بداونی گوید :-

"در ایام فترت بیرام خان مسطور به حضرت دهلی افتادم - و در آن ایام هر روز به استفاده و استفاضه

"بعضے کتب تصوف نزد شیخ مے رفتم - اوقاتی دست می داد که به چه زبان ذوق آن را

"بیان نمایم - و به طوری از آن کلمات معجز بیانِ ایشان لذت گرفته ام که مدتے از آن گذشت

"و هنوز حلاوت آن از دل نمی رود - وفاتِ ایشان روز دوشنبه ششم جمادی الآخره سنه ۹۷۵ خمس و

" سبعین وتسعمائۃ واقع شد۔ قضی نخبۂ ۹۷۰ھ تاریخ است۔ مرقد مبارک درصحن خانقاہ
" فشا رحمۃ اللہ علیہ "

(۲۹) سید ابراہیم المعروف بسید میان

بن سید غلام محمد بن سید عبدالحق بن سید حسین دہلوی وال بلگرامی قدس سرہٗ
از مشایخ کبار شہر است نشاۂ فقر بلند داشت۔ ودر زاویہ خدا پرستی می گذرانید مسجدی
وخانقاہے درجوار مرقد میر سید حسین سید السادات قدس سرہٗ بنا کردہ۔ وشیوۂ نان
دہی وخدمت فقرا شعار خود ساخت۔ بسافرانِ وارد وصادر شہر اکثر در خانقاہ
او نزول می کردند۔ دقیقہ از دقایق خدمتگاری بہ قدرِ امکان فرو نمی گذاشت
بستم رمضان سنہ ۱۱۱۴ھ اربعہ عشر ومائۃ والف بہ رحمتِ حق پیوست۔ خوابگاہش بلگرام
رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۰) شیخ ادہن معروف شیخ الاسلام بلگرامی قدس سرہٗ

از فرزندانِ حاجی سالار قنوجی است کہ از کمل اولیاء عصر بود۔ ونسب حاجی سالار
منتہی می شود بہ خواجہ عثمان ہرونی پیر خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم از ین
جہت عشیرۂ او را عثمانی گویند۔ شیخ ادہن از اعاظم خلفاء شیخ مبارک سندیلوی است
مقتدائے عصر ومفتی شہر بود۔ ودر زہد وتقوی وحفظ شرائع وجل وقلائع طلاب ظاہری

وباطنی نظیر نداشت شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار در ضمن احوال شیخ سالار
بدهه می نویسد :-

"سید صفی چشتی و شیخ بدرالدین سربلندی[٥١] و شیخ ادهن بلگرامی از خلفای شیخ مبارک سندیله اند لبس سامان
"عالی در احوال سامی داشتند - اهل روزگار در کارهای دین و در کردار خداشناسی پیوسته روی
"توجه و نیاز به آستان این بزرگواران می آورده حل مشکلات دو جهانی از گفتار اسرار گذار ایشان می نمودند"

وصاحب مرآة المبتدین می آرد :-

"شیخ ادهن استاد شهر بود و اکثر مدرسان و مستعدان برای شاگردی بخدمتش می آمدند - حتی که ملا محمد
"خرازی که از شاگردان رشید ملا احمد جنیدی بود وقتیکه در هندوستان آمد به شاگردی شیخ پیوست
"وی گفته "درویش را کار خلاف شرع آن است که پس از کردن پشیمان شود - یعنی چرا کاری
"کند که بعد از آن پشیمانی حاصل کند - شخصی از شیخ پرسید فاضل ترین طاعات کدام است - گفت
"ملاحظۂ ادب - در جمیع اوقات و پیوسته از صحن خانقاه بیرون نمی آمد مگر برای نماز عیدین و امروز در
"سلسله اش همین رسم است که جانشین از صحن مسجد و خانقاه بیرون نمی آید - آورده اند روزی
"حاکم معزول شهر به جهت وداع بخدمت شیخ آمد دید که بدست خود خشت برای مسجد می سازد -
"حاکم التماس نمود که اگر من بحال بمانم این را درست بکنم تا تصدیع نه رسد - فرمود چون نیت خیر در
"دل آوردی بحال خواهی ماند - و فاتحه خواند - همان روز در مجلس صاحبش کسی ستایش عملش کرد
"و پروانۂ بحالی برای او روانه گردید - چون بدو رسید مردم ملاحظه کردند تاریخ و وقت همان برآمدند
"که شیخ فاتحه خوانده بود - وقتیکه ودیعت حیات سپرد پسر کلان او که شیخ عبدالجلیل نام داشت

"جانشین گشت ۔ ودر اندک زمانے ازین عالم رفت ۔ خلفا در پہلوی قبر پدرش قبر گذاشتند
"آن قبر از جانب قبر پدر کج شد چنان کہ کسے تواضع بزرگی کند ۔ وبعد ازان برادر خوردش
"کہ شیخ ابوالمعالی نام داشت جانشین شد چون از دار فنا بہ دار البقا رحلت فرمود در آنجا
"دفن گردید ۔ قبر او نیز تواضع کنان است ہر چند راست می کنند ہمان طور است"

انتہی کلام مرآۃ المبتدین ۔

وبعد از شیخ **ابوالمعالی** بہ لام پیش ازیا خلف الصدق او شیخ **ابوالمعانی**
بہ نون پیش ازیا الملقب بہ شیخ الاسلام ثانی بر سجادۂ خلافت نشست بزرگوار بلند مقدار
بود ۔ واز دولت صوری ومعنوی حظی وافر داشت ۔ مدتے مسند ارشاد را رونق داد ۔
وابواب ہدایت بر روئے طالبانِ خدا کشاد ۔ آخر در صدر حیات فرزند خود
شیخ صوفی را بر جاے خود نشاند ۔ وخرقۂ خلافت آباء کرام پوشانید ۔ ورخت سفر بہ
دار الخلافہ شاہجہان آباد کشید وشرفِ زیارت آسودگانِ دہلی نور اللہ مضاجعہم دریافت
وحجرۂ عبادتی در مسجد آدینہ اختیار کرد ومدتے اقامت ورزید ۔ واو کلام اللہ را از بر داشت
واز حسنِ الحانش دلِ مستمع می گداخت ۔ یکے از امراے معتقد تعریف او نزد صاحبقران
شاہجہان انار اللہ برہانہ کرد وبہ صحبت پادشاہ رسانید ۔ اتفاقاً ایام رمضان بود
بادشاہ فرمود آیتے در حق رمضان المبارک باید خواند آیۂ کریمہ شہر رمضان الذی
انزل فیہ القرآن شروع کرد ونوعے بہ آواز دلفریب خواند کہ بادشاہ را رقتے دست
داد واستدعاء اعادہ نمود ۔ نوبت ثانی در قراءت دیگر خواند ۔ بادشاہ خیلی محفوظ گشت

وقریہ سیر حاصل از توابع بلگرام کرولی نام حسب الاستدعائے شیخ بہ طریق مدد معاش مرحمت فرمود - تاریخ تحریر فرمانِ قریہ مذکور ۱۰۶۰ھ ستین والف ہجری است -

شیخ ابو المعانی رشید دودمان خود است - محلہ سکونت اجدادش بنام او مشہور شدہ یعنی محلہ شیخ معانی و آن شرقی محلہ سید واڑہ واقع شدہ - مخفی نماند کہ مسجدی کہ شیخ ادہن قدس سرہ بنا کردہ بود کتابہ دروازہ آن کہ در سنگ پیشانی دروازہ نقش کردہ اند این ست ؎

کہ از معمارِ عدل او عمارت یافتہ دوران	در ایامِ جلال الدین محمد اکبر غازی
عجب دروازۂ خوش خم چو طاق ابروے خوبان	بنا از میرزا حاجی محمد اوزبک گشتہ
کہ گشتہ از در رحمت تمام اندر مہ شعبان	گذشتہ نہصد و ہفتاد و ہشت از ہجرتِ مرسل

وچون آن مسجد رو بہ شکست آورد در عہد شیخ ابو المعانی عمارت مسجد تجدید یافت - وکتابہ مسجد مثنی کہ در پیشانی محراب وسط بر لوح سنگی نقش کردہ بودند این است ؎

	منبع الجود مطلع الاحسان	در زمانِ شریفِ شاہجہان
	مسجد اسس علی التقوے	ساخت میرزا احسن علی دانا
	کردم از پیر عقل استملا	از پے سالِ این خجستہ بنا
سنہ ۱۰۶۶ھ	وادخلوا المسجد الحرام بگفت	عقل بالفور در پاک بسفت

وبعد مرور ایام عمارت مسجد کہ میرزا احسن علی دانا بنا کردہ بود آن ہم رو بشکست آورد - ودر سنہ ۱۱۶۶ھ ست وستین ومائتہ والف نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ وزیر اعظم احمد شاہ

فرمان روائے ہندوستان بہ تجدید عمارت مسجد توفیق یافت۔ و مولف کتاب بہ استدعاء شیخ غلام حسن صاحب سجادہ این قطعۂ تاریخ در سلکِ نظم کشید ؎

در زمانِ جلوس احمد شاہ	زیر فرمان او ملوکِ جہات	
رکن عالی جناب صفدر جنگ	آصفِ عہد بانیِ خیرات	
کرد تعمیر خانۂ ایزد	یافت از غیب حسن توفیقات	
صاحب این مکان غلام حسن	زیب افزائے مسندِ برکات	
گفت تاریخ این بنا آزاد	مسجد تازہ منزلِ حسنات	۱۱۶۶ھ

شیخ صوفی قدس سرہ صاحب عظمت و جلالت بود و قواعد سلسلہ علیہ خود بروجہ احسن نگاہ داشت۔ آوردہ اند کہ افغانی بر شیخ دعوی خلاف واقع کرد کہ شما پانصد روپیہ نقد از من بطریق قرض گرفتہ اید۔ شیخ شہود طلبید۔ گفت شہود ندارم۔ قسم باید خورد۔ شیخ خاموش ماند و برخاستہ درون خانہ رفت و زیور زوجہ و اثاث البیت فروختہ پانصد روپیہ نقد ادا ساخت۔ افغان زر را قبض کردہ راہ خود گرفت و بعد مدتے باز آمد و در قدم شیخ افتاد و عرض کرد کہ من کہ مفلس بودم چون نفس من گواہی صادق می داد کہ شما قسم نمی خورید و زر می دہید۔ بدعوی خلاف واقع زر از شما گرفتم۔ و آن را سرمایۂ سود و بہبود خود ساختہ بہ تجارت پرداختم زمانہ موافقت کرد و مرا ربح بسیار بدست آمد و بدولت آن پانصد روپیہ صاحب ثروت شدم و مبلغ ہزار روپیہ نقد و برخی اقمشہ برائے شیخ آورد۔ شیخ دست زد۔ و فرمود چیزے کہ دادہ باشیم نمی گیریم و بلند تر از اول درین مرتبہ

ہمت راکارفرمود۔

برہمنی از بلگرام بلبدر نام کتابی در نورس سنگار بنام شیخ نوشتہ وآن را صوفی ست، نام کردہ۔ ودر اوائل کتاب چند دوہہ در مدح شیخ پرداختہ این دو دوہہ از آنجاست ۵

جولی جنگم سادھ رگھ راجا رانا رائی		تے پچھے سون ہت کرین سویہ دیت التائی
	دیگر	
کرے کامنان کوت کوئی کہے اپنو حال		بروے سوئے پلک بین صوفی کلپ تمال

بعد از رحلتِ او فرزند ارجمندش شیخ عبدالجلیل قدس سرہٗ قائم مقام گردید محرر رسالہ اوراادراک نمود۔ سرتاپا شریعت وطریقت مجسّم بود درعشرۂ ثالث بعد مائۃ والف جہانِ گذران را وداع نمود وبعد از و پسرش شیخ غلام مشایخ قدس سرہٗ جانشین گشت۔ وبرسجیۂ رضیۂ گذشتگان زندگانی بہ انجام رسانید۔ قبور این ہمہ بزرگان در مقبرۂ شیخ اڈہن است روح اللہ ارواحہم والآن شیخ غلام حسن پسر شیخ غلام مشایخ جانشین آبائے کرام واجداد عظام است۔ حضرت حق جل شانہ در عمر ومرتبہ اش بیفزاید۔

(۳۱) مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس سرہٗ

دانائے حقائق کیانی والٰہی است وشناسائے رموز بیداردلی وآگاہی کمالات معنوی را با فضائل صوری فراہم داشت۔ وشکستہ دلان در طلب را بہ مومیائی وصل مداوا می کرد آنجناب برادر زادہ حقیقی ومرید وخلیفہ شیخ الہدیہ خیرآبادی است قدس سرہٗ کہ

که مناقب و اوراموخان روزگار اجمالاً و تفصیلاً گذارش نموده اند- میر میرن جد مخدوم محمد رکن الدین
را دو خلف رشید به وجود آمد میر نصیر الدین و میر نظام الدین المعروف به شیخ الهدیه قدس الله
اسرارهما هر دو برادر اعیانی اند از بطن دختر میر سیّد جان پدر مخدوم سید علاء الدین صاحب
ولایت قصبهٔ سندیله قدس سرهٔ مخدوم محمد رکن الدین فرزند ارجمند میر نصیر الدین است
ولادت باسعادت او در دار الارشاد خیرآباد واقع شد- و همانجا نشو و نما یافت
و دست ارادت به دامن عم بزرگوار قدس سرهٔ زد- و مدارج بلند و معارج ارجمند حاصل
کرد- تقریب قدوم میمنت لزوم او به خطهٔ بلگرام این است که چون سید عمر بن سید بدر الدین
جد القبیله یکے از قبائل اربعه محله سید واره بخدمت شیخ ابو الفتح خلف الصدق
شیخ الهدیه قدس الله اسرارهما مرید گردید- و پیوند معنوی باین خاندان کرامت
درست کرد- چنانچه از مرأة المبتدین که تصنیف سید شریف بن سید عمر مشار الیه است
صراحةً معلوم می شود- سید عمر بجناب شیخ ابو الفتح عرض کرد که شیوخ و ضعفاء وطن ما
از بعد مسافت کسب فیض حضور نمی توانند کرد- یکے از مخدوم زادها را رخصت
بلگرام باید فرمود که مردم آنجا اقتباس انوار سعادت نمایند- شیخ ابو الفتح رجوع به
روحانیت شیخ الهدیه قدس سرهٔ نمود و به رخصت مخدوم محمد رکن الدین مامور گردید-
لهذا حضرت مخدوم قدس سرهٔ از خیرآباد به بلگرام تشریف آورد- و این خطه را از مقدم
گرامی به فراوان برکات معمور ساخت معاصر میر عبد الواحد اکبر صاحب سنابل
است قدس سرهٔ در یکے از قبالات شرعیه مشاهده افتاد که این عبارت به خط مبارک

خود ثبت نمود۔

"اقر المقر دن المذکورون بالقسمۃ المسطورۃ فی الصدر عندی کتبہ
"خویدم العلماء محمد رکن الدین بخطہ"

تاریخ تحریر بالہ نوزدہم شہر محرم الحرام ۱۰۰۸ ثمان والف۔ محل اقامت ایشان در جوار محلہ میدان پورہ در گوشہ شمال و مغرب و مرقد منور در محوطہ محاذی مسجد شریف بزار و متبرک بہ دلدار شد آنجناب حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ جامع علوم شریعت و طریقت بود و ابواب مرادات بروے طالبان می کشود۔ از صغر سن در ظل رافت پدر بزرگوار قدس سرہٗ تربیت یافت و بہ شرف ارادت و خلافت والاسعادت اندوخت و بعد از انتقال والد ماجد رونق افزاے سجادہ کرامت گردید۔ شبے در عالم رویا غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ او را اشارہ فرمود کہ در مقام بہتہ رفتہ از فرزندم عبد اللہ جیلانی خرقہ خلافت حاصل کن و شیخ عبد اللہ را ہم در معاملہ بالباس خرقہ امر شد۔ حضرت شیخ محمد قدس سرہ حسب الارشاد کرامت بنیاد از بلگرام بہ موضع بہتہ شتافت و خدمت شیخ عبد اللہ قدس سرہٗ را دریافت و خرقہ خلافت پوشید۔ و بہ عنایات خاص الخاص ممتاز گردید۔ و بعد چندی بوطن اصلی معاودت نمودہ و بقیہ عمر بہ ہدایت و ارشاد گذرانید و طالبان بسیار را بہ مطلوب رسانید۔ اکنون برخے از ذکر شیخ عبد اللہ بہتی قدس سرہٗ املاء وقت می شود۔

شیخ عبد اللہ بن سید عمر بن سید حسین جبلی قدس اللہ اسرارہم۔ نسب ایشان بہ دوازدہ

واسطہ بہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ منتہی می شود۔ خرقہ از پدر بزرگوار خود پوشید واکثرے از مشایخ کبار ہندوستان را دریافت و در موضع بھتہ من توابع دہلی طرح اقامت ریخت و بہ رفاقت شیخ سلیم چشتی فتحپوری بہ سفرے رفت وسعادت زیارتِ حرمین شریفین کرمہما اللہ تعالیٰ اندوخت وعنان جانب ہند عطف نمود وبہ اشارۂ شیخ در اجمیر قریب روضہ خواجہ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہٗ اربعین کشید۔ وچندی در آن مقام سعادت انجام کسب برکات نمود۔ بہ اشارہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ باز بہ موضع بھتہ عود کردہ رحل اقامت افگند۔ وخلقی کثیر را بہ شرفِ ارادت وہدایت مخصوص ساخت ہمہ وقت با وضو مستغرق و مراقب می بود۔ جہانگیر بادشاہ بہ سعایت بعض مردم ایشان را از روے غضب طلب کرد۔ چون روبرو شد دعاے خواند و سنگریزہ پرتافت۔ بادشاہ پرسید این چہ بود گفت براے دفع بلیات خواندم۔ بادشاہ را از استماع قول حضرت سید دل نرم شد وبہ تعظیم وتوقیر تمام رخصت کرد۔ عمر گرامی از صد سال متجاوز بود۔ روز جمعہ دہم شہر ربیع الاول ۱۰۳۷ھ سنہ اسبع وثلثین والف بہ نزہتگاہ اخروی خرامید آرامگاہ بھتہ عرس شریف مجمع عظیمی می شود۔

آمدم بر سر اصل مطلب بعد از ارتحال حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ فرزند ارجمند آنجناب مخدوم تاج معین الدین قدس سرہٗ صدر ارشاد را زیب وزینت بخشید واو والا قدرے است از بس گذشتگی روح پیماے مرتبۂ احدیت واز کمال سبک روحی

بلند پرواز عالم قدوسیت در شیوهٔ تقویٰ کامل عیار۔ در دعوت اسما یکتائے روزگار وہر گاہ او بہ کشور باقی انتقال نمود۔ کوکب آن آسمان شاہ امام الدین قدس سرہٗ در مقام آبائے کرام پرتو افگن گردید۔ وعمر گران مایہ را بہ یاد الٰہی وتلقین اصحاب صرف ساخت وفاتش در عشرہٗ ثانی بعد مائتہ والف واقع شد۔ قبور سراسر نور این اکابر در جوار مزار مخدوم محمد رکن الدین است۔ وشاہ یس قدس سرہٗ نخل ثمر ومتند حدیقۂ شاہ امام الدین قدس سرہٗ مسند طراز آبائے کرام وچراغ افروز اجداد عظام است نور معنوی از جبینش جلوہ افروز بود وعرصۂ روزگار از وجودش شرف اندوز۔ مزاجش با تکلف نا آشنا وسلوکش با ہمہ کس بیک ادا۔ حقا کہ سراپا خلق مجسم بود ولطف مصور۔ وچوں ہمتش بس بلند افتادہ بود فتوح را ذخیرہ نمی ساخت۔ وبہ خبر گیری فقرائے وارد وصادر شہرت برداخت۔ اکابر واصاغر شہر سر رشتہ نیاز بدست داشتند ومردم شہر واطراف بیش از حصر بہ سعادت ارادت بہرہ گرفتند۔ چہارم جمادی الاولیٰ ارسال حال یعنی ۱۱۶۶ھ ست وستین ومائۃ والف بہ نزہتکدۂ قدس خرامید۔ وبیرون حریم مخدوم محمد رکن الدین قدس سرہٗ قریب زینہ مدفون گردید محرر اوراق گوید ؎

شاہ یٰس آیتِ عرفان		از جہان رفت آن بزرگ سرشت	
دوش پروانہ در انجمنے		گفت تاریخ شمع بزم بہشت	سنہ ۱۱۶۶ھ

وخلف الصدق او شاہ محمد حافظ سلمہ اللہ تعالیٰ در مقام پدر بزرگوار جلوہ نمود وسجادۂ آبائے کرام را بہ تازگی رونق افزود۔ مبدء فیاض جل شانہٗ آن مقبول دلہا را

الی یوم القیام زینت پیرائے این مقام دارد۔ بعد ختم کتاب شاہ محمد حافظ ملقب بہ حافظ میان بتاریخ بست و ہشتم ذی قعدہ ۱۱۷۳ھ ثلث و سبعین و مایۂ و الف دامن از خارزار امکان برچید۔ و در باغچۂ خود کہ متصل پورۂ حیدر آباد[۵۱] جانب شمال محلہ میدانپورہ است مدفون گردید۔ مولف کتاب گوید ؎

وداع جہان کرد حافظ میان	چراغ بزرگان عرفان سرشت
شبے ہاتف غیب تاریخ او	بفرمود او شمع بزم بہشت ۱۱۷۳ھ

(۳۲) شاہ رکن الدین المعروف بہ شاہ آتا ولی

بن مخدوم تاج معین الدین بن مخدوم محمد بن مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس اللہ اسرارہم از عقلاء مجانین است۔ صاحب جذبۂ قوی و نفس گیرا بود۔ ہرچہ بر زبانش می گذشت حکم قضاء مبرم داشت و ہموارہ در دلق درویشانہ مستانہ می گشت۔ و خوارق عادات بسیار ازو سر برزد۔ وفاتش بعد مایۂ و الف واقع شد۔ قبرش بیرون محوطۂ مزار مخدوم محمد رکن الدین متصل دیوار شرقی۔

(۳۳) سید تاج الدین حجرہ نشین قدس سرہٗ

از سادات حسینی واسطی بلگرام ملقب بہ بیچ بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ است نسبش

[۵۱] نام محلہ ایست واقع بلگرام ۱۲

برین وجه - سید تاج الدین حجره نشین بن سیّد طیّب بن سید بڈلی بن سید حسین بن سید
فضل الله بن سید محمد بن سید فضل الله بن سید علاء الدین بن سید ابراهیم بن سید ناصر بن سید المسعود
بن سید سالار بن سید محمد صغری اقدس سرهٗ - در مراتب فقر یگانه می زیست و به یاد مولی
مشغول بوده قدم از حجرهٔ خود کم بیرون می گذاشت - لهذا او را حجره نشین می گفتند
صاحب مراة المبتدین گذارش می نماید که :-

" او در بدایت حال مقید بخواندن بود - به جهت مطالعه کتاب در باغی که از شهر دور دست است
" می رفت و به مطالعه مشغول می شد - در آنجا با فقیری بے قید که شیخ پیارے نام داشت
" اتفاق ملاقات افتاد - آن فقیر او را به خود کشید - سیّد از خواندن باز ماند ولای خوار گشت - مردم
" بسیار با و متابعت نموده بے قید ولای خوار شدند و بظاهر ملامتی گشتند - وے گفتے پیر
" یک هفته ما را جاے بنشاند و فراموش ساخت - عرض کردم حق تعالی وحشتِ تنهائی از
" دوستان خود برداشته است - چون این کلمه بشنید گفت کارت تمام شد -
" آورده اند شبے در هواے گرما با اصحاب خود بیرون شهر بر آمد از بسکه هوا گرم بود با یاران گفت
" شاید بر نوک این درخت کلان بادی شد که سوزش برطرف کند فی الحال بر پرید و به نوک
" آن درخت برفت و ساعتے به نشست و باز آمد - یارانِ او اکثر اباحتے شدند و سبب یاران چند
" با چند جا محبوس گشت - نزدیک بود که علماء به کشتن او فتویٰ دهند - تا مدتے در حال و شانش
" مردم غلو بسیار داشتند - و غوغاے خرق عادت در عوام افتاد - و خواص به الحاد نسبت
" کردند - رفته رفته غوغاے مردم تسکین یافت و او از آن حالت فرود آمد - درین وقت

"درین وقت آن فقیر مرشد بے قیدرا بسیار پائید نیافت،، انتہی کلام مرآۃ المبتدین۔

قبر سید تاج الدین در باغ شمالی محلہ سیدانپورہ نزدیک مزار شہدا طرف آبادی حیدر آباد است

(۳۴) سید قاسم اسرار قدس سرہٗ

از مریدان سید تاج الدین حجرہ نشین بلگرامی و از قبیلۂ سادات بخاری الاصل بلگرام است کہ محلہ ایشان جانب شرقی محلہ سیدوارہ واقع شدہ۔ پیر روشن ضمیر میخانۂ عرفان بود۔ و بہ ارادت طریق و ادارت رحیق اشغال داشت۔ مخموران بسیار بہ قدح گردانی او دماغ رسانندو دامن از غبار خودی افشاندند۔ سید تاج الدین فرمود "قاسم اسرار مراۃ این ملک است،، راقم الحروف گوید کلام سید تاج الدین بر و تیرۂ کلام سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ واقع شدہ کہ در بارۂ شیخ سراج الدین عثمان اودی بنگالی فرمود۔

"عثمان آئینۂ ہندوستان است،، فرق ہمین کہ بر زبان سلطان المشائخ قدس سرہٗ لفظ ہندوستان جاری شد۔ ہندوستان شامل جمیع ممالک ہند است۔ و بر زبان سیّد تاج الدین قدس سرہٗ این ملک جاری شد این ملک احتمال دارد کہ مراد مجموع ملک ہندوستان باشد و احتمال دارد کہ مراد بعض قریب نسبت بوطن متکلم باشد بہ قرینۂ کلمہ این کہ موضوع برائے اشارۂ قریب است ظاہر امراد ثانی است چہ سلسلہ شیخ عثمان قدس سرہٗ در اقطار ہند شائع است و سلسلہ سید قاسم اسرار شیوعی ندارد۔ و معنی قول

سلطان المشائخ عثمان آئینہ ہندوستان است تواند بود کہ کشف اسرار عالم ملک وملکوت

درہندوستان از وجود مصفای مجلای شیخ عثمان حاصل می شود مثل جام جم وآئینۂ اسکندر

کہ بعضے اسرار این عالم از آنہا منکشف می شد باآنکہ حضرۃ حق جل وعلا را در ہر ملکی

وولایتی از وجود اولیاے خود آئینہ ایست کہ جمال باکمال خود درآن آئینہ مشاہدہ

می کند وخود را درآن منظہر بہ تجلی خاص جلوہ می دہد ودر کشور ہندوستان آئینہ از وجود

شیخ عثمان است واللہ اعلم۔ صاحب مراۃ المبتدین گذارش می نماید:۔

"سید تاج الدین اکثر طالبان حق را بہ سید قاسم اسرار حوالہ می نمود وہر کہ احتیاج دین یا دنیا

" باو ظاہر می کرد اشارہ بہ سید قاسم می نمود۔ درمرض موت باو گفت جاے شما غرب رویہ

" شمس آباد کہ بلندی است از خدا مقرر شدہ نہر اسید از غیب عمارت و مادۂ توکل بہم خواہد

" رسید۔ بعد موت او سید قاسم آنجا رفتہ بہ نشست دو سہ ماہ نگذشتہ بود کہ دولتمندی را بآن

" طرف گذر افتاد ومسجد وخانقاہ وچاہ وروضہ وباغ آنجا ساخت ووظیفہ معین گردانید" انتہی

سید العارفین میر شاہ لدھا قدس سرہٗ می فرمود۔ از خاک سید قاسم بوی عرفان

می آید وعلامہ مرحوم میر عبد الجلیل می فرمود۔ سید قاسم اسرار صاحب سخن بود گویا بر تو سید قاسم انوار

بر ساحت احوالش تافتہ قاسم اسرار گردیدہ۔ وہمی فرمود وقتے دیوان او را در مستقر الخلافہ آگرہ دیدہ بودم

اما نسخۂ دیوان در بلگرام مفقود است۔ آرامگاہش شمس آباد من توابع قنوج۔

(۳۵) سید عمر بلگرامی قدس سرہٗ

از نزاد سید محمد صغری است برین طریق سید عمر بن سید بدر الدین عرف سید بڈہ بن سید ابراہیم

بن سید پیارہ بن سید حسن بن سید محمود عرف بدھن بن سید بدہ بن سید جلال الدین بن سید
ابراہیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہٗ - سید
بدرالدین عرف سید بدے پدر سید عمر جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ است
و در سنہ ۹۸۷ سبع و ثمانین و تسعمائۃ دامن از غبار ہستی افشاند و سید عمر از تلامذہ خاص
سید السادات سید حسین دہلی وال بلگرامی بود - مدتہا در حلقہ درس آنجناب تلمذ
نمود و سرمایۂ علوم ظاہر و باطن برداشت و دست بیعت بہ شیخ ابوالفتح فرزند
و صاحب سجادہ شیخ الہدیہ خیرآبادی قدس اللہ اسرارہما داد و مدتہا خدمت شیخ
کرد و ریاضتہا کشید - و بہ وطن مالوف بازگشت و در گوشہ خداپرستی عمر فنا ساخت
قبرش در موضع چاندپور جانب شرقی شہر است و بر سر مرقد او گنبدی تعمیر کردہ اند رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) سید شریف

خلف الصدق سید عمر مذکور قدس اللہ اسرارہما تحصیل علمی بخدمت والد خود
نمود و بطریق پدر گرامی دست ارادت بہ ذیل شیخ ابوالفتح قدس سرہٗ زد و خرقہ خلافت
پوشید و از حقائق و معارف حظی وافر برگرفت و رخصت انصراف یافتہ در وطن
اصلی گوشہ نشین شد و دل بہ مبداء اصلی بربست - و بیشتر اوقات بہ مطالعہ کتب
سلوک و اقوال و احوال صوفیہ اشتغال داشت و نسخہ مراۃ المبتدین در احوال مشائخ
ہند کتابی متوسط مفید نوشت - و در جمیع کلمات مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کوشش

موفور بجا آورد - وازراه هضم نفس خود کتاب را به مراة المبتدین موسوم ساخت شکر الله سعیه

(۳۷) سید کرم الله

از احفاد سید محمود اکبر بلگرامی است که سابقا ذکر یافت برین نهج - سید کرم الله
بن سید لطف الله بن سید حسن بن سید نوح المعروف به سید بیاره بن سید محمود اکبر قدس سرهٗ
وازینها ذکر سید حسن در سلک فضلا می آید - سید کرم الله بزرگ عهد و عمدهٔ عصر و متخلق
به اخلاق الٰهی بود و در حدود ۱۰۵۱ھ احدی وخمسین والف به حکومت سهارنپور بوریا
ازطرف سید محمد که از سادات بارهه و نوکران شاهجهان بادشاه بود قیام داشت
وآخر حال بدرگاه شاهزاده محمد شجاع بن شاهجهان بادشاه بسر می برد شاهزاده بغایت
تکریم وتبجیل میکرد وبعد بر هم خوردن محمد شجاع در بلگرام خانه نشین شد واوقات گرامی
به طاعت وریاضت معموری داشت - دوازدهم رجب المرجب ۱۰۷۳ھ ثلث
وسبعین والف دل ازجهان فانی برگرفت - برطبق وصیت او قبر او را بازمین هموار کردند
وازآثار خیر اوست مسجد در وسط محله میدانپوره وبعد از مدتے سال تعمیر آن به خط خاص
سید کرم الله در کاغذهائے کهنه ۱۰۷۱ھ احدی وسبعین والف برآمد - ومحرر سطور برائے
حفظ سنه این قطعه تاریخ در سلک نظم کشید ؎

کرم الله سید عالی	زبدهٔ دودمانِ آل عبا
مسجدی ساخت از صفا معمور	کرد بنیاد او علی التقوی

کان مثواه جنت الماوی	من بنی مسجد الوجه اللہ
کرد تعمیر مسجد زیبا	ہاتفی گفت سال تاریخش

(۳۸) سید عبد النبی

بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم وارث کمالاتِ ابوین وجامع فضائل نشاتین بود سیما در فروع حنفیہ ید طولیٰ داشت، و ہموارہ بہ افادۂ قال وافاضۂ حال می پرداخت۔ مستفید از خدمت پدر والا گہر خود است وخلافت از جناب میر سید محمد کالپوی قدس سرہٗ نیز داشت۔ ملاقات او با سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ واقع شد۔ سلطان اعزاز واکرام تمام بجا آورد وموازی صد بیگہ زمین از بلگرام بہ مدد معاش مقرر فرمود۔ وفاتش در ۱۰۹۴ھ سنہ اربع وتسعین والف خوابگاہش بلگرام۔ مرشد مجتہد زمان تاریخ یافتہ اند۔ ذکر فرزند ارجمندش میر سید مربی بعد ازین می آید انشاء اللہ تعالیٰ ودر ترجمہ سید عبد النبی نام میر سید محمد قدس سرہٗ بہ نوازش سامعہ پرداخت ومن مخمور را سرخوش کیفیتی ساخت چہ سلسلۂ فقیر بواسطۂ سید العارفین بہ میر سید احمد خلف الصدق میر سید محمد قدس اللہ اسرارہم می رسد۔ لاجرم مناقب این دودمان قدسی مجملاً بر صفحۂ نیاز می نگارم ومنتے عظیم برکام وزبان می گذارم۔



(۳۹) میر سید محمد الترمذی الکالپوی قدس سرہٗ

اصل ایشان از سادات صحیح النسب ترمذ است آباء کرام در مقام جالندر
من توابع لاہور سکونت داشتہ اند والد ماجد آن جناب میر ابوسعید بہ تصاریف روزگار
از وطن مالوف برآمدہ در دار الولاتہ کالپی طرح اقامت ریختند۔ حضرت میر سید محمد قدس
سرہٗ در عنفوان تحصیل بخدمت شیخ یونس نور اللہ مضجعہ کہ عالم عامل و محدث کامل
بودند تلمذ کردند۔ وتا مطول تفتازانی نزد شیخ گذرانیدند۔ و اجازت حدیث فرا گرفتند
شیخ یونس در حفظ شریعت علی البیاء می کوشیدند۔ تشرع استاد در مزاج وہاج تاثیر تمام
کرد و نور متابعت نبوی سر تاپاے ایشان را فرو گرفت۔ وتتمہ کتب تحصیلی قدرے
پیش مولانا عمر حاجوی روح اللہ روحہ واکثرے در حلقہ درس شیخ جمال اولیا کوروی
قدس سرہٗ گذرانیدند۔ ودر فضیلت صوری رتبہ بلند حاصل کردند و فاتحہ فراغ
از شیخ جمال اولیا قدس سرہٗ گرفتند۔ وہم با حضرت شیخ در طریقہ علیہ چشتیہ بیعت کردند
و اجازت سلاسل قادریہ وسہروردیہ و مداریہ یافتند۔ حضرت شیخ ایشان را بہ عنایات
خاص الخاص نواختند۔ وامانانی کہ از مشائخ سلاسل اربعہ فرا رسیدہ بود ہمہ را تسلیم نمودند
حضرت سید حسب الارشاد شیخ قدس سرہٗ از کورہ در کالپی آمدہ پاے اقامت افشردند
و بہ بیاورے الارباب و تلقین اصحاب مشغول گردیدند۔ و بمراتب معدودہ از کالپی برآمدند
یک مرتبہ سفر جالندر پیش آمد بہ ارادۂ این کہ در انجا رفتہ با دختر عشیرہ کدخدا شوند۔ چون بہ

اکبرآباد رسیدند با امیر ابوالعلا احراری قدس سرہٗ ملاقات کردند و در پائین مجلس اقدس
نشستہ حضرت امیر را عادت بود کہ از ایشان قہقہہ اکثر سر بر میزد بہ خاطر حضرت سید راہ
یافت کہ درویش و قہقہہ این چہ آئین است حضرت امیر از صدر مجلس جانب ایشان
نگاہی کردند و ارشاد نمودند کہ مولانائے روم فرمودہ ؎

بر بیضۂ دل باش ہان مانند مرغ پاسبان		گز بیضۂ دل زایدت مستی و شور و قہقہہ

بعد ازان بر زبان مبارک آوردند قہقہۂ ما ازینجاست. قریب بود کہ در بدن
حضرت سید رعشہ افتد بہ زور تشرع خود را نگاہ داشتند و رجوع ناکردہ متوجہ جالندر
شدند و وقت معاودت در ہر منزل حضرت امیر ابوالعلاء قدس سرہٗ می دیدند کہ پالکی
سواری ایشان را جانب خود می کشد ناگزیر بعد رسیدن اکبرآباد التماس طریقہ علیہ
نقشبندیہ نمودند۔ حضرت امیر باکمال التفات طریقہ را تلقین فرمودند حضرت سید
بہ کالپی آمدہ سالہا بآن مشغولی نمودند و بعد دہ سال بار دیگر بہ خدمت امیر قدس سرہٗ
رسیدند و چہار ماہ در صحبتِ اقدس کسب فیوضات فراوان نمودند و از جملہ اسفار
دالاسفر اجمیر است کہ بہ کشش خواجہ بزرگ قدس سرہٗ ضرور افتاد - درین سفر خلف الصدق
ایشان میر سید احمد قدس سرہٗ در رکاب سعادت بودند روز وصول اجمیر بہادر خان
کنبو ناظم آنجا بیرون شہر باستقبال برآمد و لوازم خدمت باکمال نیازمندی بہ تقدیم
رساند۔ ہشت روز دران مکان فردوس نشان توقف کردند۔ ہر روز اول و آخر وقت
با صوفیان بہ زیارت مرقد مبارک می رفتند و گرد قبر مطہر مراقب می نشستند۔ صاحب

معارج الولایه در ترجمهٔ آن جناب می نگارد که :-

" چون او به زیارت خواجه بزرگ مشرف گشت اندک بیهوشی او را دست داد۔ حضرت خواجه بزرگ
" دران زمان دو تا برگ تنبول بوی عنایت فرمودند۔ چون به رفاقت
" آمد آن دو تا برگ تنبول در دست داشت۔ و بینونت نیز درون روضه متبرکه گرد و با روح آن
" حضرت ملاقات حاصل نمود۔ و بسا انوار و اسرار استفاده کرد" انتهی۔

حضرت سید دوام دلی بریان و دیدهٔ گریان داشته اند در هر مجلس یک رومال یا دو رومال از اشک جاری تر می شد و بست و شش سال از اواخر عمر علی الاتصال صائم بوده اند اگر عارضهٔ جسمانی لاحق می شد دوا وقت شب استعمال می کردند۔ اطبا هر چند عرض می کردند که استعمال دوا وقت صبح انفع است در جواب می فرمودند که صحت و بیماری در دست مشیت باری ست اگر او سبحانه و تعالی صحت خواسته است استعمال دوا وقت شب هم نافع خواهد شد۔ پس چرا لذت صوم را برباد دهم۔ و در ایام منهیهٔ شرعیه غیر از یک بیره پان تناول نمی فرمودند۔ و آیین والا بود که در مجلس تلقین لفظ مبارک الله بشوق و جاذبهٔ تمام بر زبان شریف می گذرانیدند و سامعان را از خود می ربودند۔ وقتی پسر چار پنج سالهٔ ایشان که به غایت مقبول بود و فوت کرد۔ تا سه روز لب به اظهار آن کلمهٔ شریفه نه کشادند۔ تا درد و غم فوت پسر به محبت آلهی تعالی اشانهٔ ممزوج نه گردد۔

حضرت سید در اواخر عمر علیسوی المشهد بوده اند۔ و در مقام قطبیت کبری متمکن۔

وعیسوی المشهد بودن عبارت ازین ست که چنانچه احیائے اموات از عیسیٰ علیہ السلام
واقع شد احیاء قلوب ازین شخص واقع می شد۔

شیخ کمال افسری قدس سرہ که از جمله خلفاء خاص حضرت سید وکبرائے راه دین است
ونجتاورخان نام اور ادر تاریخ مراۃ العالم[۱] در محل شعرا ذکر کرده در مثنوی راح وریحان
در مدح حضرت باین مقام اشاره می کند ومیگوید ؎

دمِ عیسیٰ اگر احیاء گِل کرد	دمِ جان بخشِ او احیاء دل کرد
بود بر صبح روشن کار این دم	گر استادانِ این کار است ادہم

از مصنفات شریفه تفسیر سورۂ فاتحه و روائح به عبارت عربی ورساله تحقیق روح
واسرار التوحید وارشاد السالکین ورساله الفنا وعقائد صوفیه ورساله عمل ومعمول و
رساله واردات دران وقت که علماء ظاهر بر رساله تسویه شیخ محب الله آله آبادی
قدس سره هنگامه برپا کردند وسلطان اورنگ زیب انار الله برهانه را رسانیدند که
این رساله سخنان مخالف شرع شریف دارد وسلطان حکم فرمود که ور دیشان قلمرو
پادشاهی را در معسکر سلطانی احضار نمایند واز مقاله هر کدام استعلام نمایند شیخ محمد افضل
آله آبادی قدس سره از رساله واردات اندیشیدند که در غلبه حالات تا قهر زده کلک ارشاد
گردیده هر چند دل شیخ قدس سره نمی خواست که بشویند لکن دران ایام که آتش فتنه

[۱] کتاب مراۃ العالم تصنیف بختاورخان بسیار کمیاب است ودر کتاب خانه مولوی سید حسین صاحب
بلگرامی المخاطب به نواب عماد الملک بهادر دام ظلهم موجود تا حال چاپ نشده - ۱۲

سخت مشتعل بود نگاہداشتن ہم مصلحت نمی دیدند - لاجرم آب در ظرفِ کلان چوبین پُر کردہ آن رسالہ چہار ورقی را انداختند کہ چون کاغذ کالپی در آب زود متلاشی می گردد خود بہ خود محو خواہد شد - غرض شیخ اینکہ بدست خود در ازالہ خط سعی نہ کردہ باشند تمام شب در آب بود - ورقے و سطرے محو نہ شد - دمِ صبح این حال مشاہدہ نمودہ بخاطر آوردند کہ مرضی حضرت سید قدس سرہٗ آن است کہ این رسالہ باشد - خشک کردہ نگاہ داشتند - شیخ محمد یحییٰ آلہ آبادی قدس سرہٗ در کتاب اعلام الانام می گوید :-

"من آن رسالہ رابعینہا با رسائلِ دیگر از تصانیف حضرت سید قدس سرہٗ یکجا جلد کردہ

"حرزجان و ایمانِ خود دارم"

وصال اقدس بست و ششم شعبان روز سہ شنبہ ۱۰۷۱ھ احدی و سبعین والف واقع شدہ - آسایش گاہ کالپی راقم الحروف گوید :-

غوثِ عالم یگانۂ آفاق	میر سید محمد ذی شان
گفت تاریخ رحلتش آزاد	رفت قطب زمان بسوئے جنان ۱۰۷۱ھ

(۴۰) میر سید احمد بن میر سید محمد الکالپوی قدس اللہ اسرارہما

وارث ولایت محمدیہ و حاملِ رایتِ احمدیہ اند - از عنفوان نشو و نما فروغ رشد و نورِ ولایت از جبین ہمایون می تافت - مبدءِ فیاض تعالیٰ شانہٗ جمال صوری و کمال معنوی ہر دو باہم ارزانی داشتہ - و جمیع صفات رضیہ و سمات مرضیہ بیماشیمہ بذل

وایثار و مروت در عنصر لطیف ودیعت گذاشته - ابتدای حال دامن سعی واکتساب دانش
صوری بر زدند - و چندی نزد والد ماجد قدس سرہ تحصیل نمودند - واز حسامی اصول
تا تفسیر بیضاوی نزد شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہ گذرانیدند - و دست بیعت
بہ حضرت والد قدس سرہ دادند - و طریقہ محمدیہ را بہ کمال اعتنا ورزیدند - و در عمر بست
و چہار سالگی بر مسند حضرت والد قدس سرہ نشستند - و مجلس ارشاد و تلقین گرم ساختند
حق تعالی حظی وافر از اعتبار و اشتہار ارزانی فرمود - و سدۂ سینہ را قبلۂ حاجات
وضیع و شریف ساخت - با وصف این دقیقہ از دقائق فقر و انکسار فرو نمی گذاشتند
و چون آفتاب عالم تاب پرتو التفات بر ہمہ کس یکسان داشتند - حضرت والد
را در بارہ ایشان کمال عنایت بود فرمودند محمد و احمد یکے است - و نیز روزے کہ از
مزار فائض الانوار خواجہ بزرگ معین الدین چشتی قدس سرہ رخصت شدند - فرمودند
حضرت خواجہ قدس سرہ مارا رخصت کردند - و دستار بر سر سید احمد بستند - و فرمودند
کہ مجلس چشت گرم سازد - ازینجا است کہ آنجناب بہ سماع میل تمام داشتند - و با وصف
احتراز حضرت والد قدس سرہ در حین حیات ایشان بہ سماع و سرود علانیہ می پرداختند
و بعد انتقال حضرت والد در ایام عرس شریف ہم مجلس سماع آراستند - شیخ محمد افضل
الہ آبادی قدس سرہ این خبر شنیدہ از الہ آباد نامہ و پیام فرستادند کہ آمدن من در ایام
عرس محال شد کہ موافقت یاران نتوانم - و خلاف یاران ہم نتوانم کرد - حضرت
قدس سرہ در جواب دو نامہ ہم نوشت و بہ تاکید تمام طلب داشتند - شیخ محمد افضل

بعد وصول نامۂ اخیر بہ کالپی تشریف بردند حضرت بعد قدوم ایشان سرود موقوف کردند۔ اما تا سہ روز طعام نہ خوردند۔ و درین روزہا ہر مرتبہ کہ با شیخ ملاقات می شد از دست ناصحان و مریدان حضرت والد قدس سرہٗ کہ در باب سماع ہنگامۂ ملامت گرم ساختہ بودند شکایت می کردند۔ آخر الامر روز سیوم ہمان شد کایت سر کردند۔ شیخ در تسلیہ مبالغہ بکار بردند۔ تا آنکہ وقتِ نماز عصر رسید نماز را ادا نمودہ باز بر سرِ ہمان گفتگو رفتند۔ و بعد نماز مغرب نیز آن سلسلہ انقطاع نہ پذیرفت خدمت شیخ علاج منحصر دران دیدند کہ پرسیدند۔ قوالان کجا اند۔ آنہا گفتند حاضر یم فرمود۔ چرا بکار خود مشغول نمی شوید۔ قوالان اجازت یافتہ سرگرم کار شدند و خاطر حضرت شاد گردید فرمودند۔ میان جیو؟ من ہم سرود بکنم۔ رومال و تسبیح بدست گرفتہ ایستادند و لفظ مبارک اللہ بر زبان آوردند۔ در حاضران اثرے عظیم کرد جمعی بیخود افتادند و حضرت شیخ قوالان را اجازت دادہ خود از مجلس بر آمدند۔

مخفی نماند کہ میر سید احمد قدس سرہ شیخ محمد افضل الہ آبادی را از ایام صغر سن میان جیو می گفتند۔ قوتِ تاثیر توجہ حضرت قدس سرہٗ کالشمس فی رابعۃ النہار اشتہار دارد۔ بر ہر معتقد و منکر کہ توجہ می فرمودند فی الفور از خود می رفت۔

شخصے بخدمت حضرت آمد و گفت سختیے دل من بجائے رسیدہ کہ در فوت مادر و پدر و زن و فرزند گریہ نہ کردہ ام۔ ترا نشان می دہند کہ مردم را در گریہ می آری بر من ہم توجہی بکن۔ حضرت ہر دو دست او را بہ ہر دو دستِ خود محکم گرفتہ بجنبانیدند

وسہ بار بہ وحشتِ تمام بہ گفتند۔ بخواہی گریست ؟ بار سیوم سر دادند۔ آن شخص بر زمین افتادہ ہاے ہاے می گفت و زار زار می گریست۔ بعد دیرے بہ افاقہ آمد و مرید شد۔

یکے از مخلصان جامہ دوختہ بر سبیل نیاز آورد۔ و الحاح کرد کہ بہ لبس آن نوازش فرمایند۔ وقت نماز جمعہ ہمان جامہ پوشیدہ متوجہ نماز شدند۔ بعد اداے نماز شخصے کہ دم تشرع می زد بر طول آستین اعتراض کرد۔ آستینِ خود را بدستِ او دادند و آستین او را بدستِ خود گرفتند۔ در آستینِ او آن قدر زیارت فاحش نمود ار شد کہ باعث انفعالِ او گردید۔ و آستین ایشان تا بند دست بود۔ در طبقات شعرانی آوردہ "وکان علی رضی اللہ عنہ یقطع منکم قمیصہ مازاد علی روس الاصابع وکذلک عمر رضی اللہ عنہ"

ہنگامیکہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ بہ واسطۂ رسالۂ تسویہ حکم فرمود کہ درویشان ممالک محروسہ را بہ حضور خلافت طلب نمایند و اسامی فقراء بلادِ ہندوستان را نوشتہ از نظر سلطانی گذرانیدند۔ نام نامی میر سید احمد ہم نوشتہ بودند سلطان بر نامِ ایشان بہ خطِ خاص نوشت "برحمتِ حق پیوست" چہ ایشان انتقال کردہ بودند۔ سلطان مطلع بود و کاتب اسامی اطلاع نداشت۔ و اسم شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہ نیز بہ تحریر در آوردہ بودند۔ سلطان بر اسمِ ایشان دائرہ کشید و بر نام حاجی محمد ولی قطبی فرمود کہ "این برادر طریقت شیخ محمد افضل است این خاندان نقوی است اینہا از وسوسۂ سوء العقیدہ مبرا اند" آخر الامر طلب درویشان موقوف

شد - حضرۃ سید احمد قدس سرہٗ بر سنت والد ماجد خود یک مرتبہ بزیارت اجمیر شریف رفتہ
اند - واز روحانیت خواجہ بزرگ قدس سرہ فیوض وافر اندوختہ وصال حضرت نوزدہم
ماہ صفر ۸۸۴ھ سنہ اربع وثمانین والف آرامگاہ کالپی وایشان را سہ پسر والا گہر بوجود
آمد شاہ فضل اللہ وسید سلطان مقصود وسید سلطان مسعود اما شاہ فضل اللہ
قدس سرہٗ جامع دانش صورت ومعنی بودند - وبر روش پدر وجد بزرگوار قدمی راسخ داشتند
شیخ محمد افضل الہ آبادی فرماید ؎

	برشان فقرش از عمل وعلم دو گواہ		عمان فضل سید فضل اللہ آنکہ ہست	

عنصر گرامی ولایت مجسم بود وذوق وشوق از ہر مو تراوش می کرد وبذل وکرم وسائر صفات
رضیہ بہ مرتبۂ اتم داشتہ اند - وقتی قحط شدید افتاد وچند سال امتداد کشیدہ عالمی را
بہ معرض تلف در آورد - آنجناب در شبانہ روز یکبار جز اندک غذائی کہ سد رمق می تواند
شد نمی خوردند وبہ قدر دسترس بر محتاجان ایثار می نمودند - چہاردہم ذی الحجہ ۱۱۱۱ھ سنہ
احدی عشر ومائۃ والف بہ ملکِ قدس خرامیدند - فرزند وجانشین آن جناب
سلطان ابو سعید قدس سرہٗ از کمل اولیا بودند - صاحبِ دوام حضور وذوق وسرور
وقتیکہ شاہ فضل اللہ قدس سرہ ازین عالم رحلت کردند خلف الصدق ایشان
سلطان ابو سعید وبرادر ایشان سید سلطان مقصود ہر کدام نامۂ طلب سید العارفین
میر شاہ لدھا بلگرامی قدسِ سرہ نوشتند - سید العارفین حسب الطلب صاحبزادہا
بہ کالپی شتافتند - ودر آنجا تمامی خلفاء این دودمان والا مثل شیخ محمد افضل

الہ آبادی و شیخ عبدالحکیم موہانی جمیع آمدند۔ و در صاحب سجادگی اختلاف شد۔
اتفاق جمہور بر آنکہ صاحب سجادگی بہ میر سید سلطان مقصود مقرر شود کہ ایشان
پسر سید احمد اند۔ و سلطان ابوسعید نبیرہ و نیز سید سلطان مقصود صاحب علم و فضل
و اسن اللہ قبیلہ اند۔ سید العارفین فرمودند این چہ اندیشہ است صاحب سجادگی
پدر رحق پسر باشد۔ و علم باطن موقوف بر علم ظاہر نیست کہ این تعلق بہ زبان دارد و
آن تعلق بہ دل انشاء اللہ تعالی از برکت آبائے کرام ایشان نیز رشید دودمان و قبلۂ
عالمیان می شوند۔ بعد ازان سید سلطان مقصود سید العارفین را در خلوت طلبیدہ
از روئے تواضع عنایت کردند کہ شما بجائے میر سید احمد ید۔ اگر حق پدر بہ پسر می رسد
می باید کہ دستار میر سید محمد بہ سر من بستہ شود و دستار شاہ فضل اللہ بر سلطان ابوسعید
سید العارفین عرض کردند کہ حضرت میر سید محمد دستار کہ بر سر خود بستہ بودند حق تعالی شما را
از شنہ علم و فضل عطا کردہ است چنان کنید کہ دیگران دستار شما بر سر بندند نہ آنکہ شما محتاج
غیر باشند و استعارہ حق دیگرے کنید۔ و بہ سعی سید العارفین صاحب سجادگی بہ سلطان
ابوسعید قرار یافت و عنقریب کرامت سید العارفین بہ ظہور رسید۔ چہ بہ حکم قضا و قدر
در اندک فرصت نسل سید سلطان مقصود منقرض شد ایشان پسرے گذاشتند سلطان
محمد اعظم نام در ایام جوانی جہان فانی را وداع نمود۔ و او پسرے گذاشتہ کہ در صغر سن در
کنار لحد خوابید و عقبی نماند انا للہ و انا الیہ راجعون سلطان ابوسعید قدس سرہٗ در سنہ ۱۱۳۶
ست و ثلثین و مائۃ و الف برائے ملاقات سید العارفین قدس سرہٗ بہ بلگرام تشریف آوردند

وکلبۂ ارادتمندان خود را بہ خورشیدِ جمال اقدس نورانی ساختند۔ آن جناب اکثر معانی عرفان در لباس شعر ادا می نمودند و عرفان تخلص می کردند۔ از نتائج والا است ہ

دیروز کہ دل رفت زکاشانۂ ما	لیلی گویان برون شد از خانۂ ما
امروز شنیدم انا لیلی امی گفت	گلبانگ دگر شنو ز دیوانۂ ما

وصال ایشان در ۱۱۴۷ھ سبع و اربعین و مائۃ والف واقع شد۔ محرر اوراق گوید ہ

آن شاہ ابو سعید قطبِ عرفان	شد منزل آن سید اکمل فردوس
دریاب کہ از آیۂ قرآن مجید	تاریخ نوشتم یرثون الفردوس ۱۱۴۷ھ

فرزند ارجمند ایشان سید احمد سعید سلمہ اللہ تعالیٰ امروز زیب افزائی سجادۂ آباء کرام و خضر راہِ سرگشتگان بادیۂ عوام اند۔ چون فقیر بہ ارادۂ حجاز فیض طراز از بلگرام برآمد۔ و بر موضع چورہ این طرف دریائے جمن عبور افتاد صحبت بابرکت ایشانرا دریافت۔ اما سید سلطان مقصود پسر دوم میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما ابتدائے حال مدتے بہ تحصیل علم پرداختند۔ و از خدمت سید سعد اللہ بن سید مرتضیٰ بلگرامی کہ ذکر ایشان می آید اکثر فنون درسی کسب نمودند۔ و در ایام اقامت بلگرام ہر روز بہ خدمت سید العارفین قدس سرہٗ می رسیدند و تلقین بعضے اشغال طریقۂ رشیقۂ احمدیہ می گرفتند و بعد فراغ تحصیل بہ کالپی مراجعت فرمودند۔ و جمیع کتب متداولہ را بہ وقت تمام درس می گفتند و بر اکثری از کتب درسی حواشی بہ قلم آوردند۔ و بر شرح ہدایۃ الحکمت میبذی۔ و بر شرح قصیدہ بردہ کہ از قاضی شہاب الدین ملک العلما است حاشیہ مدون تعلیق کردند۔

اما اجل فرصت نداد که حواشی متفرقه شیرازه جمعیت پذیرد۔ واکثر مسودات از بے تدبیری
پس ماندگان ضائع شد۔ انتقال ایشان در ماہ صفر ۱۱۲۳ ثلث وعشرین ومائة
والف اتفاق افتاد۔

اما سید سلطان مسعود مشہور بہ میاں صاحب پسر سیوم میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما
ولادت آن جناب در ۱۰۸۲ اثنین وثمانین والف دست داد۔ نیک بخت۔ کہ ترجمہ
مسعود باشد تاریخ است۔ دو سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان قدس سرہٗ انتقال کردند
آن جناب بعد وصول بہ سن تمیز بسیارے از خلفا ومریدان پدر وجد بزرگوار را دریافتند
مثل شیخ محمد افضل الہ آبادی وشیخ عبد الحکیم موہانی وسید العارفین میر شاہ لدہا بلگرامی
وغیرہم قدس اللہ اسرارہم واجازت ارشاد از شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہٗ گرفتند
وچون برادر اکبر ایشان شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ رحلت کردند آن جناب از کالپی
بر آمدہ بہ سکندرہ بر مسافت یک منزل از کالپی این طرف آب جمن رحل اقامت افگندند
ومدة العمر طالبان را بہ سوے حق دعوت نمودند۔ و در ۱۱۵۴ اربع وخمسین ومائة والف
داعی حق را لبیک اجابت گفتند۔ فقیر ایشان را مکرر دیدم۔ وگلہاے فیض از محفل بہشت
آئین بر چیدم کرت اولی در بلگرام بود کہ بہ تقریب عرس شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہٗ در انجا
تشریف آوردہ بودند وفقیر ہم بہ عزم زیارت مزار فایض الانوار وارد شدہ بود۔ واقعہ
شہر جمادی الاولی ۱۱۴۲ اثنین واربعین ومائة والف وکرت آخری در سکندرہ وقت
معاودت فقیر از سفر سند واقعہ ماہ شعبان ۱۱۴۷ سبع واربعین ومائة والف۔

(۱۴۱) شیخ عبدالحفیظ فرشوری بلگرامی

از قبیلهٔ متولیان این شهر است - در عنفوان شباب از وطن مالوف به ورد خداطلبی برآمده در کالپی به سدهٔ سنیهٔ میر سید محمد کالپوی قدس سرهٗ پیوست - و چهار ماه پیش از وصال حضرت قدس سرهٗ به شرف ارادت والاا ستعداد یافت - واکثر اوقات در صحبت شیخ عبدالحکیم موهانی گذرانید و فایدها اخذ نمود - شیخ عبدالحکیم موهانی از کمل خلفاء میر سید محمد کالپوی قدس سرهٗ بوده و بست و هفتم ذی الحجه ۲۵ سنه الخمس و عشرین و مائه و الف در موهان محفوف سرادق رضوان گرویده شیخ عبدالحفیظ اگرچه مرید میر سید محمد است قدس سرهٗ - اما نعمت فراوان از غرهٔ ناصیهٔ ولایت میر سید احمد قدس سره فرا گرفت - و مثال خلافت و اجازت حاصل نمود - نسخهٔ اجازت نامهٔ او که آنحضرت به خط و املاء خاص تحریر فرمود ند این است :-

"چون فقیر حقیر احمد بن محمد مشیخت پناه حقائق آگاه شیخ عبدالحفیظ را دید که به جمیع وجوه آراسته است "و به شریعت غرا پیراسته لبعد از اتمام موصی الیه سلوک طریقت اجازت داد که هر که خواهد که توبه "نماید یا طریق حق خواهد و به آن مشیخت پناه رجوع آرد بے تامل و بے درنگی اجرا و نفع نماید چنانچه "براین معنی عارف شیراز اشارت نمود ہ

"اگر شراب خوری جرعهٔ فشان بر خاک		در آن گناه که نفعی رسد به غیر چه باک

"خداوند سبحانه مشار الیه را مقبول خویش و مقبول خلق گرداناد - بالنون و الصاد" انتهی -

(۱۴۲) سید درگاہی بلگرامی قدس سرہٗ

بن سید عبد الخیر المعروف بہ سید کھاسی بن سید درویش بن سید حاتم بن سید بدرالدین
عرف سید بدلی جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ اوائل حال قدم در
طلب علم گذاشت وقصبات اطراف بلگرام راسیر و دورکرد۔ ونزد علماء عصر
کتب درسی علی الترتیب تحصیل نمود وبہ خدمت قاضی علیم اللہ گجندوی فاتحہ
فراغ خواند۔ وازمراتب قال بہ منازل حال افتاد وبہ جناب شیخ عبد الرسول
عم حقیقی قاضی علیم اللہ مسطور ومرید وخلیفہ شاہ مجا ساکن لاہرپور من توابع خیرآباد
دست ارادت داد وتربیت ہاے باطنی یافت۔ آخر عنان بوطن اصلی منعطف
ساخت وتادم واپسین بہ شغل درس ویاد الہٰی بسر آورد۔ ودر عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف
از تنگنای امکان بہ وسعت آباد لامکان شتافت۔ آرامگاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴۳) میر سید مبارک محدث بلگرامی قدس سرہٗ

صحیح الاصول والفروع بود۔ وکوس احیاء سنت۔ وازالہ۔ بدعت می نواخت
درعلوم ظاہری وباطنی یگانہ۔ ودر تقوی وطہارت ممتاز زمانہ می زیست۔ نسبش
برین طریق سید مبارک بن سید فخر الدین بن سید بہار بن سید پیارہ بن سید بدرالدین
جد القبیلہ ولادت او ششم شعبان المکرم سنہ ۱۰۳۳ ثلاث وثلثین والف دست داد

در عنفوانِ شباب کمر سعی به تحصیل علم بربست - واز بدایت تا نهایت علوم بر نہج وقت واتقان تحصیل نمود - در مبادی حال نسخ تحصیلی نزد میر سید طیب بن میر عبد الواحد قدس اللہ اسرارہما و دیگر فضلاء بلگرام واطراف آن استفادہ کرد - و در سنہ ۱۰۶۱ احدی وستین والف بہ ارادہ اکتساب علم بہ دہلی تشریف برد - و در انجا مطول تفتازانی بہ خدمت خواجہ عبد اللہ المشہور بہ خواجہ خرد بن خواجہ باقی باللہ نقشبندی قدس اللہ اسرارہما گذرانید واز اول تا آخر ایام اقامتِ دہلی در خانۂ شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق قدس اللہ اسرارہما سکونت ورزیدہ و علم حدیث از آنجناب اخذ کرد و درین فن اشرف مہارتی عالی بہم رساند - وتمام عمر در خدمت کلام نبوی فنا ساخت وبہ لقب محدث بلند آوازہ گشت ولہذا اورا درین کتاب بہ قطب المحدثین یاد کردہ ایم - و ہفتم رجب المرجب سنہ ۱۰۶۴ اربع وستین والف بہ خدمت شیخ نور الحق قدس سرہٗ فاتحہ فراغ علوم خواند - وہم در دہلی روز یکشنبہ چہاردہم شوال سنہ ۱۰۷۴ اربع وسبعین والف بہ جناب میر سید عبد الفتاح العسکری الاحمد آبادی قدس سرہٗ در سلسلۂ علیہ قادریہ دست بیعت داد - وبعد احراز این ہمہ ملکات شریفہ بہ وطن اصلی عود کرد و بر مسند توکل و قناعت متکی گردید - وبقیہ عمر گرامی بہ تدریس علوم سیما حدیث شریف وریاضت ویاد باری عز شانہ صرف نمود - و در امر معروف ونہی منکر بہ جد بود وہیچکس مجال نداشت کہ در حضور اقدس سرموئی از جادۂ شرع متین انحراف نماید - بعضے فرزندان آنجناب در حین حیات ایشان قضا کردند اصلا مرتکب رسوم تعزیہ خلاف شرع نشد - وقتی

غیرت خان حاکم لکھنو به ادراک شرف خدمت آمد - خان پایچه زیر جامه دراز شکن دار نامشروع پوشیده بود - میر اعتراض کرد - غیرت خان احتساب میر را قبول داشت وهمان وقت پایچه زائد را به دست خود قطع کرد -

میر بسیار لطیف طبع نکته سنج لطیفه گو بود - وبا وصف این مهابتی داشت که زهره مردم در حضور مقدس آب می شد - ومعاش به وضع صفا ونزاکت می کرد - نشستگاه خاص وپیش مسجد حباب مصفا وپاکیزه می داشت که نموده سینه صاف دلان و دیده پاک بینان توان گفت - وگویا راقم الحروف این بیت را از زبان میر گفته باشد ؎

حباب خوش نشینم می زیم به وضع صفا		ز آب صرف بنا کرده اند منزل من

استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب ثراه می فرمود روزے شرف خدمت حضرت میر دریافتم - برائے تهیه وضو برخاسته بود ناگاه بر زمین افتاد - به سرعت تمام شتافته نزدیک رفتم بعد ساعتے افاقت آمد - کیفیت استفسار کردم بعد مبالغه بسیار فرمود سه روز است که مطلقا از جنس غذا میسر نیامد - ودرین سه روز با هیچکس لب به اظهار نه کشود ووام نه گرفت - مرا بسیار رقت دست داد - فی الفور از آنجا به مکان خود شتافتم وطعامی شیرین که مرغوب ایشان بود مهیا ساخته حاضر آوردم - اول خود بشاشت بسیار ظاهر نمود ودعاها کرد - بعد ازان فرمود سخنے گویم بشرطیکه شما گران خاطر نه شوید - گفتم حضرت بفرمایند فرمود در اصطلاح فقرا این را طعام اشراف گویند - هر چند نزد فقها اکل آن جائز است ودر شرع بعد از سه روز میته حلال - اما در طریقه فقرا اکل طعام اشراف جائز نیست من

چون این حرف شنیدم بے چون وچرا برخاستم وطعام را ہمراہ گرفتہ از آنجا برآمدم وبیرون در زمانے توقف کردم ۔ وطعام را باز آوردم وعرض کردم ۔ کہ ہرگاہ بندہ طعام را برداشتہ برد حضرت را توقع بود کہ باز خواہم آورد ۔ فرمودند گفتم حالا کہ این طعام بے توقع حضرت آوردہ ام طعام اشراف نماند ۔ حضرت میر ازین تاویل حظی کردو فرمود شما عجب فراستی بہ کار بردید وطعام را بہ رغبت تمام تناول فرمود ۔

وایضاً استاد المحققین می فرمود کہ چون علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ خدمت بخشی گری ووقائع نگاری گجرات شاہ دولا از پیشگاہ سلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ منصوب شدہ از دکن بہ بلگرام تشریف آورد ۔ واز بلگرام عازم گجرات شد ۔ مرا تکلیف مرافقت کرد ۔ قبول کردم ۔ وبہ خدمت حضرت میر ارادۂ خود اظہار نمودم فرمود عمر من بہ پایان رسیدہ می خواہم کہ درین وقت جدا نہ شوید بر جنازہ من حاضر آئید من متامّل شدم کہ رفاقت علامۂ مرحوم ضروری بود ۔ حضرت میر در مراقبہ رفت وبعد از دیر سر برآوردہ فرمود بروید ۔ امید ہست کہ یک بار دیگر ہم ملاقات دست دہد آخر چنان شد ۔ سالے کہ حضرت میر انتقال کرد علامۂ مرحوم را ضرورتے داعی شد کہ مرا از گجرات بہ بلگرام روانہ ساخت بعد وصول بلگرام در اندک فرصت میر ازین عالم رحلت کرد ۔ وامامت نماز جنازہ بہ من وصیت فرمود ۔ ملک بدہی بلگرامی ساکن محلہ سکنت از معتقدان حضرت میر اکثر اوقات حاضر الخدمت می بود ۔ روزے می فرمود فلانے ہمیشہ نزد ما حاضر می باشد ۔ اما بر جنازہ من حاضر نخواہد شد چون میر را مرض موت عارض شد ملک بدہی شبا روز خود را حاضر می داشت ۔ اتفاقاً

متعلقان میر دران ایام عسرت می کشیدند - و در عین روز وفات ملک بدہی در فکر قوت متعلقان میر جانب دہی رفت - و عقب او قضیهٔ وفات رو داد ہمین که خاک مرقد ہموار می کردند - ملک بدہی در رسید و خاک حسرت بر سر کردن گرفت -

نواب اکرم خان بن نواب شیخ میر عالمگیری در خدمت میر اعتقاد عظیم داشت و خدمات شایسته به تقدیم رساند - و میر از محله سید واره و عشیرهٔ خود بر آمده جانب شرقی شہر در میدانی اقامت گزید - و رعایا آباد کرد و مسجد و منازل سکونت تعمیر نمود - و گرد آبادی سوری محکم از خشت و گچ کشید - تا از آسیب دزدان و وحوش و سباع محفوظ باشد و بیشتر قوم حایک آباد کرد که اینہا اکثر دیندار نماز خوان می باشند - و مقرر کرد که رعایای مسلمین ہر پنج وقت در مسجد حاضر شوند و نماز را به جماعت ادا کنند - حایکی عذر آورد میر سبب استفسار کرد گفت چون به نماز می آیم از کار باز می باتم و نقصان در اجرت من راه می یابد - میر پرسید ہر روز به قدر وقت نماز چه مقدار نقصان راه می یابد گفت یک پیسه میر فرمود یک پیسه از ما باید گرفت و نماز باید خواند - قبول کرد - روزی ہمین حایک در مسجد آمد و طهارت ناکرده به نماز ایستاد - میر وحشت کرد که نماز را بی طهارت می خوانی؟ جواب داد که به یک پیسه دو کار نمی توان کرد - میر بی اختیار خنده زد و پیسهٔ دیگر برای وضو اضافه کرد - رفته رفته حایت را رغبت دلی در نماز بهم رسید و از تقاضای اجرت در گذشت - عمارت مسجد در حین حیات میر خام بود - قبل انتقال خود وصیت فرمود که کتب مرا فروخته مسجد سازند - مسجدی که الآن موجود است بعد وفات میر به اہتمام سید محمد فیض بن

سید محمد صادق که ذکرش در سلک فضلا می آید در سنه ثمانیه عشر ومائة والف تعمیر یافت۔ وصال مبارک روز دوشنبه یک پاس روز برآمده بستم شهر ربیع الآخر سنه ۱۱۱۵ھ خمسة عشر ومائة والف واقع شد۔ علامه مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی گوید ؎

مقدس گهر میر سید مبارک		چو فرمود در بحر رحلت شناه	
پے رحلتِ آن مطهر سرشت		خرد گفت تاریخ رضوان پناه ۱۱۱۵ھ	

فرزند و صاحب سجادۂ او میر سجاد طاب مثواہ فاضل بود۔ کتب درسی نزد والد ماجد خود و استاذ المحققین میر طفیل محمد قدس اللہ اسرارہما عبور نمود۔ و در نہایت خلق و شکستگی می گذرانید۔ و تخم عمل صالح در مزرع زندگی می افشاند بست و پنجم رمضان سنہ ۱۱۶۱ھ احدی وستین ومائة والف در ریاض جاودانی آرمید۔ و پایان مرقدِ والد بزرگوار متصل دیوار بیرون حریم بر یسار داخل مدفون گردید نگارندۂ اوراق گوید ؎

آن ثمرۂ شجرۂ مبارک		از دست زمانہ حیف افتاد	
تاریخ وصالِ او خرد گفت		مهمانِ بهشت میر سجاد ۱۱۶۱ھ	

مخفی نه ماند که نام سه استاد والا نژاد در ترجمه سید مبارک مذکور شد هر سه استاد عمده عمده زاده و در فضائل صوری و معنوی ذکر استاد اول گذشت۔ و ذکر استاد ثالث در فضلا می آید۔ و ذکر استاد ثانی و پیر بیعت درین جا بر سبیل اجمال تیمنًا مسطور می گردد

و خواجه محمد باقی باللہ قدس سرہٗ را دو گرامی گوهر بحر ولایت بود۔

(۴۴) خواجہ عبید اللہ المشہور بہ خواجہ کلان قدس سرہٗ

ولادتِ ایشان غرۂ شہر ربیع الاول سنہ ۱۰۱۰ھ عشر والف اتفاق افتاد۔ چون ہر دو فرزند در منتہائے عمر پدر بزرگوار پیرایہ ہستی پوشیدند۔ خواجہ محمد باقی باللہ بہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ فرمودند۔ امید از حیات کم ماندہ از احوال اطفالی خبردار باید بود۔ ہر دو طفل را کہ در ایام رضاعت بودند در حضور مبارک طلبیدہ فرمودند توجہ باید کرد حضرت مجدد حسب الامر توجہ کردند۔ بہ مشابہ کہ اثر از ناصیۂ اطفال ہویدا گشت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ بست و پنجم جمادی الاخرہ سنہ ۱۰۱۲ھ اثنا عشر والف بہ عالم قدس خرامید۔ خواجہ کلان بعد وصول بہ سن تمیز اکتساب فضائل صوری و معنوی کرد۔ و بہ پایۂ کمال و تکمیل برآمد۔ و تذکرۂ مشائخ مقدار یک لک بیت تالیف کرد۔ و شہر دہم جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۷۴ھ اربع و سبعین والف بساط ہستی برچید و در مقبرہ والد ماجد مدفون گردید۔

(۴۵) دوم خواجہ عبید اللہ المعروف بہ خواجہ خورد قدس سرہٗ

ولادت ایشان ششم ماہ رجب بعد چہار ماہ از ولادت برادر کلان در سنہ مسطور از بطن مادر دیگر دست داد۔ در صورت و سیرت با پدر بزرگوار مشابہت تمام داشت قرآن را حفظ کرد۔ و علوم عقلی و نقلی تا آخر بہ استعداد تمام کسب نمود۔ درس بہ قدرت

می گفت و برخی حواشی بر بعضے کتب درسی تعلیق کرد۔ و در سہرند در سایۂ تربیت حضرت مجدد قدس سرہٗ جا گرفت ۔ و از معارف خاصۂ ایشان فراوان بہرہ برداشت و بہ تفویض خلافت و ارشاد ممتاز گردید ۔ و بہ وضع آزادگی و وارستگی عمر بسر آورد ۔ و در ماہ و تاریخ انتقال پدر بزرگوار یعنی بست و پنجم جمادی الآخرہ روز چہار شنبہ ۹۷۵ھ خمس و سبعین و تسعمائۃ بہ رحمت الٰہی پیوست و در مقبرہ پدر بزرگوار آسائش گرفت ۔

(۴۶) میر سید عبد الفتاح العسکری الاحمد ابادی قدس سرہٗ

از کبار اولیاست ۔ مستجمع دانش رسمی و معنوی ۔ و فیض عام و مقبول تمام داشت سلسلہ خلافتش بہ چند واسطہ بنا بر طول عمر مشایخ بہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ می رسد ۔ برین طریق میر عبد الفتاح از شاہ الہداد و ایشان از شاہ غریب اللہ و ایشان از شیخ تاج الدین و ایشان از شیخ سعید و از ایشان از سید عبد الرزاق و ایشان از پدر بزرگوار غوث الثقلین قدس اللہ اسرارہم ۔

چون صیت کمالات میر عبد الفتاح بہ سامعہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ رسید ۔ استدعاء مقدم گرامی کرد ۔ و بہ اعزاز و اکرام تمام از گجرات احمد آباد بہ دار الخلافہ دہلی طلبید ۔ و در صحبت خاص برکات فراوان کسب نمود ۔ میر بعد چندی رخصت خواستہ بہ وطن مالوف برگشت ۔ و بست و چہارم ذی الحجہ ۱۰۹۰ھ تسعین و الف بہ رحمت حق پیوست عمر گرامی نود سال خوابگاہ احمد آباد ۔ رغبت بہ مثنوی مولوی روم

بسیار داشت ہمیشہ درمی گفت و شرحی در سلک تحریر کشیدہ کہ بین الناس شہرت دارد۔

(۴۷) سید مربی

بن سید عبد النبی بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم
مرید والد ماجد خود است بس بزرگ عالیشان ذات مقدس منور بود صاحب حسن شمائل
و لطف خصائل حافظ کلام مجید۔ کتب مختصرات تا حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق
نزد سید اسمعیل بلگرامی خواند بعد ازان بخدمت شیخ یس قنوجی تلمذ کرد و آخر در حلقہ درس
ملا ابو الواعظ ہرگامی تتمہ کتب گذراند و فاتحہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف عود نمودہ بہ اقتضائے
اسم شریف خود طلاب ظاہری و باطنی را تربیتہا فرمود۔ استاد المحققین میر طفیل محمد قدس
سرہ می فرمود کہ شیخ محمد عاقل اترولوی مردی صاحب کمال بود و را دیدہ بودم شیخ
علوم ظاہری از جناب سید مربی قدس سرہٗ فرا گرفت و بعد از اتمام تحصیل بخدمت بزرگی
از سلسلہ امیر ابو العلا نقشبندی اکبر آبادی قدس سرہ مرید گشت و حالتی قوی بہم رساند۔
وقتے سید مربی بہ تقریبی در قصبہ مارہرہ وارد شد و از آنجا باترولی تشریف برد۔
شیخ محمد عاقل خبر مقدم حضرت سید یافتہ استقبال کردہ و بہ ادب و نیاز تمام ایشان را
بہ منزل خود برد۔ و دستار خود را در صحن خانہ گسترد۔ و عرض کرد کہ قدم مبارک بر دستار گذاشتہ
صحن خانہ طے فرمایند چون اصرار از حد گذرانید میر ملتمس او را قرین قبول ساخت
روزے در اثنائے صحبت با شیخ محمد عاقل فرمود استماع افتادہ کہ توجہ شما بسیار موثر است

حالت بیخودی می آرد در علوم ظاہری انچہ وستمایہ مابود از شما دریغ نداشتیم الحال شما را می باید کہ توجہ باطنی خود را از ما دریغ نہ دارید۔ شیخ بہ پاس ادب استادی در مقام اعتذار درآمد۔ میر مبالغہ بسیار نمود۔ شیخ امتثال امر نمودہ مراقب نشست میر را معلوم شد کہ اگر بہ دفع نمی پردازم توجہ او موثر می افتد متوجہ دفع گردید۔ شیخ سر برآوردہ تبسم کرد وگفت من خود اول عجز خود بہ عرض رسانیدہ بودم۔ میر بتاریخ چہاردہم شعبان روز دوشنبہ ۱۱۱۷ھ سبعہ عشر ومائۃ والف جہان فانی را وداع نمود ودرین سال بست وپنجم جمادی الاخرہ میر سید احمد بلگرامی نیز رحلت کرد۔ علامہ مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی در تاریخ رحلت ہر دو می فرماید:۔ ع

میر سید احمد آن بحر سخا	مولوی سید حربی دین پناہ
ہر دو زین گلخن سرائے بے بقا	جانب فردوس سرگرد ندراہ
عالم اندر دیدہا تاریک شد	ہر دو یک پوشید زین ماتم سیاہ
تا قیامت از دل پر سوز خلق	بر مزار ہر دو سوز و شمع آہ
خواستم از بہر شان تاریخ سال	گفت ہاتف ہر دو خلد آرامگاہ ۱۱۱۷ھ

واین میر سید احمد از اولاد سید محمود اکبر ست کہ ذکرش ترقیم یافت۔ برین نہج سید احمد بن سید بدھ بن سید عبدالفتاح بن سید عبدالقادر بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ سید احمد از عمدۂ ملازمان شاہزادہ محمد اعظم شاہ بن سلطان اورنگ زیب عالمگیر بود وحکومت شاہجہان پور مالوہ ودیگر محالات بتول شاہزادہ

داشت و در ایام دولت خود عالمے را از خویش و بیگانہ بہ جود و احسان نواخت و در
شاہجہان پور بہ اجل طبیعی درگذشت و ہمانجا مدفون گردید۔ از آثار او ست قلعچہ حسین
متین در گوشہ مغرب و جنوب محلہ میدانپورہ در ۱۱۶۲ھ اثنین و ستین و مائۃ والف
نسخہ از کتاب گلزار ابرار در محروسہ اورنگ آباد بدست فقیر افتاد کہ شیخ محمد فاضل
نامی آن نسخہ را برا ے سید احمد تسوید نمودہ در ذیل کتاب عبارتی رقم زدہ ساختہ
در ینجا عبارت بعینہا نقل کردہ می شود کہ فی الجملہ احوال سید احمد از ان واضح می گردد۔

" بندۂ عاجز قاصر شیخ محمد فاضل بن شیخ اسمعیل چشتی لکھنوی ہندوی این کتاب را بہ جہت مرکز
" دائرہ مروی و مروت مہر سپہر مجد و مکرمت دُر دریاے سیادت و نقابت گوہر بحر شرافت
" و منزلت مروج مراسم ملک و ملت چراغ افروز نبوت و ولایت سید احمد بن سید بدھہ
" بن سید عبد الفتاح متوطن شگرف قصبہ بلگرام بزرگ منصبدار سرکار دولتمدار محمد اعظم شاہ
" کہ بہ تقریب خدمت فوجداری و امینی دیبالپور وغیرہ محالات صوبہ مالوا تشریف ارزانی
" داشت نوشت۔ چون از آغاز سال یک ہزار و یک صد و ہشت ہجری پرگنات سرکار
" مندو از حضور خلافت و جہانداری در اقطاع خان ذی شان افتخار خان تنخواہ گشت خان
" مذکور براے معاونت خویش و نظم و نسق و انتظام امور مالی و ملکی آن حاتم زمانہ را کہ خوان
" ابر آسمی او بار عام زمانیان است بصد آرزو و خواہش از دیبالپور بہ مندو طلبید۔ چون
" آن حدیقۂ صدیقۂ شجاعت سلوک خود را با کہ و مہ مساوی داشت پذیرائی نمودہ عزم دیدن
" خان معز الیہ نمود۔ در ہمان سال بہ قصبۂ نعلچہ تشریف آورد۔ در آن ہنگام سیادت

" شرافت دستگاه سید محمد اشرف بن سید عبدالدائم متوطن همان شگرف قصبه در رکاب خان مرقوم تلذذ
" نعم صوری و معنوی می نمودند - و احقر نیز از برکات دو بر دولت و صحبت ایشان کسب فیض
" ظاهری و باطنی می نمود - سبحان الله چون بنده شنید که آن جوهر شناس فصاحت و بلاغت
" در دائره سید محمد اشرف نزول ارزانی فرموده است به هزاران هزار خرمی و خورسندی از بنگاه خود
" برای قدمبوس شتافت - و بعد از ملازمت در نخستین تکلم از زبان گوهر افشان همین
" ترنم برآورد - که فلان اتفاق چنان افتاد که نسخه گلزار ابرار که از خط شما در کتابخانه بابو شیخ
" احمد لکهنوی به فراوان تمنا از من بستد اگر فرصت باشد از نگاشتن نسخه مسطور تکاسل
" نه کنند - همان زمان جزم من شد و بتاریخ غره رجب المرجب روز آدینه سال مذکور در نگاشتن
" کتاب همت گماشت و سید دو سه روز در صحبت خان مذکور مانده باز مراجعت به دیبالپور
" فرمود - و احقر کتاب مطلوب را به اهتمام سیادت و نقابت پناه سید محمد اشرف و
" به یاری و یاوری ایشان به تاریخ هفدهم ربیع الاول سال یک هزار و یک صد و نه روز
" جمعه وقت ظهر به اختتام آورد - بمنه و کرمه " انتهی -

و میر سید محمد بن سید احمد مسطور از خوبان روزگار و عمده رفقای نواب مبارز الملک
سربلند خان اتونی و در سرکار نواب صفدر جنگ ابوالمنصور خان نیشاپوری
که در عهد احمد شاه به پایه اعلای وزارت رسید نیز صاحب فیل و علم و اعتبار بود
و شعر فهمی خوب داشت و در حسن خلق و مروت و احسان ممتاز می زیست - و روز جمعه
هشتم ماه صفر سنه ۱۱۵۸ ثمان و خمسین و مائة و الف در دارالخلافه دهلی رخت هستی بربست

ودر جوار مرقد سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی قدس سرہٗ بپہلوے قبر نواب مبارز الملک مذکور مدفون گردید۔ میر سید محمد متخلص بہ شاعر سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل کہ ہمنام مشار الیہ اند وفیمابین روابط محبت افزون از حد بود۔ براے تاریخ وفاتش مصراع عجیبی تلاش کردہ اند۔ واین قطعہ در سلک نظم کشیدہ ؎

میر سید محمد احمد	ذاتِ او را توان یگانہ شمرد
در سخاوت نظیرِ حاتم طے	در شجاعت عدیلِ رستم گرد
زین جہان رفت ونامِ او باقیست	کی توان گفت زندہ را کہ بمرد
سال تاریخ رحلتش سعدی	زادہ طبع خود بہ بندہ سپرد
بشنو اکنون ز شاعر این مصراع	خنک آن کس کہ گوی نیکی برد
	۱۱۵۵ھ

درین مقام بہ آگاہی تمام نظر باید کرد و سرسری نباید گذاشت نسبت با درویشان چہ نسبتی است شریف ہر کس ادنی نسبتی باین طائفہ علیہ بہم رساند او را از خاک برداشتہ بہ عالمِ پاک برند واز انجمن عوام بہ خلوت سراے خواص راہ دادند مصداق این معنی معاملہ سید احمد است کہ بہ ادنی ملابسہ یعنی رحلت کردن با سید عربی قدس سرہٗ در یک سال اولاً در قول علامہ مرحوم چون دو گوہر در یک سلک انتظام یافت وثانیاً در ساحت این صحیفہ بہ ہمنشینی مقربان بارگاہ آلہی بلند پایہ شد۔ وپسر بہ تطفل پدر کامیاب گشت سبحان اللہ موافقت سال این کرشمہ وانمود موافقت حال چہ کرشمہا

داشتہ باشد تشبہ صوری مقلد موسی را باوصف کفر از غرق نجات داد۔ وفیض مصاحبت ماہیت قطمیر بدل ساختہ تاج کرامت برسر نہاد۔ خوشا سعادت مندانی کہ سر بہ فتراک درویشان بستہ اند وکلاہ گوشہ بہ تاج شاہان شکستہ ؎

آنچہ زر می شود از پرتو آن قلب سیاہ	کیمیا ست کہ در صحبت درویشان است

(۴۸) سید سعد اللہ

بن سید مرتضی ابن سید فیروز بن میر عبدالواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم مجمع البحرین فقر وفضل بود۔ ودر صغر سن باارادت جدامجد سید فیروز سعادت اندوخت ابتدای حال بخدمت ملا فیضی ساکن امروہہ کہ از شاگردان شیخ یس قنوجی بود۔ اکتساب علوم نمود۔ وآخر بہ ملا عبدالرحیم کہ قاضی مراد آباد قریب سنبل وعالم کامل وتلمیذ بلاواسطہ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی بود پیوست۔ وتحصیل فضائل کرد وفاتحہ فراغ علوم خواند وبہ وطن آمدہ برمسند تدریس نشست ومدتہا درس گفت۔ ناگاہ ورق حالش برگشت یکبار از ہمہ پرداختہ بہ حرمین شریفین شتافت۔ وبہ طواف بیت اللہ وزیارت مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذخیرۂ آخرت فراہم آورد۔ بعد چندی عنان عزیمت بہ ہند عطف نمود۔ ودر گجرات احمد آباد منزوی گشت۔ شیخ محمد طاہر احمد آبادی مرد فاضل معمر از تلامذۂ سید سعد اللہ ودر حیدرآباد دکن بافقیر برخورد۔ می گفت من شاگرد خاص سید سعد اللہ ام۔ حضرت سید در گجرات تشریف آوردند در مدرسہ مولانا نورالدین نوراللہ مرقدہٗ

اقامت گزیدند واز حجرۂ خود کم حرکت می کردند۔ شب بہ بیداری وآگاہی می گذرانیدند

وروز بہ شغل درس وافادہ مولانا نورالدین ادب واحترام بسیار بجامی آوردند۔ واکثر نزد ایشان

آمدہ می نشستند۔ وقتِ احتضار حضرت سید حاضر بودم۔ شگفتہ پیشانی بہ عالم

روحانی شتافتند۔ ودر روضۂ شاہ بھیکن نبیرۂ شاہ عالم بخاری درکنار لحد خوابیدند۔ وکان

ذلک فی السابع عشر من شوال یوم الاربعاء وقت الصبح سنہ ۱۱۱۹ تسعۃ عشر ومائۃ والف

میر محمد یوسف برادر ہمدرس فقیر تاریخ بہ اقتباس آیۂ کریمہ بر آورد "یشرب من کاس کان

مزاجہا کافورا" ۱۱۱۹ھ

(۴۹) سید العارفین میر سید لطیف اللہ المعروف بشاہ لدھا بلگرامی قدس سرہ السامی

ترجمۂ والد ایشان سید کرم اللہ بانی مسجد جامع محلہ پیشتر گذارش یافت۔ آنحضرت از کمل اولیائے

بلگرام وباعث افتخار سلف وخلف این مقام اند۔ لقب ایشان سید العارفین

وسید الاولیاست ازآنجاکہ شوق الٰہی وذوق نامتناہی در اصل فطرت عالی ودیعت

بود۔ در تباشیر ایام شعور با طائفہ خدا شناسان سری داشتند۔ وصحبت جم غفیر این گروہ

والاشکوہ دریافتند۔ مرشد اسبق ایشان شاہ اعظم اند قدس سرہ در عنفوان شباب

ہمراہ پدر بزرگوار بجانب بنگالہ تشریف بردند۔ ودر آنجا بخدمت شاہ اعظم ریاضتہا

کشیدند۔ ومراتب بلند ومدارج ارجمند طے کردند۔ بعد ازان برائے کسب معاش

لابدی نوکری نواب نجابت خان اختیار نمودند۔ ودر جماعۂ چہل تن از شجعان کہ

نواب ایشان را احمت از نگاه می داشت منسلک شوند - و بعد چندی در عمر بست و دو سالگی
دل از علائق صوری بالکلیه بر گرفتند - و اکثر بلاد هند را سیاحت کردند - و دار السرور
برہانپور خدمت شاہ برہان راز آلہی قدس سرہ ادراک نمودند - و چندی در خانقاہ
شیخ اقامت گزیدند - و از صحبت ایشان تمتعی فرا گرفتند - اما مشیت آلہی در اندک
فرصت صورت مفارقت وا نمود - آن جناب از فقدانِ صحبت شیخ متاسف
شدند - ہمدران حالت در واقعہ می بینند کہ شیخ بہ جانب ایشان التفات می نمایند
و بہ دو دست مبارک خود غالیہ در جامہ ایشان می مالند - ازین بشرہ روح پرور ان لربکم
فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لھا - استشمام کردند و عنقریب بہ صحبت میر عبد الجلیل
قدس سرہ رسیدند و فیضہا بر گرفتند - و در یافت غالیہ را بہ ملاقات میر تعبیر نمودند -
میر از اکمل اصحاب شاہ برہان قدس سرہ بودند - و در لباس نوکری از فہم خلق دور می زیستند
حضرت شاہ برہان راز آلہی برہانپوری متوفی در ۱۰۸۳ سنہ احدی و ثلثین و الف و ایشان
مرید سید لشکر محمد عارف متوفی در ۹۹۳ سنہ ثلث و تسعین و تسعمائۃ و ایشان مرید محمد غوث
گوالیاری قدس اللہ اسرارہم مجموع این اکابر قافلہ سالاران شاہراہ ولایت - و جرس
جذبانان کاروانِ شہرت اند - فقیر را عبور بر برہانپور بارہا اتفاق افتاد - و سعادت
زیارت قبور طیبہ دست داد و چون شہر برہانپور گرد بسیار دارد نوعے کہ ہیچ شہر بہ گرد او
نمی رسد - از فیض روحانیت سید لشکر محمد عارف توجہی بہ خاطر فقیر رسید و لباس
نظم پوشید ؎

فتادہ بسکہ گذر لشکر محمد را		غبار خیز بود کوچہ ہائے برہانپور	

القصہ حضرت سید العارفین بعد ایامی بجانب کالپی حرکت کردند۔ و بروبیت جمال باکمال میر سید احمد بن میر سید محمد قدس اللہ اسرارہما فایز گشتند و بہ تحصیل سعادت ارادت دست بہ عروۂ وثقی زدند۔ حضرت سید را نسبت بہ آنجناب نظری و عنایتی خاص بود۔ در وقت بیعت فرمودند ما ہر دو یک ذاتیم۔ و این بیت بر زبان مبارک آوردند ؎

اینجا ز فیض پیر مغان بزم وحدت است		در پردہ دار دیدۂ کثرت نمائی را	

و این عنایت مشابہ است بہ عنایتی کہ میر سید محمد دربارۂ میر سید احمد نمودند و فرمودند محمد و احمد یکے است۔ شاہ فضل اللہ خلف الصدق میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما فرمودہ اند کہ حضرت سید در وقت ارتحال بہ فرزندان خود وصیت کردند کہ خلفاء جد و پدر شما بسیار اند اگر بہ فقر درویشی عامہ خواہید در صحبت ہر کدام حاصل می تواند شد۔ و اگر درویشی خواص منظور باشد صحبت میر سید لطیف اللہ مغتنم باید شمرد۔ و نیز شاہ فضل اللہ فرمودہ اند شراب ناب میخانہ سید احمد شاہ لدہا نوشیدند و دیگران درد چشیدند۔ و آن جناب باخرقۂ خلافت و مثال اجازت سلاسل خمسہ یعنی چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و مداریہ و ودائع موفورہ رخصت انصراف یافتہ بہ بلگرام تشریف آوردند و قریب ہفتاد سال در گوشہ انزوا قدم افشردند و بہ افاضۂ انوار معنوی شہر را چراغان کردند طریقۂ انیقہ در تربیت طالبان آن بود کہ گاہے بہ کرشمہ کار طالب می ساختند و گاہے

به ریاضت و مجاهده مشغول می گردند و ریاضات شاقه که آدمی را مزمن سازد نمی فرمودند
و اگر در اربعین می نشانند اغذیهٔ لطیف می دادند - می فرمودند باعث قوام انسان
غذا است اگر تندرست است جهاد نفس از و خوب می آید - و اگر ناتوان قصور واقع
می شود - و از دلق پوشیدن و مرقع دوختن و خود را در نظر خلق وانمودن منع می کردند
و از تاہل و کسب معاش که سنت سنیه انبیا است علیهم الصلوٰة والسلام باز نمی
داشتند می فرمودند مرد آن است که ظاهرش با معامله خلق متفق باشد و باطنش
دریاد مولی مستغرق و فتوح را ذخیره نمی ساختند و هر چه از غیب می رسید کشاده پیشانی
صرف می کردند - وجز فقرا و وارد و صادر شهر می گرفتند و اکثر اوقات خصوص آخر شب
به سیر صحرا بر می آمدند می فرمودند سیر صحرا دلکشا است سرش این که صحرا نسبتی به مرتبهٔ اطلاق
دارد و شهر نسبتی به مرتبه تقید - سخن در کمال خوبی و رنگینی و تمکین ادا می فرمودند و هر گاه از
حقائق و معارف سخن می رفت تمام ذوق و شوق از زبان اقدس می تراوید - و مستمع
را حالتی و کیفیتی دست می داد - صاحب کمالاتی که به حضور مجلس انور مستفید شده
اند اتفاق دارند که کیفیتی و حلاوتی که در مجلس اشرف یافته ایم جای دیگر کمتر یافته ایم
و با آنکه سن عمر از صد تجاوز کرد حالت ذوق و شوق در عنصر مبارک همان تازه بود سلطان
ابوسعید بن شاه فضل اللّٰه بن میر سید احمد قدس اللّٰه اسرارهم می فرمودند - وقتی
از میر شاه لدها پرسیدم نماز تهجد خوانده می شود فرمودند سالها است که شب مژه
بهم نمی رسد اما نماز تهجد از دیوانگی دل میسر نمی آید و صلوٰة فریضه بے اختیار ادا می کنم و

واز عجائب مختارات والا این که اگر عارضۂ جسمانی روی داد هر چند صعب بودی از احتماء پرهیز می کردند و برخلاف ایام دیگر در اغذیہ تکلفات بہ کار می بردند هر چند اطبا در ممانعت می کوشیدند حرف ایشان فائدہ نمی کرد- واین معنی ناشی بود از کمال توکل بذات حکیم مطلق تعالی شانہٗ از انفاس قدسیہ است دو که دید محمد مشکل تر از دید خدا است ایضاً لیلی را محمل ضرور است یعنی احسن آنست کہ هر حقیقت در پردہ مجاز گفتہ شود تا از چشم زخم ناقصان محفوظ ماند- ایضاً اسلام عبارت از نفی وجود خویش و اثبات وجود حق است ایضاً محمد نام تشبیہ است واللہ نام تنزیہ- ایضاً شریعت لباسے مردان است- ایضاً شریعت رنگ است وحقیقت بو چون گل هر دو جامع جهتین آمد بر سائر گلہا تفوق یافت- وچون لالہ یاسمن هر کدام منفرد افتاد آن مرتبہ نیافت ؎

کنارہ گرد خطرہائے بیکران دارد		میانہ روز دو جانب نگاهبان دارد	

روزے یکے از اعیان مشائخ بر قولی کہ از آنجناب منقول بود خوردہ بیجا گرفت مخاطب فقیر بودم- ملتفت جواب نہ شدم- همان روز قولی از تحریرات شیخ مذکور شد وشخصے عمدہ آن را رد کرد- شیخ سخت متاثر گشت وآن نوشتہ در حضور شیخ حسب الاشارہ شیخ بردست فقیر چاک گردید- فاعتبروا یا اولی الابصار رحلت آن جناب شب یکشنبہ چہاردهم جمادی الاولی ۱۲۴۳ھ ثلث واربعین ومأتہ والف واقع شد کاتب الحروف از کلام ربانی این دو تاریخ برآوردہ- فی جنات النعیم- وهم رزقهم فیها بکرۃ وعشیا مرقد منورہ در جوار حویلی سکونت میر نوازش علی سلمہ اللہ تعالی اصحاب

سجادہ بر مزار فایض الانوار عمارتی و مسجدی بنا کردہ اند راقم الحروف در ماہ جمادی الاولی ۱۱۳۷ھ سبع وثلثین ومائۃ والف در سلسلہ علیہ چشتیہ با حضرت ایشان بیعت کردہ و از ذات قدسی آیات فیضہا اندوخت۔

(۵۰) میر عظمت اللہ

ثمرۂ شجرہ سید العارفین قدس اللہ اسرارہما خاص الخاص طائفہ علیہ صوفیہ اند۔ و از مشرب وحدت وجود چاشنی بلند داشتہ اند اگرچہ ایام زندگانی در ملازمت امرا بسر آوردند اما ہمہ وقت جمال بے رنگی در آئینہ رنگ دیدہ اند و غنچۂ جمعیت از شاخسار تفرقہ چیدہ و اصل طریقۂ سید العارفین ہمین است کہ ظاہر مشابہ عوام باشد و باطن مماثل خواص انبیا کہ اخص الخواص اند علیہم الصلوٰۃ والسلام اشبہ بہ عوام بودہ اند و بہ طور سائر الناس بسر بردہ و کسانے کہ جادۂ کمال تبعیت می پیمایند ہمین رویہ مستقیمہ اختیار می نمایند۔ شناخت مردان آلہی کار ہر کس نیست۔ صاحب بصیرتے باید کہ محقق را در لباس مقلد دریابد عوام از نقصان حس در غلط افتند و ایشان را از جنس خود شناسد نعم مدار اعتقاد عوام بر امتیاز وضع است شخصے را کہ وضع سائر الناس ممتاز یابند ولی پندارند۔ و سررشتۂ اعتقاد بہ دست آرند طعن مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق شاہد حال است وخطاب او یکون لک بیت من زخرف او ترقیٰ فی السماء مصداق این مقال۔ حضرت مجدد قدس سرہ در مکتوب دو صد و ہفتاد و

دوم از مجلد اول می نویسند که انبیاء علیهم الصلوٰة والتسلیمات در بسیارے از احکام

در رنگ عوام زندگانی می نمایند و در معاشرت با خلق و با اہل و عیال مثل ایشان معامله

می فرمایند اخبار حسن معاشرت خیر البشر با اہل و عیال خود علیهم الصلوٰة والتسلیمات مشہور است

و منقول است که روزے سید البشر علیه و علی آله الصلوٰة والسلام تقبیل ابنا بین

می فرمودند و به انبساط تمام با ایشان معاشرت می نمودند۔

شخصے از حاضران گفت یا رسول الله من یازده پسر دارم ہرگز یکے را بوسه

نه کردم حضرت فرمودند علیه و آله الصلوٰة والسلام که این رحمت است به بندہائے

رحیم خود عطا می فرماید و چون اخص خواص در بعضے اوصاف به عوام مشارک اند اگرچه

شرکت به اعتبار صورت باشد۔ ناچار عوام از نارسائی خود از کمالات ایشان قلیل النصیب

اند و ایشان را در رنگ خود ہا خیال می کنند و آنکه در اوصاف و شمائل از ایشان جدا

بود او را می گردند و بزرگ می دانند از ینجا است که اوصاف و اخلاق اولیا که از اوصاف

و اخلاق ایشان که مشابه اخلاق ایشان است اگرچه آن اخلاق در انبیا موجود

بودند علیهم الصلوٰة والتسلیمات۔

بشنو نقل کرده اند از مخدوم شیخ فرید گنج شکر چون یکے از فرزندان ایشان

می مرد و خبر موت به ایشان می رسید ہیچ تغیرے در ایشان راه نمی یافت و می گفتند سگ بچه مرده است

بیرون پرتابید۔ و چون فرزند سید البشر ابراہیم نام علیه و علی آله الصلوٰة والسلام فوت کرد

حضرت پیغمبر علیه و علی آله الصلوٰة والسلام بروے گریه کردند و محزون گشتند و فرمودند

انا بفراقك يا ابراهيم لمحزونون به تاکید و مبالغه بیان حزن خود فرمودند۔

گنج شکر بهتر است یا سید البشر نزد عوام کالانعام معامله اولی بهتر است و آن را بے تعلقی می دانند و ثانی را عین تعلق و گرفتاری می انگارند۔ اعاذنا الله سبحانه عن معتقداتهم السوء

و چون این دار دار آزمائش و ابتلا است عوام را مشتبه ساختن و در شبه انداختن عین حکمت و مصلحت است اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه بحرمة سید البشر علیه وعلی آله واصحابه من الصلوة افضلها ومن التسلیمات اکملها۔ اکنون سر رشته مطلب اصلی بدست آریم۔

میر عظمت الله بسیار خوش صحبت سنجیده وضع مقبول دلها بودند و در کمال حسن خلق و تهذیب آداب می زیستند۔ در تصوف رسائل دلپذیر پرداخته اند و شعر بشیر موحدانه ادا ساخته تخلص ایشان بیخبر است۔ فی الواقع باخبر بے خبر بودند۔ و بر قول حضرت لسان الغیب قدس سره عمل می کردند که ؎

مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز		ورنه در مجلس رندان خبرے نیست که نیست

برخی از اشعار ایشان در دفتر شعر اقلمی می گردد۔ وفات ایشان روز دوشنبه بست و چهارم ذی القعده ۱۱۴۲ھ اثنین واربعین ومائة والف در دهلی اتفاق افتاد۔ در وقت احتضار مردم استفسار کردند که اگر حکم شود نعش را بلگرام روانه کنیم۔ و اگر درین شهر مکانی اختیار افتد اشاره فرمایند که موافق آن عمل نموده شود۔ فرمودند این مشت خاک را هر جا خواهید به پرتابید۔ و نیز در حین احتضار شخصے که او را در مسئله وحدت وجود با ایشان

راه سخن بود پس سید حالا چہ می فرمایند۔ جواب دادن سخن مردان یکی ست۔ قبر ایشان
در جوار مرقد سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہٗ۔ بر سر شاہراہ
متصل دیوار شرقی باغ دریاخان لقائے اعظم شاہ بن سلطان اورنگ زیب
و قبر سید درویش ہمانجا برابر قبر ایشان واقع شدہ۔ قبر میر عظمت اللہ جانب غرب
است و قبر سید درویش جانب شرق۔ و این سید درویش برادر اعیانی شاہ رحمت
اللہ است کہ ذکر شریف او می آید۔ و ہم عمر و ہم دست میر عظمت اللہ بیخبر اسمی با مسمی
بودہ و نشاء فقر بلند داشتہ۔ و با وصف تاہل در کمال وارستگی می گذرانید
آخر کار از ہمہ گذشتہ در شاہجہان آباد منزوی گردید۔ و بقیہ ایام زندگانی را بے تعلقانہ
بسر آورد تا آنکہ بہ رفیق اعلی پیوست۔

(۵۱) میر نوازش علی سلمہ اللہ تعالی

فرزندزادہ صاحب سجادہ سید العارفین قدس سرہٗ ولادت ایشان نوزدہم شہر
رمضان المبارک ۱۱۲۴ھ اربع و عشرین و مائۃ و الف دست داد و از ابتداء سن تمیز تا عنفوان
شباب در حجر عنایت جد بزرگوار تربیت یافتہ اند۔ و حظی کامل و نصیبی وافر اندوختہ
و در عمر نہ سالگی بہ بیعت والا شرف اندوز گشتہ۔ سید العارفین را با ایشان ورائے رشتہ
فرزندی عنایتی و محبتی خاص بود۔ چون والد ایشان میر عظمت اللہ بیخبر شش ماہ پیش
از رحلت سید العارفین قدس سرہٗ ازین عالم انتقال کردند۔ سید العارفین قریب بہ زمان

ارتحال خود میر نوازش علی را بہ خلافت واجازت ممتاز ساختند وخرقۂ خلافت کہ از مرشد برحق میر سید احمد قدس سرہ پوشیدہ بودند۔ بدستِ مبارک خود میر را پوشانیدند الیوم میر وارث کمالاتِ جد بزرگوار اند۔ صاحب مشرب بلند۔ ومعارفِ ارجمند۔ دوام اوقات بہ یاد آلٰہی معمور می دارند۔ وطالبان را سرمۂ بینائی در چشم می کشند زاد اللہ عمرہٗ۔

(۵۲) میر سید نور الحق سلمہ اللہ تعالیٰ

خلف الصدق دوم سید العارفین وداماد صاحب البرکات سید برکت اللہ بلگرامی کہ ذکر شریفش می آید۔ ولادت ایشان در سنہ ۱۰۹۶ است وتسعین والف اتفاق افتاد علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل لفظ "بخت مند" تاریخ یافتہ اند۔ از آغاز ایام شعور خود تا انجام حیات سید العارفین در ظلِ رافت ابوت تربیتہا یافتہ اند۔ وراہ بہ مقصد اعلیٰ بردہ از بلگرام کم بر می آیند ومحل سفر در وطن معمورۂ ومعنیٔ می آرایند۔ الا گاہ گاہ بہ سلسلۂ جنبانی قرابت جانبِ قصبۂ مارہرہ کہ اقامت گاہ حضرت صاحب البرکات است قدس سرہٗ حرکت می کنند۔ سید العارفین قدس سرہ قبل زمان ارتحال خود ایشان را بہ اجازت ارشاد طالبان مورد عنایت ساختہ اند بعد از رحلت والد ماجد پائین مزار فایض الانوار مقیم اند۔ ودائم الاوقات بر جادۂ خدا پرستی ورہنمونی مستقیم مد اللہ حیاتہٗ۔

(۵۳) سید نور اللہ قدس سرہٗ

برادر صغیر اعیانی سید العارفین شاہ لدہا بلگرامی صاحب دل بریان و دیدہ گریان خدا دوست ۔ دنیا دشمن ۔ ابتداء حال در طلب علم دامن برزد و بخدمت شیخ ابوالفتح ساکن نیوتنی من توابع اودھ تلمذ نمود ۔ و فاتحہ فراغ خواند ۔ ملا ابوالفتح از اولاد قاضی ضیاء الدین است کہ از اعیان نیوتنی بود ۔ و بہ احمد آباد رفتہ بہ خدمت شیخ وجیہ الدین علوی قدس سرہٗ کسب کمال نمود و فضیلت برجستہ بہم رسانید ۔ شیخ اورا مورد عنایت خاصہ ساخت ۔ و صبیۂ خود در سلک تزویج کشید ۔ قاضی ضیاء الدین بعد چندی با حلیلۂ خود بہ وطن اصلی عود کرد ۔ ملا ابوالفتح در ایام شباب بہ شوق تحصیل علم در قصبات متردد گردید ۔ و از ملا محمد زمان ساکن کاکوری و دیگر فضلاء عصر تحصیل نمود ۔ بعد ازاں بہ خدمت میر سید حسین شاگرد رشید میر زاہد رفت و چندی تلمذ کرد ۔ آخر کار بہ خدمت میر زاہد شتافت و تحصیل را بہ انتہا رسانید ۔ و بہ وطن اصلی معاودت نمود ۔ و دست بیعت بہ شیخ پیر محمد لکھنوی داد و مدۃ العمر بہ درس و افادہ مشتغل گشت ۔ و مردم بسیار سے را فیض رسانید ۔ القصہ سید نور اللہ بعد فراغ از تحصیل جانب دہلی رفت ۔ و در جوار مرقد مقدس سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہٗ معتکف گردید ۔ در ایام اعتکاف بعضے امراء سند یومیہ و اراضی مدد معاش بہ خدمت آوردند ۔ دست رد زد ۔ و سند را پارہ کرد ۔ آخر بہ خدمت سید العارفین قدس سرہٗ

مرید شد و ریاضات شاقه فوق الطاقه کشید۔ و حالت عجبی بهم رسانید شبها چشم
کم برہم می زد۔ اکثر اوقات می گریست گاہے در رکوع و گاہے در سجود شب را صبح
کردی۔ و مصداق حدیث شریف حتی تورمت قدماه مشاہدہ شدی۔ و احیاناً حالتے
روی داد کہ تا یازدہ روز بیشتر بہ اکل و شرب نمی پرداخت روزے ایستادہ بود خواست
تا آفتابہ برائے وضو از زمین بر دارد خم شد ناگاہ حالتے طاری شد کہ تا سہ روز
بہ ہمان شکل رکوع خم ماند۔ اکثر بہ دیوانگی می زد۔ و بے طاقتی ہا می کرد۔ و گریبان چاک
می گشت۔ زر و سیم بہ دست نمی گرفت۔ می فرمود این مردار است۔ دست آلودن
باین جائز نیست۔ از بس تشرع لوائے احتساب بر دوش داشت روزے قلندرے
از طائفہ بے قیدان نزد سید العارفین نشستہ بود ناگاہ آواز مزماری بہ گوش رسید
قلندر گستاخانہ بہ خدمت سید العارفین گفت جائے کہ مزامیر است روان باید شد
سید نور اللہ از راہ زجر گفت در آنجا چیست؟ قلندر گفت اللہ است۔ سید نور اللہ
برخاست و گفت برخیز اللہ را بنما قلندر گفت نجاست را از خود دور کن۔ گفت نجاست
چیست۔ گفت این لباس دنیوی کہ در بر تست۔ سید نور اللہ دستار بر زمین زد و جامہ
چاک کرد و گفت بیا اللہ را بنما۔ قلندر را حیرت دست داد و در مقام عجز و تضرع
در آمد۔ سید نور اللہ تنگ گرفت آخر سید العارفین درمیان آمدہ قلندر را از دست ایشان
وارہانیدند۔ شبے نماز تراویح بہ جماعت میخواندند۔ امام بر سر این آیہ رسید فلیضحکوا قلیلا
ولیبکوا کثیرا در عین نماز بیہوش افتاد۔ و تا چند روز از گریہ نیاسود۔ و وقتے او را

درطے این راہ مشکلے پیش آمد۔ بہ خدمت سید العارفین اظہار کرد۔ حضرت شغلہا فرمودند عقدہ وانہ شد۔ آخر فرمودند۔ برو قرآن مجید حفظ کن۔ چند جزو از قرآن حفظ کردہ بود کہ عقدہ انحلال پذیرفت آمدہ بہ پاے حضرت افتاد و باقی قرآن یاد کردن گرفت۔ بست و پنج جز یاد کردہ بود کہ درین اثنا ہر دو قدم او از کثرتِ قیام شبہا آماسید و بہ ہمان عارضہ قدم ازین عالم بیرون گذاشت در وقت احتضار او را پرسیدہ اند کہ تمناے بہ خاطر دارید۔ فرمود ہمین تمنا با خود دارم کہ پنج جزو از قرآن باقی ماندہ فرصت حفظ نیافتم۔ وفاتش سیزدہم ماہ شعبان ۱۱۱۳ھ ثلاثہ عشر و مائۃ والف واقع شد۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ[۱] بشراکم الیوم جنات ۱۱۱۳ھ تاریخ یافت بعد از فوت او مردم خانہ قرآن تلاوت او را گم کردند و متاسف شدند شخصے او را در واقعہ نمود کہ قرآن در خانۂ فلان کس در فلان محل است۔ چون خبر گرفتہ اند ہمانجا یافتہ اند رحمۃ اللہ علیہ

(۵۴) سید محمدی قدس سرہٗ

بن سید بدیع الدین عرف سید نتھا بن سید تاج الدین حجرہ نشین مذکور قدس سرہٗ اسبق الخلفاء سید العارفین است در صغر سن کلام اللہ را از بر کرد و بہ خدمت مولوی عبد الغفور ہتولی بلگرامی تلمذ نمود۔ و کتب درسی را مرتب گذراند۔ و بہ تحصیل ارادت سید العارفین ابواب سعادت بر روے خود کشود۔ و جادہ سلوک بہ قدم آگاہی در نوردید

[۱] سورۃ الحدید آیہ۔ ۱۲ (بشراکم الیوم جنات ۱۱۱۳ھ۔)

ومبتدی را به منتهی رساند۔ وبه لبس خرقه خلافت واجازت پیرایه کرامت دربر کرد۔ ومقید به خلوت گزینی نه گشت۔ وبا شاه عالم بهادر شاه بسر می برد۔ بادشاه ادب واحترام بسیار می کرد۔ روزے در خلوت با پادشاه حرف می زد۔ در اثنائے کلام دست بر زانوے بادشاه می رسانید ناظرے گفت قواعد ادب نگاه باید داشت۔ بادشاه ناظر را منع کرد وفرمود اہل اللہ را در ہیچ حال تعرض نه باید کرد۔ بسیار عالی مشرب بلند حوصله بود وقوت باطن به درجۂ کمال داشت۔ ہر صاحب دلے که با او بر می خورد مطیع ومنقاد می گشت روزے با یکے مشائخ ملاقات نمود حرف توحید درمیان آمد۔ شیخ را رقتے دست داد گفت سقائی می کنی۔ شیخ گفت این سخن را ماهم می دانم۔ سید گفت این سخن نفس است در توحید من وتو گنجایش نه دارد۔ وفاتش در ۱۱۲۳ھ ثلث وعشرین ومائة والف اتفاق افتاد۔ خوابگاهش باغ شمالی محله میدان پوره نزدیک مزار شهدا طرف آبادی حیدر آباد[۵۱] ودرہمین سال قاضی محمد حافظ که ذکرش می آید درگذشت۔ علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل می فرماید ؎

چون میر محمد وقاضی حافظ	گشتند به رضوان الٰہی واصل
بردند بیک سال سوی جنت راه	ہاتف تاریخ گفت۔ رضوان اللہ ۱۱۲۳ھ

(۵۵) سید برکت اللہ الملقب به صاحب البرکات

بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم۔

[۵۱] این حیدر آباد محله الیست من محلات بلگرام۔

شاہبازی است آشیانش سدرۃ المنتہی وبکہ تازی ست میدانش سموات علی شعشعۂ ولایت از جبینش پیدا۔ وجبروت فقراازناصیۂ اش ہویدا مدۃ العمر سر برآستان خالق گذاشت وقدم بردر مخلوق نہ فرسود۔ امیر وفقیر فرش آستانش بودند۔ وگوئے سعادت عرصہ علوی وسفلی می ربودند۔ اگرچہ اوائل حال دست بیعت بہ جناب سید مربی بن سید عبدالنبی بلگرامی قدس اللہ اسرارہما داد۔ امااز مبادی عہد شباب تاآغاز ایام کہولت صحبت سید العارفین قدس سرہٗ لازم گرفت۔ وعقیق استعدادش بہ فروغ باطن اقدس رنگ کمال پذیرفت۔ واز مشرب خاص آن حضرت حظی ستوفی اندوخت وسند خلافت واجازت اخذ نمود۔ سید العارفین را نسبت بہ ایشان معاملات معنوی خاص بود ومکاتیب محتوی براسرار حقائق ومعارف اکثر بہ نام مشار الیہ شرف صدور یافت بسیارے ازان مکاتیب درنسخہ انیس المحققین مندرج است وطالبان را از مطالعۂ آن حظ روحانی حاصل می شود۔ ونیز صاحب البرکات بہ دار الولایۃ کالپی رفتہ ازخدمت مخدوم زادہ قدس سرہٗ التفاتہا وعنایتہا مبذول داشت۔ وبہ عطاے شال خلافت پایہ اش بلند گردانید۔ وبہ اعزاز واکرام فراوان رخصت فرمود صاحب البرکات ہمین سلسلہ را جاری کرد وبہ علاقہ مرقد بزرگوار خود سید عبدالجلیل قدس سرہٗ بہ قصبہ مارہرہ من توابع مستقر الخلافۃ اکبرآباد تشریف برد۔ ودران مقام طرح توطن ریخت۔ وجلوہ ظہورش عرصۂ آفاق را فرا گرفت۔ خلائق بے شمار از اطراف واکناف از یمن تربیتش بہ مقصد اعلیٰ پیوستند۔ واوراق تفرقہ را شیرازہ جمعیت بستند۔ ہموارہ

دستِ ایثار کشاده می داشت و ذخائر مثوبات اخروی فراہم می آورد۔ تصانیف ایشان رسالہ مسمی بہ سوال وجواب ورحل معانی حقائق ورسالہ مسمی بہ چہار انواع درآداب ورسالہ مسمی بہ عوارف ہندی کہ امثال زبان ہندی را بہ سمت معانی حقائق کشیدہ۔ و لطافتہا بہ کاربردہ۔ و دیوان شعر موجزی ومثنوی موجزی مسمی بہ ریاض عشق ورسالہ مسمی بہ بیم پرکاس مشتمل بر اشعار ہندی قدری از اشعار فارسی وہندی ایشان در فصلین آخرین دفتر ثانی ایراد نمودہ می شود انشاء اللہ تعالی۔ تولد آن جناب در ۱۰۷۰ سنہ سبعین والف دست داد۔ عظیم الہدی تاریخ است۔ وروز عاشورا ۱۱۴۲ سنہ اثنین واربعین ومائۃ والف عنان از عالم سفلی تافت۔ وبا روح مقدس امام علیہ السلام بہ گلگشت فردوسِ اعلی شتافت۔ عمر شریف ہفتاد و دو سال وقبر لطیف در مارہرہ یزار ویتبرک بہ وچون روز عاشورا روز شہادت امام علیہ السلام است مجمع عرس ایشان پانزدہم محرم مکرم قرار دادہ اند راقم الحروف گوید ع

بیدار دلی رفت سوی محفل قدس	بربست ز صحرای جہان محمل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد رقم	صاحب برکات وصل منزل قدس ۱۱۴۲ھ

(۵۶) سید آل محمد رحمۃ اللہ تعالی

بن سید برکت اللہ مذکور قدس سرہ نوزدہم رمضان المبارک روز پنجشنبہ ۱۱۱۱ھ سنہ احدی عشر مائۃ والف در بلگرام متولد گردید۔ و در ظل رافت پدر بزرگوار خود تربیت باطنی

یافت - وخرقہ خلافت پوشید - وبہ اجازت سلاسل خمسہ سلاسل سعادت بہ دست آورد

وبعد رحلت والد بزرگوار بہ دار القرار بر سجادہ آبائے کرام قرار گرفت واز سید العارفین قدس سرہٗ نیز التماس خلافت نمود - حضرت قدس سرہٗ بہ ارسال خلافت نامہ ودستار مبارک سر افتخارش بہ آسمان رسانیدند - مشار الیہ در مارہرہ کوس مشیخت می نواخت - وحمایے شریعت را بہ جد تمام نگاہبانی می کرد - ودر ازالۂ امراض قلبی مسیحائی داشت - وسر گشتگان وادی شوق را از تلوین بہ تمکین می آورد - وبہ اتباع سنت سنیۂ نبوی تیر خوب می انداخت ودست وبازویش بہ صفائے شست تیر وکمان را می نواخت - وبیشتر اوقات بہ کتب تصوف خصوص مولفات والد ماجد خود مشتغل بود - ومردم بسیار از اطراف واکناف بہ ارادت او کامیاب بودند - سید بتاریخ پانزدہم ۱۱۶۴ھ ربیع وستین ومائۃ والف در نزہت کدۂ قدس خرامید - ودر مارہرہ مدفون گردید - مولفِ اوراق گوید ؎

چراغِ آل عبا شمع دودمانِ علا	فزود جلوۂ او رونقِ حریم بہشت
افادہ کرد بہ من سال رحلتش ہاتف	نصیب آل محمد بود نعیم بہشت ۱۱۶۴ھ

(۵۷) سید نجات اللہ المعروف بہ شاہ میان سلمہ اللہ تعالی

بن سید برکت اللہ مسطور قدس سرہٗ مجمع فضائل وکمالات است - ومستجمع شرائف حالات صاحب خلق عظیم - وجود کریم - ولادت او در ۱۱۱۷ھ سبعۃ عشر ومائۃ والف در بلگرام اتفاق افتاد - وہمین جا نشوونما یافت - واز اول عمر تا آخر ثمرات معارف از شجرہ طیبہ والد

بلند قدر برچید - وحظی وافر از لذات روحانی فرا گرفت - وپس از انتقال آن بزرگوار
سجادهٔ ارشاد را رونقی تازه افزود - وبه خدمت سید العارفین قدس سرہٗ عریضه متضمن
استدعاء خلافت والا به قلم آورد - جناب ایشان قدس سرہٗ به عنایت مثال خلافت
ودستار فیض آثار نوازش فرمودند - الیوم در مارهره رایت هدایت می افرازد - وداوركان
طرق کثرت را به دائره وحدت می کشد - ودر احیاسے قلوب فیض مسیحائی دارد
وبا دل شکستگان لطفش کار مومیائی می کند طبعش وقاد داشت - وذهنش نقاد
به قماش شعر نیک می رسد - واوقات را به تلاوت قرآن ومطالعه کتب حدیث
وتصوف وحق پرستی معمور می دارد - وعالمے از ان دیار به شرف ارادت او مستفیض
است صاحب البرکات قدس سرہٗ در بعض رسائل خود موعظتی به هر دو فرزند ارجمند
خود قلمی فرموده هر دو برادر به مفهوم آیه کریمه وتعیها اذن واعیه بر آن کار بستند
وبه توفیقات ربانی وتائیدات یزدانی فائز گشتند - عبارت موعظت در این
جا بعینها نقل کرده می شود -

"آل محمد ونجات الله سلامت باشند - این چند نصیحت نوشته شده بر آن عمل نمایند واین رساله
"راهمواره با خود دارند باید که مشغول به یاد الٰہی باشند - وبه کتب فقه وسلوک الفت نمایند
"واز مقام خود ها جنبش نه نمایند - وبه خانهٔ مخلوق ومردم دنیا نه روند - وبه زیارت قبور وبه
"دیدن عالمے که دلی داشته باشد یا آنکه ظاهر او به دین ودیانت آراسته باشد البته
"روند - ودیدن او را سعادت کونین دانند - وبه هیچ کارے ومطلبی به حاکم وبه کسی رجوع

دو نہ کنند کہ سازندۂ کارہا کارساز است۔ وحسبتہ للہ برائے کار خلق باہر کس تملق ولجاجت

دو نمایند کہ باعثِ ثواب است۔ روزے حاکمی با این عاجز برائے کارے مخالفت کرد

دو درگذر کردہ شد۔ اکثر عزیزان بہ او ملتجی شدند قبول نہ کرد وگفت اگر فلانی مرا رقعہ نویسد

دو ازین کار وانکار بگذرم۔ عزیزان بہ این محتاج الی اللہ تقاضائے رقعہ نوشتن بہ کد وجہد

دو پیش کردند ناچار این بیت نوشتہ شد ؎

دو	آنکہ رخسار ترا رنگ گل ونسرین داد		صبر وآرام تواند بہ منِ مسکین داد

دو خواند و باز آمد۔ وموافقت نمود۔ بہرحال دریا دل باشند وبہ آن ففروا الی اللہ ولاتقنطوا

دو من رحمۃ اللہ وتوکلوا علی اللہ بردل وجان وزبان جاری دارند۔ وطریقۂ ظاہر را

دو بہ اسلوب لاردولا کد پیش سازند۔ وشعار دین را ہرچہ تقلید وتکلف کردہ آید دریغ نہ کنند۔

دو جاہدوا فی سبیل اللہ آرے جہاد اکبر ہمین است کہ خود را آرام نہ دہند تا کہ آرام نیابند محاربہ

دو بالنفس کنند۔ وبہ محکمہ رجوع نشوند۔ وبر خلق ہرگز ہرگز اعتماد نہ کنند۔ وبہ اینہا محتاج نہ شوند ؎

دو	باغ مرا چہ حاجت سرو وصنوبر است		شمشادِ خانہ پرورِ ما از کہ کمتر است

؎

دو	نصیحتے کنمت یاد گیر ودر عمل آر		کہ این حدیث زپیر طریقتم یاد است
دو	مجو درستی عہد از جہانِ سست نہاد		کہ این عجوز عروس ہزار داماد است

دو المقصود علم وعمل پیش گیرند وبران مغرور نہ شوند۔ وآرزوے آن کنند کہ چشم گریان ودلِ

دو بریان وعملِ خالص واجابتِ دعا ورفاقتِ درویشان ومسکنِ مسجد وآہِ دردناک واخفاے حال

"از مدد آلهی واز فیضِ عالم پناہی میسر شود - آمین ثم آمین - ہم درین بودم کہ دل بامن عتاب کرد
" وجانم پیچ وتاب نمود - مطابق قول مشہور کہ خود فضیحت ودیگران رانصیحت -
" اے ناہموار مویت سفید شد ودلت ہمچنان سیاہ است - ظاہرت آراستہ وباطنت تباہ
" پس کارخود بنشین وبرحال خود غم والم نمائے - کدام حسنہ ازتو سرزدہ کہ دیگرے رابہ نصیحت
" پیش می آئی - وکدام حمیدہ راسرانجام دادہ کہ ارشاد می فرمائی - پس کن ووقت ازدست
" مدہ ؎

	از نارِ فراق خود ہمین سوز		بنشین پس کارودیدہ بردوز

" این گندم نمائی وجو فروشی تاچند آنچنان باش کہ می نمائی - وآن چنان نمائے کہ می باشی -
" چون نیک نگریستم ازان ہم بترم کہ دل گفت آہ صد آہ ؎

	عمرے کہ بے حضور صراحی وجام رفت		وقتِ عزیز رفت بیاتا قضا کنیم

" پس کردم توبہ نمودم - خموش گشتم بہ جوش وخروش آمدہ بودم بازبہ ہوش رسیدم یخرج الحی
" من المیت بمنہ وکرمہ "

(۵۸) سید عین الدین

بن سید حسین بن سید ابوالفتح بن میر عبدالجلیل بن میر عبدالواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم درمبادی شعور کلام اللہ را یادگرفت - ودرعنفوانِ شباب میلِ حق جوئی بہم رساند وعتبۂ علیہ سید العارفین راملتزم گردید - وبعد کشف برہان شرفِ بیعت دریافت - ودربوتۂ ریاضت گداختہ طلاے خالص برآمد - ومشق ذکر قلبی

بجاے رساند کہ شبہا چون می غنود از دل او اسم جلالہ با آواز بلند مردم می شنیدند

از ابتداء عمر تا انتہا در گوشۂ قناعت قدم افشرد۔ و بہ مزروع زمین قلیلے کہ بہ طریق

وراثت رسیدہ بود اکتفا کردہ بسر می برد و بہ اختلاط مردم کم می پرداخت۔ و در

احضار جن و احراق شیاطین تصرفی عالی داشت و فاتش در عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف

آرام گاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵۹) سید محب اللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از احفاد سید محمود اکبر مذکور است۔ بدین ترتیب۔ سید محب اللہ بن سید محمود

بن سید محمد فاضل بن سید عبدالحکیم بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر

قدس سرہٗ در عنفوان جوانی ذوق حفظ کلام ربانی بہم رسانید۔ بر بالاخانہ حویلی خود نشستہ

در عرصۂ شش ماہ قرآن را یاد کرد۔ و تا این مدت گاہے از انجا فرود نیامد۔ ورداء ورع

و تقوی بر دوش گرفت۔ و خود را بہ فتراک ارادت سید العارفین بست۔ و کتان ہستی

بہ مہتاب فنا دادہ در انوار سرمدی مستہلک گردید۔ و ستر حال شعار خود ساخت۔ بہ مثابہ

کہ ہیچکس او را ازین طائفہ نمی دانست۔ صورۃً در زی سپاہی و معنی در یاد آلہی۔ در صفت

شجاعت و مردانگی تمام عیار بود و بارہا کارہا ازو بہ ظہور رسید۔ داو نوکر شاہزادہ محمد اعظم

بن سلطان عالمگیر بود۔ چون صوبہ دارالفتح اجین از پیشگاہ خلافت بہ شاہزادہ محمد اعظم

تفویض یافت۔ و نیابت بہ میرزین العابدین پسر فضائل خان مقرر گشت سید محب اللہ

در زمرهٔ منصبداران متعین میرزین العابدین به اُجین رسید - و دران سرزمین بسر می برد

اتفاقاً در بعضے اسفار روزے از فوج جدا شده متصل سرائے سیپئی رسید - و پیش دروازه

زیرِ درختان سایه دار از اسپ فرود آمد و زین پوش فرش کرده نشست - و باآنکه محل نزول

لشکر بیشتر بود خدمتگاران را فرمود تا احمال و اثقال فرود آوردند - و لباس سفید برآورده

تجدید لباس کرد و شربتی ساخته نوش فرمود - و به تلاوت قرآن مشغول گشت - بعد فراغ

تلاوت بالائے کست آمد و چادرے برخود کشیده به خواب رفت - مقارن این حال

میرزا سلطان نظر که از اقربائے میرزین العابدین و بخشی فوج بود - و با سید محب الله

ربط داشت از آنجا گذر کرد و اسپ سید محب الله را شناخت - نزدیک رسیده

خدمتگاران را فرمود منزل بیشتر است بیدار باید ساخت - و خود از بالائے اسپ

دو سه بار آواز کرد جوابی بر نیامد - آخر خدمتگاران را فرمود چادر به کشید چون چادر کشیدند - دیدند که

جان به حق سپرده است - میرزا سلطان نظر تجهیز و تکفین کرده همانجا به خاک سپرد -

میر سید احمد بلگرامی که دران وقت به حکومت شاهجهان پور و سجاولپور و اندور

محالات صوبۂ مالوامی پرداخت - و میر لطف الله برادر اعیانی سید محب الله که همراه

میر سید احمد بود اینها شخصے را بازرے فرستادند که قبر مرحوم را پخته سازد چون فرستاده

آنجا رسید دید که حاکم سرائے مذکور قبر را با چبوتره از خشت و گچ پیشتر تعمیر کرده است

و اسپ ایشان دانه و کاه را ترک داده شب و روز اشک از چشم می ریخت لهذا حاکم

بعد سه روز اسپ را ذبح کرده بائین مرقد دفن نمود - و قبر اسپ مرلع ساخت و چاهی کنده

آن را نیز به خشت تعمیر نمود - مردم آنجا به زیارت سید می آیند - و نقاره می نوازند - و نیاز ها
می گذارند و فاتش چهاردهم ماه شعبان ۱۱۰۱ھ هزار و صدم اتفاق افتاد - سراے سیسی
حصار سنگین دارد - قبر سید متصل دروازه جانب اکبر آباد است و این سیسی از نواح
سیپری است مابین نرور و کالا باغ - نسخه کلام الله جمله سی جزء در پانزده مجلد به دستخط
سید محب الله که صحت تمام دارد امروز موجوده است مردم تلاوت می کنند - و نسخه
هاے دیگر را از روے آن تصحیح می نمایند - سید العارفین قدس سره می فرمودند
سید محب الله می گفت در وقت ذکر کلمه طیبب هرگاه لا آله می گویم هیچ چیز در نظرم نمی آید
و هرگاه الا الله می گویم همه موجود می گردد - و نیز سید العارفین قدس سره می فرمودند که وقتے
خطی به سید محب الله نوشتم این بیت مندرج ساختم ؎

غیرت روا نه داشت که برقع برافگنم	تاجمله بنگرند که جانانه خودم

سید محب الله در مقابل بیت مذکور این بیت نوشت ؎

جز تو کس نیست تا ترا بیند	زچه برقع نمی کشائی تو

سید العارفین فرمودند کلام سید محب الله از کلام من سبقت برد -

(۶۰) میر سید لطف الله المعروف به خورد میر قدس سره

برادر حقیقی و طریقی سید محب الله مسطور است - اگرچه ظاهر حال به ملازمت
امرامی پرداخت اما فی الحقیقة شمع خلعت در انجمن می افروخت و حظی وافر از ثروت صوری

داشت۔ ودوام ہمت بر انجاح مطالب مستمندان صرف می کرد۔ بے تصنع تشریف
مروت واحسان برقامت او دوختہ بودند۔ وباوصف ملازمت امراکوشش بلیغ در صلاح
وتقوی داشت ودقیقہ از دقائق فرد نمی گذاشت۔ گاہے نماز تہجد فوت نہ کرد۔ وبہ جمعیت
ظاہر وباطن روزگار بسر آورد۔ ودر ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائۃ والف از دار الخلافہ شاہجہان
آباد بہ بلگرام می آمد۔ قضارا مابین سکندرہ وقنوج قطاع الطریق ریختہ زخم ہائے کاری
رسانیدند۔ بہمان حال در وطن رسیدہ بعد یک ہفتہ از زخمی شدن۔ ساغر موت
احمر چشید۔ ودر قبرستانی کہ متصل دیوار قلیچہ سید احمد بن سید بدہ جانب شمال است
آسایش گزید۔ آیۂ "رضوا عنہ" تاریخ یافتہ ام ۱۱۳۲ھ استاد المحققین میر سید طفیل محمد متعہد تجہیز
وتکفین او شدند رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۱) شیخ محمد سلیم قدس سرہٗ

از قبیلہ قضاۃ بلگرام است واز احفاد قاضی یوسف عثمانی ممتاز از اقران خود بود
وکمال تمکین ووقار واخلاق سنیہ داشت۔ در بدو حال چندی بہ منصب قضاء بلگرام
برداخت وبہ کمال دیانت وامانت سرانجام داد۔ آخر بہ اقتضاء علو ہمت خود را کنار کشیدہ
ومنصب قضا بہ برادر زادہ خود قاضی محمد حافظ تفویض نمود۔ وبہ اعتصام حبل المتین یعنی
ارادت سید العارفین سعادت اندوخت وسالہا کمر بہ خدمتگزاری بست وہلال استعداد
خود را بہ اقتباس اشعہ قدس بدر کامل ساخت وبست وہشتم محرم ۱۱۱۴ھ اربعہ عشر ومائۃ والف

درسلک منهم من قضی نحبه منتظم گردید - مرقدش درباغچه ایست که قریب قلیچه میر سید احمد واقع شده بر چبوتره کلانی مربع راقم الحروف تاریخش از آیهٔ کریمه ویجزی الذین احسنوا بالحسنی ۱۱۱۴ھ استخراج نمود - چون میر نوازش علی سلمه الله تعالی صاحب سجاده سید العارفین قدس سره متولد شدند - شیخ محمد سلیم اہل خانهٔ خود را در عالم رویا بشارت داد که امشب حضرت شاه لدها را نبیره کرامت شد پارهٔ شیرینی که در خانه حاضر است به طریق نیاز ارسال باید داشت چون اہل خانه بیدار شد - موافق اشاره به عمل آورد رحمة الله علیه۔

(۶۲) شیخ محمد حافظ

برادرزاده شیخ محمد سلیم مذکور است قدس الله اسرارهما در عصر خود به غایت مکرم و مجل می زیست - واکابر و اصاغر شهر ادب و احترام به تقدیم می رسانیدند - در آوان خورد سالی قرآن مجید را حفظ کرد - و در ریعان شباب به کسب علم پرداخت - و در حلقه درس قاضی علیم الله گجندوی تلمذ نمود - و در زمرهٔ مستعدان به امتیاز بر آمد - و خط نسخ و نستعلیق در جودت می نوشت - چون شیخ محمد سلیم منصب قضا به او تسلیم کرد - چندی این امر بنا بر ضرورت وقت تمشیت نمود - دل به یار و دست به کار داشت - و متاع دنیا را در میزان اعتبار می سنجید و سیم و زر در دست نمی گرفت - آخر الامر عهدهٔ قضا را به دستور عم بزرگوار به یکے از اقربا سپرد و سر به خط ارادت سید العارفین گذاشت و ریاضت لا نهایه کشید و سجل حال به مهر داغ عشق مزین ساخت بسیار خوش صحبت بود و سراپا ذوق و شوق

مجمع اشعار را مستانه می خواند و اهتزاز می کرد و می گریست ۔ میر سید محمد سلمه اللہ تعالی خلف الصدق حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی فرمود که روزے از سر راہ خانه قاضی محمد حافظ می گذشتم قاضی بر بلندی ایستاده بود سلام کردم و خواستم بگذرم که آواز داد ایستاده باش شنید و بیتی از میرزا صائب گوش کنید ؎

ساعد سیمین او را تا کلیم اللہ دید		نسخهٔ افسوس شد دستی که در اعجاز داشت

و حالتے در ایشان مشاهده افتاد که دامن تاثیر تمام کرد و نیز فرمود که روزے بخانه قاضی رفتم بشاشت بسیار نمود و گفت ابیات امانت پدر خود بگیرید و این غزل امیر خسرو علیه الرحمة را که از علامه مرحوم میر عبد الجلیل شنیده بود خواندن گرفت به ذوقی و کیفیتی که به زبان قال تعبیر نتوان کرد ؎

یار قبا جست گر و رخش به میدان برید		این سر و هر سر که هست در خم چوگان برید
غمزه زن یار سید ساخته دارید جان		یوسف ما باز گشت مژده به کنعان برید
مست خراب مرا حاجت نقل است اگر		این جگر خام سوز را به نمکدان برید
نیست دل چون منی در خور شاهین شاه		پارهٔ مردار را بر سگ دربان برید
بر دو رخ از خون نوشت خسرو دل خسته حال		ده ز دل مانده ام قصه به سلطان برید

وفات او بست و چهارم ماه محرم ۱۱۲۳ھ ثلث و عشرین و مائة و الف در مقام موهان من توابع لکهنو واقع شد ۔ نعش او را به بلگرام آورده بست و هفتم ماه مذکور به خاک سپردند قبرش پائین مرقد قاضی محمد سلیم بر چبوتره علیحده قطعه تاریخش در ترجمه سید محمدی گذشت

(۶۳) شاہ رحمت اللہ قدس اللہ سرہٗ

از سادات حسینی واسطی بلگرامی قبیلۂ پیج ہبیہ ساکن محلہ میدانپورہ است۔ وی سلطان العاشقین وبرہان العارفین است حصور بود۔ از عنفوان شعور اورا درد طلب نعل درآتش کرد۔ خانمان را ترک دادہ۔ دستِ توسل۔ وارادت بہ دامانِ سید العارفین زد۔ وساغر عرفان نوش کرد۔ ومستانہ درنہایات الوصال خرامید۔ وطریق آزادگی وگذشتگی پیش گرفت سال دوازدہ ماہ بہ یک چادر وکلاہ وزیر جامہ اکتفا کرد۔ ودر کنج مسجد جامع محلہ میدانپورہ سکن گرفت۔ از حطام دنیا ذرہ برنہ داشت۔ ومدۃ العمر سیم وزر را دست نہ کرد۔ وگاہے لب بہ سوال ہیچ چیز باہیچکس نہ کشود از خانہ مرشد خود قوت سہلی کہ سد رمق می تواند شد قبول کرد۔ ابتداء حال مشرب سکر ومستی بر مزاجش غالب بود آخر حالت اطمینان بہم رسانید۔ مریدی نمی گرفت۔ می گفت پیش ما پیری ومریدی محبت است عزیزے با فقیر نقل کرد کہ من با دشاہ اعتقاد خاص داشتم وہمیشہ عرض می کردم کہ می خواہم شرف بیعت حاصل کنم۔ وانکار می کرد۔ روزے بجد شدم فرمود از ارادت مقصد چیست اگر این است کہ فردائے قیامت بہ کار شما بیایم از دو حال خالی نیست وران روز کلمہ من نا فذ ہست بیعت درصورت ثانی مرید شدن بے فائدہ ودرصورت اول ما وشما آشنا ئیم حیف آشنا کہ با وصفِ قدرت از خدمت آشنا خود را مقصر دارد از آن روز کہ ارشاد فرمود دست از داعیۂ بیعت برداشتم

رغبت بہ مظاہر صوریہ بیشتر داشت تخصص حسن انسان نبود بلکہ ہر شے کہ در نظرش خوش
مے نمود فریفتۂ او می گشت و می گفت سر شوق من سلامت ہر جا نظر می افگنم تمام حسن
بہ نظر می آید وبر دست خان ناظم صوبہ اودہ از راہ بلگرام عبور کرد فیلان او می گذشتند
فیلے را خوش کرد و اورا دیدہ دیدہ قریب ہفت ہشت کروہ راہ طے کرد۔ فیل بانان نگاہ
کردند کہ فقیرے برہنہ پاے ژولیدہ موے ہمراہ می آید پرسیدند کہ اے فقیر چہ می
خواہی فرمود نزدیک بودن بہ این فیل و خوب ملاحظہ کردن حالانکہ آن فیل مست
بود و در زنجیرہا مقید و نگاہبانان نیزہا در دست گرد فیل می رفتند فیل بانان عرض
کردند کہ فیل مست است مبادا آسیبی رساند فرمود شمارا چہ کار فیل بانان فیل را
ایستادہ کردند۔ شاہ نزدیک رفت و خوب ملاحظہ کرد۔ حضار نقل می کنند کہ فیل دران
وقت گویا تن بے جانی بود چون فیل بانان این معاملہ مشاہدہ کردند بہ تواضع پیش
آمدند و بجد شدند کہ امروز منزلِ مارا مشرف اندوز باید ساخت۔ فرمود ذوق ما تا ہمین
جا بود و برگشت۔ و ہر کرا نظرا و انتخاب می زد با آنکہ سابق منظور مردم نہ بودے از پرتو
التفاتِ او قبول خاص و عام بہم رساندے۔ وقتے با یکے از مظاہر تعلق خاطر پیدا کرد
بسیار سیاہ فام بود۔ عزیزے در مجلسے کہ راقم الحروف در آنجا حاضر بود زبانِ اعتراض کشود
کہ عجب از شاہ است کہ برین سیاہ التفات کردہ اند حرف تمام نہ شدہ بود کہ حضرت شاہ
از غیب پیدا شد و با معترض خطاب کرد کہ لیلی را بہ چشم مجنون باید دید و با منظور تنہا
نمی نشست و تا کہ ثالثی حاضر نمی بود اختلاط نمی کرد اکابر و اصاغر فریفتۂ آزاد منشی او بودند و بہ

ادب و بہ اعتقاد تمام سلوک می کردند و او آئینہ وار ہمہ کس را بہ یک نگاہ می دید ہر کس می دانست

بر من مہربان تر است از غلبات سکر مقید بہ نماز نہ بود مردم زبان طعن دراز ساختند و بہ خدمت

سید العارفین عرض کردند حضرت فرمودند باشہ من بیک پا نشستہ او را ہیچ نہ باید گفت۔

تمنائے مرگ بسیار داشت و ہاذم اللذات را اکثر یاد می کرد وقتے مار را بہ گرفت خنصر دست

راست او را گزید زہر سرایت نہ کرد و کرتے ہر دو دست خود را نشتر زد و خون سر داد

تا وقتیکہ خون در عروق نہ ماند۔ و بدن سفید گشت و بار ہا سم قاتل فرو برد۔ چون اجل موعود

نہ رسیدہ بود ہیچ کدام کارگر نیفتاد۔

فرمود وقتے از شاہجہان پور بہ بلگرام می آمدم چون بہ سرحد آٹھ کنوہ کہ دہی ست عمدہ

رسیدم شخصے از ساکنان دہ بہ زیر درختے نشستہ بود از دور بہ من گفت چادر خود را بینداز

ہنوز سخن تمام نہ شدہ بود کہ چادر را از خود کشیدہ جانب او بر تافتم و سر راہ گرفتم۔ بعد دو سہ روز

روح الامین خان بلگرامی کہ دران ایام بہ حکومت بعضے محالات صوبہ اودھ می پرداخت

بر سر آٹھ کنوہ رفتہ تاراج نمود و ہزار و صد کس را از مردم آنجا بہ قتل رسانید۔ خلائق حمل بر کرامت

شاہ کردند و فرمود سرش این است کہ چادر من مملو از شپشہا بود و من آنہا را از چادر

جدا نمی کردم کہ رزاق حقیقی قوت آنہا را از جسم من میرسانید۔ قاطع الطریق جمعی را بے رزق

ساختہ در معرض ہلاک انداخت۔ و بہ شامت یک کس جم غفیر را غیرت الٰہی در زیر تیغ

کشید۔ چہ اصناف آفرینش ہمہ ہم رنگ اند۔ و در میزان عدل خداوندی ہم سنگ و

مامن دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم از ینجا است۔ کہ طائفہ ابدال قدس اللہ

اسرارِ ہم موذی را ہم نہ رنجانند - و ہر نیشے کہ پیش آید بجاے نوش در کشند - و از الم کشیدن شاہ توان دریافت کہ گویا در مقام ایوبی بود - عزیزے نقل کرد کہ من و شاہ از قصبہ ساندی بہ بلگرام می آمدم در باغستان ساندی دزدی را کشتہ از درختے آویختہ بودند شاہ مرا گفت باش و خود پیش رفتہ پاے دزد را بوسید - سوال کردم کہ این چہ بود - فرمود این دزد شیوۂ خود را بہ کمال رسانید - حق تعالیٰ ہر کس را در ہر راہی کہ اختیار کند مثل این دزد ثابت قدم دارد -

وقتے جمعی از مردم بلگرام بہ تقریبی طرف جاجموٴ گذشتند و بہ دریاے گنگ کہ از زیر جاجموٴ می گذرد - شاہ ہم دران کشتی نشست - آشناے بر کنار دریا کہ در آنجا ساحل بسیار بلند واقع شدہ شاہ را در کشتی دیدہ و بغل اشتیاق واکردہ خود را در دریا افگند - شاہ نیز بغل واکردہ در دریا افتاد و ہر دو ہم آغوش شدہ در آب فرو رفتند - غوغا از اہل کشتی برخاست - ملاحان بہ سرعت رسیدند و آن ہر دو آشناے دریاے محبت را برآوردہ در کشتی گرفتند -

شبے از بلگرام قصد بلاوہ کرد آخر شب در آنجا رسید - طائفۂ عسس دزد گفتہ او را گرفتند - و در زندان نگاہ داشتند - و صبح عسس را خبر کردند عسس او را طلبید چون جمال مبارک مشاہدہ کرد در قدم افتاد معذرتہا نمود -

روزے سید محمد باقر فاضل بلگرامی طفلی را نزد شاہ آورد و التماس کرد کہ این طفل یتیم است - در حق این دعاے کنند فرمود این طفل یتیم نیست چرا کہ فراست و عقل صحیح دارد یتیم کسے است کہ فراست و عقل صحیح نداشتہ باشد -

قصه وفاتش چنین است که شبے در شهر تقریب اجتماعی درمیان بود - اتفاقا
مردم هر محله دریک مکان جمع شدند - ومحفل عظیمی به جلوه افروزی حسن ودل فریبی نغمه
انعقاد یافت شاه دران هنگامه طرفه ذوقی وحالتے داشت ناگاه برخاست - واز فرد فرد
حضار مجلس رخصت گرفت - به عنوانی که گویا به سفر دور ودراز می رود - مردم استفسار کردند
به جواب مبهم گذرانید شبا شب به قصبه ملاوه که از بلگرام به مسافت شش کروه است .
شتافت وبا قاضی آنجا بنابر سبق ارتباطے که داشت ملاقات کرد - وعلی الصباح به اتفاق
قاضی به موضع فرحت نگر به مسافت یک کروه از ملاوه متوجه گردیده وبه گلگشت چمنستانی
که دران موضع قاضی ترتیب داده بود خرامش نمود - ودرخت گلے را خوش کرده باقاضی
تبسم کنان فرمود اگر اجل من در رسد نزد این درخت دفن باید کرد - قاضی عرض
کرد - که برمرقد ایشان گنبد عالی شانی تعمیر می کنم به این مصراع جواب داد ؎

بر سر گور غریبان گنبد گردون بس است

تمام روز اثرے از کسل نه داشت - چون شب شد باقاضی فرمود امشب وعده
من در رسیده پارهٔ از شب گذشته پیچشی در شکم عارض شد وبعد عرصه دو سه ساعت
جان بحق تسلیم نمود در نفس واپسین دو سه مرتبه لفظ حق بر زبان آورد - در وقت احتضار
سید عبدالوهاب بلگرامی پرسید چه حال دارید این بیت برخواند ؎

مست ذوق غم نیم گر نغمه توحید تو	لذت آوازه در کام جهان انداخته

واین واقعه شب چهاردهم شهر ربیع الآخر ۱۱۳۰ سنه ثلاثین ومائة والف اتفاق افتاد

قبرش در ہمان موضع است راقم الحروف گوید ؎

رحمت اللہ شاہ کشور دین	یافت در عالم تقدس راہ
سال تاریخ رحلتش آزاد	گفت مشمول رحمت اللہ ۱۱۰۳ھ

(۶۴) سید محمد بلگرامی قدس سرہ

از قبیلہ سادات پچ بہیہ محلہ میدانپورہ است مرید سید العارفین واز دیدار مشایخ مرزوق بود پیش از بیعت مرشد سیاحت بسیار کرد۔ و بہ صحبت خیلے از صاحب دلان رسید و فیضہا گرد آورد۔ و سالہا ریاضت جسم شکن روح پرور کشید۔ در علم دعوت و تکسیر و جفر ید طولی داشت۔

روزے نقل کرد کہ وقتے عزم بہاگل پور از توابع بہار کردم۔ روز داخل شدن شہر باران بہ شدت گرفت و آفتاب قریب بہ غروب رسید۔ در سواد شہر تکیۂ ہندوی جوگی بہ نظر در آمد در آنجا پناہ بردم۔ چون صبح دمید از کلفت سفر و آبلہ پا آن روز در تکیہ توقف کردم ہندوان بسیار رجال و نسا از معتقدان جوگی ہجوم آوردند۔ و در حضور نماز من خلل کردند مزاج من برآشفت۔ با جوگی گفتم این چہ دام مکر و فریب چیدہ۔ جوگی جواب تلخ داد۔ حرف طول کشید جوگی گفت باش والا ترا ہلاک می کنم۔ گفتم انچہ توانی دریغ مکن۔ جوگی قدرے شکر آورد افسونی خواندہ بر شکر دمید۔ و گفت اگر مرد باشی این را بخور۔ فی الفور از دست او گرفتہ فرو بردم اصلاً تاثیرے نہ کرد۔ بس با جوگی گفتم اکنون خبردار باش و سنگریزہ

از زمین برداشته واسمی از اسماء جلالی دمیده برجوگی زدم فی الحال برزمین افتاد۔

روزے بہ دعوتِ اسما مشغول بود۔ ناگاہ دیوے بہ شکل مہیب بہ نظر درآمد۔ دیو اورا از جابرداشته برزمین زد بیہوش گشت۔ ولبعد افاقه سوزشی قوی و دردی سخت در سینه یافت به اضطراب تمام پیش سید العارفین قدس سرہٗ شتافت۔ وخواست که ماجراے خود به عرض رساند حضرت قلیان می کشیدند پیش از تکلم اوفرمودند برخیز آبِ قلیان را تازه کن۔ سید محمدی برخاست۔ وبراے آب کشیدن دلو در چاه انداخت۔ به مجرد استماع صداے که از بر شدن دلو به گوش رسید سوزش و درد روبه کمی آورد چون آب قلیان تازه کرد۔ وقلیان را آورده پیش حضرت گذاشت به مجرد استماع صداے قلیان سوزش و درد باقی زائل گشت۔ ولبعد ازان که به شرف بیعت حضرت فائز شد طرفه حالتے وکیفیتی بہم رساند برق واسوختگی درخرمن افتاد دنیا ومافیہا را پشت پازد وزن وفرزند ویار وآشنا ازہمه بیگانه گشت۔ ودوام به اداے صلوٰۃ ونوافل واوراد اشتغال گرفت۔ وخود را در انوار سرمدی محو ساخت وغلبه جذبات بجاے رسید که به اندک آہنگ نغمه از خود می رفت۔ وقلق واضطراب می کرد۔ از صداہاے موزونه بے خودی دست می داد۔ ومضمون این شعر معائنه می شد ؎

کسانیکه یزدان پرستی کنند	به آواز دولاب مستی کنند

وصبح تا شام ناله ہاے دل سوز وصیحه ہاے جان گداز می کشید وساعتے نمی آسود مردم می گفتند عجب است که با این ہمه فریاد گلوشق نمی شود با اینحالت عزیزے اورا

نظر بہ سبق الفتی کہ داشت بہ الہ آباد برد۔ و در آن جا نیز ہمان شورش درس داشت
از انجا بہ طور خود بہ کالپی شتافت۔ و در حجرۂ پائین مرقد قطبین فلک ولایت میر سید محمد
و میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما منزوی گشت۔ و در زاویۂ خمول و گم نامی پا افشرد
و در اختلاط خلق بر بست و شورشی کہ داشت روز بہ روز در ازدیاد بود۔ تا آنکہ سرے
بہ سمتی کشید۔ در اواخر داعیۂ حج مصمم داشت ظن غالب آنکہ میر خود را در راہ حرمین
شریفین باخت و سانحہ مقصود شدن او در ۱۱۴۱ھ احدی و اربعین و مائۃ و الف
واقع شد رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۵) سید غلام مصطفےٰ قدس سرہٗ

بن سید عبد اللہ برادرزادہ حقیقی سید العارفین از خواص مریدان آن جناب
است قدس سرہٗ۔ صاحب مشرب عالی بود۔ و نشاء فقر و درویشی دوبالا داشت و در کمال
حسن خلق و تواضع می زیست۔ ابتدای حال چندان سواد نہ داشت در ریعان شباب
قائد توفیق دلالت کرد و کمال تہذیب ظاہر و باطن بہم رساند و دست انابت بہ سید العارفین
قدس سرہٗ داد و طریق ریاضت و مجاہدہ پیش گرفت۔ و قدم بر سلم کمال گذاشتہ بہ ذروۂ تکمیل
بر آمد و ہموارہ بہ شیوۂ سپاہگری کسب معاش ضروری می کرد و نغل وا ازون زدہ شبدیز
سیر فی اللہ جولان می داد۔ اما چون آثار ولایت از جبین او ہویدا بود دران لباس ہم مردم
بہ او گرویدگی داشتند۔ و معتقدانہ سلوک می کردند۔ بحال راقم الحروف شفقت و مہربانی

خاص داشت و نتایج طبع خود اکثر در مراسلات می فرستاد۔ در ۱۱۳۶ھ سنہ ست و ثلثین و

مائۃ والف مولف اوراق در دار الخلافہ شاہجہان آباد زیر سایۂ عنایت حضرت علامی میر عبد الجلیل

بلگرامی جا داشت مشار الیہ نیز دران مقام و ایام بہ علاقہ نوکری نواب مبارز الملک سربلند خان

تونی وارد شد و مثنوی ترجمان اسرار قیومی مولانائی رومی قدس سرہ از خدمت حضرت

علامی سند کرد دران نزدیکی نواب سطور را ایالت صوبہ گجرات احمد آباد از پیشگاہ خلافت

مفوض گردید مشار الیہ در رکاب نواب بآن دیار شتافت و چون حکومت گجرات از عزل

نواب بہ راجہ ابے سنگ ولد راجہ اجیت سنگہ مرزبان خطۂ مارواڑ مقرر شد۔ و با نواب

و راجہ صورتِ مخالفت رو نمود۔ و در سواد احمد آباد جنگی صعب واقع شد مشار الیہ دران

معرکہ جرعہ شہادت چشید۔ و در سلک احیاء عند ربہم یرزقون منتظم گردید۔ و این

واقعہ ہشتم شہر ربیع الآخر ۱۱۴۳ھ سنہ ثلث و اربعین و مائۃ والف رو داد۔ بعد انفصال

محاربہ اجساد جمیع شہدا در میدان یافتند۔ الا سید غلام مصطفے کہ ہر چند تفحص کردند اثرے

گل نکرد و او بہ چند روز پیش از شہادت رباعی گفتہ بود و از حال آئندہ اخبار نمودہ رباعی

این است ؎

در خلوتِ ماورای ما یاری نیست	یعنی کہ بہ عرش و فرش اغیاری نیست
ما روے مجرد یم ز آرایشِ مرگ	مارا بہ جنازہ و کفن کاری نیست

و درین حرب سید نجابت نیز بہ مرتبہ علیاے شہادت فایز گردید۔ سید نجابت برادر

اکبر اعیانی سید غلام مصطفے است۔ و مرید سید العارفین قدس سرہ بہ حلیہ صلاح و

تقوے آراستہ بود - وسرآمد شجعان عصر می زیست - و در معارک باد ہا کار دست بستہ کرد محرر سطور گوید ؎

چو میر نجابت بہ شہادت برسید	زین بادۂ غلام مصطفے نیز چشید
از ہاتف غیب خواستم تاریخی	فرمود شدند ہر دو ہمراہ شہید ۱۱۴۳ھ

(۶۶) سید فرید الدین

المعروف بہ سید بدلی بن سید خواجہ معین الدین بن سید عبد الوہاب بن سید عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہٗ کہ ترجمہ اش تقدیم یافت - بزرگ عہد - متقی - متورع فاضل جید بود و خصائل رضیہ و شمائل مرضیہ داشت - در بدو حال مشار الیہ و میر سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ بلگرامی ہر دو بہ خدمت - شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون امیتھوی طالب ثراہ تحصیل علوم نمودند - بعد ازان در حوزۂ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ رسیدند و تتمہ کتب گذرانیدند - سید فرید الدین بہ خدمت شیخ فاتحہ فراغ خواندہ - و سید قادری جزو انداخت - سید فرید الدین بعد از فراغ تحصیل علوم بہ خدمت شیخ جنید معروف بہ شیخی میان بن شیخ عبد الواحد بن شیخ شبلی بن شیخ سری سقطی بن شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیتھوی قدس اللہ اسرارہم مرید گردید - و بہ اتفاق سید قادری ارادہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و کرامۃ کرد - و لبعد از نیل این سعادت عطف عنان نمود - و در بندر مبارک سورت لنگر انداختہ بہ افادہ علوم و طاعت حی قیوم بسر می برد و در عشرۂ ثالث بعد مائۃ و الف

سفر گزین عقبیٰ گردید - و در ہمان شہر مدفون گشت کتب فراوان درسی از مختصرات
و مطولات مصحح و محشی بہ خط او در بلگرام موجود است رحمۃ اللہ علیہ -

(۶۷) سید قادری بلگرامی قدس سرہٗ

سید قادری الاسم و الطریقۃ صاحب العرفان کاشف الحقیقۃ است جامع فضائل
صوری و معنوی بود - و شان شریعت غرا را نہایت اعتنا می کرد - در صغر سن نزد پدر بزرگوار
خود سید ضیاء اللہ بلگرامی کہ ترجمہ اش در فصل ثانی می آید - کلام اللہ را حفظ کرد - و تجوید آموخت
و مبادی کتب تحصیلی را گذرانید - بعد ازان بہ اتفاق سید فرید الدین بلگرامی چنانچہ گذشت
در خدمت ملا جیون امیتوی تلمذ نمود - از آنجا بہ حلقہ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی پیوست
و بقیہ نسخ درسی استفادہ کرد و مقید بہ رسم فاتحہ نہ شدہ جزو انداخت آنگاہ قائد توفیق زمام
او را بہ جانب حرمین محترمین شرفہما اللہ تعالیٰ کشید - بہ نوبت مناسک حج ادا کرد - و بہ زیارت
طیبہ مقدسہ علی ساکنہا الصلوۃ و التحیۃ مستعد گردید از انجا عازم کربلاے معلی و بغداد کرامت
آباد شد - در اثناء راہ قطاع الطریق ریختہ بہ سلاح جنبیہ زخم ہاے منکر زدند - و ساز و سامان
غارت کردند - بعضے بدویان آن ناحیہ ترحم کردہ در قریہ خود بردند - و بہ تیمار پرداختند - بعد مندمل
شدن جراحتہا بہ کربلاے مقدس شتافت و شرف زیارت سبط شہید رضی اللہ عنہ سرخ
روے نشاتین حاصل کرد بعدہٗ جانب دار السلام بغداد متوجہ گردید و در حدود سنہ ۱۱۱۵ خمسہ
عشر و مائۃ و الف بہ وصول دار السلام از رنج سفر آسود - و مزارات با برکات آنجا را بمراسم قد

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ زیارت نمود۔ ازانجا بہ سمت حما نہضت کرد و بہ ملازمت
سید یس حموی صاحب سجادہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سرمایہ افتخار اندوخت و دست
بہ دامان ارادت زد۔ صاحبزادہ از کمال قدر شناسی مقدم او را گرامی داشت و در خانقاہ
شریف جا داد۔ و بہ تفویض خلافت و الباس خرقہ و تسلیم بعضے تبرکات غوث الثقلین
رضی اللہ عنہ نوازشش فرمود و سلسلہ ارادت او برین نہج است۔ اخذ السید قادری
الطریقۃ القادریۃ عن شیخہ السید یس وھو من والدہ سید عبدالرزاق
وھو من والدہ السید شرف الدین وھو من ابن عمہ السید جلال الدین
وھو من ابن عمہ السیّد شہاب الدین احمد وھو من شقیقہ السیّد
جمال الدین عبداللہ وھو من ابن عمہ السیّد شمس الدین ابوالوفا وھو من شقیقہ
السید شہاب الدین احمد وھو من والدہ السیّد قاسم وھو من ابن عمہ السید عبد الباسط
وھو من والدہ السید شہاب الدین ابوالعباس احمد وھو من والدہ السیّد
بدرالدین حسن وھو من والدہ السید علاء الدین علی وھو من والدہ
السید شمس الدین محمد وھو من والدہ السید شرف الدین یحییٰ وھو
من والدہ السیّد شہاب الدین احمد وھو من والدہ السید عماد الدین ابی صالح نصر وھو من
والدہ جمال الدین السید عبدالرزاق وھو من والدہ القطب الربانی الشیخ
عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم۔ سید قادری از حما باز بہ بغداد آمد۔ و مدتے روضۂ
غوث الثقلین قدس سرہ را مجاورت نمود۔ و علم تجوید از مولانا سلطان بن ناصر بن احمد خابوری

قدس سرہ اخذ کرد۔ وشاطبیہ را نزد مولانا مذکور خواند۔ وسند علم تجوید وسند صحاح ستہ وسائر مفردات
مولانا از کتب تفسیر وحدیث وفقہ وغیر ذلک حاصل کرد واسانید اجازت ہر کدام معنعن وباسامی
کتب بہ ترتیب حروف تہجی در اجازت نامہ او مسطور است وطریقۂ رفاعیہ وشاذلیہ نیز از مولانا سلطان
خابوری قدس سرہ فرا گرفت۔ شجرۂ ہر دو طریقہ در اجازت نامۂ او مندرج است مولانا سلطان
قدس سرہ در عنوان اجازت نامہ بعد حمد وصلوۃ می گوید لما کان فی حدود سنہ خمسۃ عشر
وماتئہ والف قدم دار السلام بغداد الامام العالم والحبر الهمام الکامل الذا
الورع العابد بقیۃ السلف عمدۃ الخلف نخبۃ ائمۃ الاقتداء وعاین نجوم
الاهتداء الحسیب النسیب المتخلق بالاخلاق المرضیۃ المقتفی آثار السنۃ
النبویۃ السید محمد قادری بن السید ضیاء الله الحسینی الواسطی ثم الهندی البلگرامی
الحنفی عامله الله بلطفه الخفی وقد جاور حرم الغوث الصمدانی والقطب الربانی
السید عبد القادر جیلانی قدس الله سره العزیز وقرء علی هذا العبد الکسیر
الشاطبیۃ قراءۃ بحث واتقان ونظر وامعان ثم حرکه الشوق الی زیارۃ
الاهل والخلان وکان ینبغی لکل طالب علم ان یعتنی بمعرفۃ انساب ما یقرء
ومعرفۃ ما یاخذ عنه عن الاشیاخ وقد قرر وافی هذه الصناعۃ ان الشخص لا
یطلق علیه اسم المحدث الا اذا علم رتبۃ الحدیث وحال راویه
وتحمل الحدیث عمن هو اعلی منه ومن هو دونه ومن یساویه
ولولا ذلک لما سال العبد الفقیر سیده ومولاه العالم النحریر

" السيد محمد قادری حفظ الله ان یجزیه بما یجوزله وعنه
" روایة عن الائمة المعتبرین من حدیث وتفسیر وفقه
" وغیر ذلك فاجبته راجیا منه الدعاء فی خلواته
" وجلواته " انتهی۔

ونیز مولانا سلطان قدس سرہ در خاتمۂ اجازت نامہ می نویسد :۔

" وقد اخرجت السید محمد قادری مذکور بالکتب المذکورة
" وما تضمنت هذه الاوراق وباحزاب الشیخ ابی الحسن شاذلی
" واوراده ویلقن ذلك الفقراء والاخوان ای وقت شاء فی ای
" مکان شاء وکیف شاء لاهلیته لذلك سلك الله بنا وبه
" احسن المسالك سائل من السید محمد قادری و انا العبد الفقیر
" سلطان بن ناصر بن احمد الخاپوری بلدا ثم البغدادی
" الجبوری بضمتین قبیلة الشافعی مذهبا الاشعری اعتقادا
" القادری الرفاعی ثم الشاذلی طریقة ان لا ینسانی من صالح دعواته فی خلواته
" وجلواته بحسن الخواتم مع العافیة والحمد لله وحده والسلام علی من لا نبی بعده "

ونیز مولانا سلطان قدس سرہ درہمین رسالہ اجازت می فرماید :۔

" وقد اجزته الضیا بشرح المسمی بالعقود المجوهرة واللالی المبتکرة علی القواعد
" المقررة والفوائد المحررة للشیخ محمد البقری "

القصہ سید محمد قادری بافراوان برکات عنان مراجعت بہ ہندوستان معطوف داشت وچندی در دارالخلافہ شاہجہان آباد اقامت گزید۔ وبہ ہدایت ارشاد طالبان مشغول گردید۔ مردم کثیر داخل طریقہ شدند۔ عاقبتہ الامر بہ بلگرام تشریف ارزانی فرمود وخلوت گزینی اختیار کرد وسوائے اوقات نماز از خانہ کم بر می آمد۔ صلوات خمسہ در مسجد جامع محلہ ادا می کرد۔ وامامت می نمود۔ وبہ الحان دلپذیر قرآن می خواند۔ روزے از زبان شریف ایشان مسموع افتاد کہ مردم ہند ویمن چون از راہ دریائے محیط بہ زیارت بیت اللہ می روند۔ درعین دریا محاذی یلملم احرام می بندند۔ حالانکہ احرام بستن از جدہ ہم درست است۔ مشقت احرام در دریا کشیدن ضرورت نیست چہ مسئلہ این است کہ کسے کہ از غیر راہ میقات قصد مکہ معظمہ کند محاذی میقات احرام بندد۔ ومعنی محاذات این است کہ مسافت از جائے کہ احرام بستہ شود تا مکہ برابر مسافت مابین میقات ومکہ باشد۔ یلملم میقات اہل یمن وہند است۔ وبہ ثبوت پیوستہ کہ مسافت مابین جدہ ومکہ مثل مسافت مابین یلملم ومکہ است۔ ودریا خود خارج از میقات است۔ احرام بستن در دریا چہ لازم دران وقت کہ این مسئلہ از ایشان شنیدم بہ خاطر نہ رسید کہ استفسار نمایم کہ از کدام کتاب می فرمایند تا آنکہ درعین تحریر این کلمات مسئلہ در تحفہ شرح منہاج از شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالی بہ نظر در آمد۔ کلام تحفہ در این جا نقل کردہ می شود:-

"لو جاوز المیقات یمنہ او یسرۃ ای لا الی جھۃ الحرم فلہ ان یوخر احرامہ

"لکن بشرط ان یحرم من محل مسافۃ الی مکۃ مثل مسافۃ ذلک المیقات

" قاله الماوردی وجزم به غیره وبه یعلم ان الجائی من الیمن فی البحر
" له ان یوخر احرامه عن محاذاة یلملم الی جدة لان مسافتها الی مکة
" کمسافة یلملم کما صرحوا به بخلاف الجائی فیه من مصر لیس
" له ان یؤخر احرامه عن محاذاة الجحفة لان کل محل من
" البحر بعد الجحفة اقرب الی مکة منها"

سید قادری به تاریخ سیزدهم شهر ربیع الاول شب پنجشنبه ۱۱۴۵ھ خمس واربعین ومائة
والف در جوار رحمت آسود قبر شریف در حویلی نشستگاه راقم الحروف گوید ؎

رحل القادری سیدنا		صاحب الکشف والکرامات
الهم الحق عام رحلته		ان للمتقی لجنات

۱۱۴۵ھ

واز ابنای او سید محمد مقتدی بن سید محمد بن سید قادری مسطور کتب عربی تحصیل کرده و در
حداثت سن توفیق زیارت حرمین شریفین یافته۔ و در ۱۱۶۴ھ اربع وستین ومائة والف به
این سعادت فایز گشته۔ و در اماکن متبرکه علم حدیث تحصیل نموده درین ایام در زبید یمن اقامت
دارد و نزد شیخ عبدالخالق زبیدی فن حدیث سند می کند حق تعالیٰ در عمر او بیفزاید۔ و ترقیات
دینی کرامت نماید۔

(۶۸) میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہٗ

مجمع البحرین معقول و منقول و مطلع النیرین فروع و اصول۔ در تجرد و تفرد یکتا۔ و در خصائل

رضیه وشمائل سنیه بے ہمتا۔ والد آن جناب سید شکر اللہ طاب ثراہ ایشان را در صغر سن
مرید سید سعد اللہ بلگرامی ساخت۔ آن جناب بر ہمین اکتفا کردہ اند۔ و از ریعان شعور
طریقہ ترک و تجرید و انقطاع از علائق دنیوی قاطبتہ اختیار نمودہ۔ اصل ایشان از سادات
معتبر شہر اترولی من اعمال آگرہ است و ہمانجا در تاریخ ہفتم ذی الحجہ سنہ ۱۰۷۳ ثلاث و سبعین
والف از خلوت کدۂ علم در انجمن عین جلوہ فرمودند۔ و در سن ہفت سالگی با عم بزرگوار
خود سید احسن اللہ نور اللہ ضریحہ از اترولی بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد تشریف بردند و
سبق اول عربی بہ تمنا بہ خدمت سید حسن رسول نما قدس سرہ خواندند۔ و تا شرح ملا جامی
بر کافیہ ابن حاجب از خدمت عم بزرگوار استفادہ نمودند و در پانزدہ سالگی در حدود سنہ ۱۰۸۸
ثمان و ثمانین والف بہ ارادہ کسب علم از اترولی بہ بلگرام تشریف آوردند۔ و مختصرات
اوائل بہ خدمت میر سید عربی بلگرامی و پیر خود سید سعد اللہ قدس اللہ اسرارہما گذرانیدند
و متوسطات از خدمت قاضی علیم اللہ کجندوی و بعضے فضلاے اکبر آباد برگرفتند۔
و منتہیات را در حوزہ درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی بختم رسانیدند و در طلبہ علم
بہ جودت طبع و قوت مطالعہ و مباحثہ اشتہار داشتند و اکثر آن بود کہ ہر کتابے کہ خود می خواندند
بہ تلامذہ خود درس می گفتند قوت طبع اقدس ازین جا فہم توان کرد۔ می فرمودند۔ در حینیکہ
من و علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ اکبر آباد رفتیم و در مجلس نواب فضائل خان
اول مرتبہ وارد شدیم۔ نواب با جماعۂ فضلا نشستہ بود۔ اتفاقاً در اثناے ذکر علمی از
زبان نواب بر آمد کہ در آیۂ کریمہ و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین بعضے مفسران

تجرید تن

لاتقدیر کرده اند به خاطر من توجیهی گذشته که بے تقدیر لا معنی سلبی پیدا می شود یعنی
یطیق از باب افعال است ہمزہ افعال برائے سلب ہم آمدہ پس لا یطیقونہ بمعنی لا یطیقونہ است
حاضران لب به تحسین وا کردند من گفتم اگر ارشاد شود بنده حرفی التماس کنم۔ نواب اجازت
داد۔ گفتم این توجیه به غایت مستقیم است۔ به شرطی که معنی سلبی در اطاقت مسموع باشد
چه ہمزہ سلب در باب افعال سماعی است نہ قیاسی۔ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی و کشاف
و بیضاوی و دیگر تفاسیر و از کتب لغت صحاح جوہری و قاموس وغیرہما ملاحظہ کردند ہیچ
جا معنی سلبی درین مادہ بر نیامد۔ نواب داد انصاف داد و گفت اعتراض شما بجا است
و به این تقریب گرم جوشی نمود۔ و مراد علامہ مرحوم را در رفاقت خود گرفت می فرمودند این حرف
اوائل تحصیل است بعد ازانی که بر تفاسیر دیگر عبور دست داد معلوم شد که شمس الائمه
برین ہست که ہمزۂ اطاقت ہمزہ سلب است و بعضے علما توجیہ او را مستحسن داشتہ اند
و بعضے دیگر اعتراضات متوجہ ساختہ اند آن جناب بعد از تکمیل تحصیل در بلگرام طرح
اقامت ریختند۔ در اوائل به خانہ سید محمد فیض زمیندار که از اعیان سادات بلگرام ست
اقامت داشتند۔ بعد ازان قریب سی سال تا دم واپسین در محلہ میدانپورہ در دیوان
خانۂ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل نور اللہ مرقدہ سکونت ورزیدند۔ و درین مدت احیاناً به جانب
گجرات شاہ دولا و کشمیر و امکنۂ دیگر به طریق سیر برخاستند۔ و در ہر نوبت به فرصت قلیل
معاودت فرمودند۔ و بسیار به وضع لطافت و نزاکت و تمکین و وقار زندگانی می کردند۔ و زبانی
لطیف و بیانی شیرین داشتند۔ و در متانت عقل و رزانت رائے و ظرافت طبع

مستثنی می زیستند - هرکس به حضور محفل اقدس فائز می شد - از کسب آداب صحبت حظی
اندوخته تشنه تر و فریفته تر می گشت قریب هفتاد سال بر مسند تدریس به احیای علوم
پرداختند - و عالم عالم طلبه را از حضیض شاگردی به اوج استادی رسانیدند - اکابر و اصاغر
شهر همه غاشیهٔ عقیدت بر دوش و حلقهٔ ارادت در گوش داشتند - درین کتاب آن
جناب را به استاد المحققین یاد کرده ایم - در ماه صفر ۱۱۵۶ سنه ستة و خمسین و مائة و الف در
خجسته بنیاد اورنگ آباد فقیر را تب عارض شد - و امتداد کشید - و شبی بر بستر
ناتوانی خوابیده بودم - آن جناب در عالم رویا در خانهٔ چشم تشریف می آرند و می فرمایند
فلانی بسیار تصدیع کشیدی - فردا انشاء الله تعالی تب مفارقت می کند خاطر جمع دار
آخر شب از خواب بیدار شدم - و ازین مبشرهٔ راحت افزا عافیتی در مزاج احساس کردم
و در همان وقت ملهم غیب این رباعی در خاطرم انداخت ؎

کس را خبرے نیست چه آید فردا	نیرنگی قدرت چه نماید فردا
نومید مشو ز مژدهٔ عالم غیب	شب حامله است تا چه زاید فردا

می فرمودند شکست نفس معراج انسان است - و می فرمودند حرف خاصی از عامی
شنیده ام که هیچ وقت از خاطر نمی رود - روزے در دار الخلافه شاهجهان آباد از کوچه
می گذشتم جمع کثیر از کناسان به تقریب طوی کناسی در مکانی مجتمع بودند - و بادفروشی
ثنا خوانی این قوم می کرد - یک کلمهٔ او در دل من موثر افتاد - حاصل کلامش این که شما
بهترین مردم اید در آخرت زیرا که در میزان قیامت صحیح عمل ثقیل تر از شکست نفس نیست

واین وصف در شما بمرتبہ اتم یافت می شود

مے فرمودند شخصے حاکم بلگرام بود وفی الجملہ مناسبتے بہ علم داشت۔ روزے بامن سوال کرد کہ معنی "فرض کفایہ" بہ فہم من نمی رسد کہ اگر یکے فعل را بجا آرد ہمہ بری الذمہ می شوند والا ہمہ آثم۔ گفتم این خود ظاہر است۔ مثلاً شما بر سر قریہ می روید۔ اگر یکے از اہل قریہ آمدہ اظہار اطاعت کرد ہمہ مامون می شوند۔ والا ہمہ ماخوذ۔

مے فرمودند۔ طالب علمی نزد من ہدایہ فقہ می خواند گاہ گاہے بر سبیل ہدیہ جنس قماشی یا شیرینی برائے من می آورد۔ زرگران شہر آمدہ ظاہر می کردند کہ فلانے شاگرد شما کیمیا ساز است اکثر اوقات نقرہ نزد ما می آرد و می فروشد۔ من این حرف را گاہے برروے طالب علم نیاوردم تا آنکہ روزے طالب علم نزد من آمد و رخصت خواست وخود بخود لب بہ اظہار کشود۔ من کہ کیمیا سازم استاد من در کوہ سوالک می باشد۔ عمل قمری مرا تعلیم کردہ است وفرمود بعد ہفت سال دیگر عمل شمسی ہم تعلیم می کنم موعد الحال رسید می خواہم کہ در کوہ سوالک پیش استاد بروم وعمل شمسی یا دگیرم۔ گفتم از عمل نقرہ می توان عالم عالم نقرہ حاصل کرد۔ این قدر راہ دور و دراز پُر دشوار رفتن وخود را در تعب انداختن چرا۔ گوش نہ کرد وعزم مصمم ساخت۔ و مرا مقید شد کہ حق استادی شما خیلے ثابت شدہ۔ خدمت من ہمین کہ این عمل را یادمی دہم۔ ہر چند مراتب مبالغہ طے کرد آستین افشاندم۔ آخر گفت یک مرتبہ این عمل در نظر شما می کنم تا گمان راہ نیابد کہ حرف من مجرد دعوی است آتش آورد وبوتہ وار زیرا از جیب برآوردہ از زیر را گداخت۔ وخاکستری از کاغذ پارہ پیچیدہ برآوردہ

اندکے دراز ریز ریخت۔ فی الفور قرص نقرہ برلبست۔ بعد ازان طالب علم رخصت شدہ رفت و باز نیامد۔

آن جناب بتاریخ بست وچہارم ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۱ احدی وخمسین و مائۃ والف انجمن روحانیان برافروختند۔ و مطابق وصیت در باغ محمود متصل مرقد علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل نور اللہ مضجعہ جانب مشرق مدفون گردیدند۔ مولف اوراق گوید ؏

افسوس کہ آفتاب معنی	از حلقۂ آسمان برون رفت
تاریخ وصال او خرد گفت	علامۂ از جہان برون رفت ۱۱۵۱ھ

ایشان بقیۃ السلف علماء اعلام بلگرام اند و برکات والا بہ تمامی شہر سیما اہل بیت علامۂ مرحوم شامل گشتہ و چنانچہ ابو الطفیل صحابی رضی اللہ عنہ آخر جمیع صحابہ روے زمین اند کہ در سنہ ۱۰۲ اثنین و مائۃ در مکہ معظمہ ازین عالم رو بہ عالم قدس آوردند آن جناب آخر علمائے سلف بلگرام اند کہ از دار فانی بہ ریاض جاودانی انتقال نمودہ اند۔ راقم الحروف و میر محمد یوسف کہ ذکرش در فصل ثانی می آید تربیت کردہ جناب فیض انتسابیم۔ میر محمد یوسف ایشان را تجہیز و تکفین کردہ بہ منزل رسانید۔ و بندہ در ہمان ذی الحجہ بادہ وصال مبارک فریضہ حج ادا نمود و در جمیع اماکن فیض مواطن بہ ادعیۂ زاکیہ رطب اللسان گشت۔ و یک عمرہ مستقل بنام نامی بجا آورد و بعد استماع خبر رحلت قصیدہ عربی در مرثیہ املا نمود۔ درین جریدہ قصیدہ قلمی می شود بہ اقتداء شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہ کہ در اخبار الاخیار دو قصیدہ اثبات نمودہ یکے والیہ از مولانا احمد تھانیسری کہ مطلعش این ست ؏

اطار لی حنین الطائر الفرد … وهاج لوعة قلبی الثایه الکمد

دوم لامیهٔ قاضی عبد المقتدر دهلوی مطلعش این است ؎

یا سابق الطعن فی الاسحار والاصل … سلم علی دار سلمی فاتمک ثم سل

امّا ناسخان چه تحریف ها که درین قصائد نه کرده اند ـ راقم الحروف چندین نسخه اخبار الاخیار به تصحیح رساند اگر درین صحیفه هم زبان قلم ناسخان غلط کند و استادی راعبور افتد ـ چشم دارم که به تصحیح افکار تیمیهٔ من خاک شده را از خاک بردارد قصیده این است ؎

یا للاحبّة سادوا فی التباشیر … فاسودیومی کاحداق العبافیر

نحن الجسوم هم الارواح فارتحلوا … وخلفونا کامثال التصاویر

لقد اجبنا بانواع الدموع متی … غنی الحداة باقسام المزامیر

کم من قلوب رقاق اثر عیسهم … یا حادی العیش رفقا بالقواریر

عجبت منهم قضوا بالبین واعتذروا … ایسکن القلب عن تلک المعاذیر

ما جن لیل وما راعیت انجمه … الا وقد لسعتنی کالزنابیر

هی المجرة فانظر فی کواکبها … تشق قلبی کاسنان المناشیر

وما الروض الحمی من بعد ما رحلوا … کمامه فی فوادی کالمسامیر

تساقط النور والاغصان قد یبست … فیا حمامة عن روض الحمی طیری

قلبی اذنب وفیه الحب مرتسم … فلا یقاس علی نقش الدنانیر

لان نحلت فقد زادت مودتهم … والطیب یزداد من سحق العقاقیر

احوم حول فوادى وهو مسكنهم ... وتسكب الماء عينى كالنواعير

كم من عقايق دمع ان لقيتهم ... افدى اولاء بها لا بالقناطير

ان الهموم التى حلت بانفسنا ... مخالب فى شراثين العصافير

من لى بابراء امراض زمنت بها ... راح الطبيب المداوى بالتدابير

السيد القدوة المختار ضئضئ ... من آل احمد اقمار الدياجير

عونى ملاذى معاذى سيدى سندى ... وفوقتى عضدى خير المناصير

من الاسمه الاشرف الاعلى طفيل محمد ... ومن هو مقبول الجماهير

صدر الاماثل فى مجد وفى شرف ... راس المعاريف اكليل المشاهير

العلم عقلا ونقلا قد احاط به ... واستوفر الحظ من فن التحارير

مدارس العلم احيى فهى تشكره ... كالروض يشكر احسان النواطير

كم صير الترب تبرا من له نظر ... تاثيره فوق تاثير الاكاسير

لله درّ امام كان منفردا ... فى حسن نطق وفى حسن التعابير

كم من جواهر لفظ جاد مقوله ... بها فزين اجياد المناشير

تقاطر دمع عن براعته ... الا وضحك اوراق الدساتير

لم انس عهد الحمى والنور مبتسم ... والقلب منشرح مثل الازاهير

وكنت ملتزما اعتاب حضرته ... وكنت لم ارض فيها بالتقاصير

وقد كسبت علوما من افادته ... عقلا ونقلا الى فن التفاسير

سقاه صوب الغيوم الهاطلات كما | روى الغليل بسلسال التقادير
ثم النجوم اصابتنى باعينها | ومر عن كبدى سهم التقادير
والدهر مدبر العد وان حيث طوى | بساط عافيتى طى الطوامير
فصار مولاى دوح الكون مرتحلا | وزلزل الحزن اركان اللداهير
اذا تذكرت ايامى به هملت | عيناى كالسحب البيض المقاطير
ضاقت على الطباق للسبع واضطرمت | بمارج من عذاب كالتنانير
لا يرتجى الصبر منه فى مصيبة | اذ خرنه جل عن حصر المقادير
ورب معتصم بالصبر صبره | عضب المصيبة مقطوع النواشير
لا يحمل الصخر نار انلك فى كبدى | فكيف يحملها سلك الاساطير
حمامة بالحمى ناحت مورخه | قد راح نجم البهابد رالنحارير
اقره الله فى روض النعيم على | اريكة بين ربات التقاصير

معنى بعض لغات قصيده

فى القاموس التباشير اوائل الصبح، وفى المنتخب يعفور بالفتح آهو بره يعافير جمع فى القاموس مزامير داود ما كان تيغنى به من الزبور وضروب الدعا جمع مزمار ومزمور فى الحديث رفقا بالقواريركان النبى صلى الله عليه وسلم فى بعض الاسفار وانجشته يحدو دهو كان حاديا حسن الصوت فنهاه عن الحدى وقال يا انجشته رفقا بالقوارير شبه النساء بالقوارير لسرعة الانكسار فيهاو

ہمنا نعی لئلا تزعجھن الابل فانھا تسرع باسماع الحدی اذ لئلا یقح فی قلبھن فان النساء رقیتہ الوبار فی القاموس جبنہ اللیل وعلیہ سترہ فی القاموس راعی النجوم راقبھا ئی المنتخب مجرہ بکسر میم وفتح جیم وراء مشددہ مفتوحہ کہکشان فی القاموس الکم دعاء النور جمع اکمام فی تاج المصادر نحول گداختہ شدن من باب فتح۔ عقاقیر ادویہ خوشبو سکب ریختن ناعورہ دولاب نواعیر جمع ۔ عقائق جمع عقیق قنطار یک پوست گاو پر زر قناطیر جمع۔ فی القاموس الشریان واحد الشرائین العروق النابضہ۔ فی القاموس الوجع محرکۃ المرض جمع اوجاع و وجاع کجبال۔ فی المنتخب ضئضئی بکسر ہر دو ضاد معجمہ وسکون ہمزہ اول اصل۔ اقمار جمع قمر۔ دیاجیر جمع دیجور۔ مناصیر جمع منصار اکلیل تاج فی القاموس الناطور حافظ الکرم والنخل جمع نواطیر۔ تبر بالکسر زر غیر مسلوک مقول بالکسر زبان۔ مناشیر جمع منشور۔ یراعہ بالفتح قلم۔ دستور بالضم نسخہ جامع کل حساب کہ نسخہ ہائے دیگر ازان بردارند۔ نور بالفتح شگوفہ۔ ازاہیر جمع ازہار وآن جمع زہر بمعنی شگوفہ صوب بالفتح ریختن۔ روی مشتق از تر دیہ بمعنی سیراب کردن۔ غلیل تشنگی سلسال بالکسر آب شیرین روان۔ فی القاموس الدہاریر اول الدہر فی الزمن۔ الماضی بلا واحد فی القاموس ہملت عینہ فاضت فی القاموس سحاب مقطار کثیر القطر جمع مقاطیر فی تاج المصادر اضطرام زبانہ زدن آتش۔ بارح شعلہ بے دود۔ تنانیر جمع تنور۔ معتصم چنگل زنندہ عضب بالفتح شمشیر۔ فی القاموس النواشیر عصب الذراع من داخل وخارج فی القاموس۔ التقصار بالکسر القلادہ جمع تقاصیر ربات التقاصیر یعنی حوران۔

(۶۹) شیخ فخر الدین احمد مانکپوری بلگرامی

پسر ملک بہار الدین المعروف بہ ملک بہلی ست کہ ذکرش در فصل فضلامی آید۔ انشاء اللہ
تعالیٰ ملک بہار الدین از بلگرام بہ جانب مانکپور بہ تقریبی رفتہ بود۔ شیخ فخر الدین احمد درانجا
متولد گردید لہذا بہ مانکپوری اشتہار یافت۔ مختصرات کتب درسی بہ خدمت پدر خود تحصیل
کرد لبعد ازان حسب الارشاد پدر بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی تلمذ نمود و
سائر کتب گذراند و در فقاہت ید طولیٰ بہم رساند۔ دست بیعت بہ میر سید قادری بلگرامی
قدس سرہ داد و توشۂ یاد الٰہی برکمر بستہ مراحل زندگانی بہ حضور طے کرد و در نیف و اربعین
و مائۃ و الف بسر منزل عقبیٰ واصل گردید۔

(۷۰) میر سید اسمٰعیل بلگرامی قدس سرہ

از سادات حسینی واسطی بلگرام عشیرہ پنج بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ است نسبش برین
نہج سید اسمٰعیل بن سید ابراہیم بن سید شاہ میر بن سید نعمت اللہ برادر اعیانی سید تاج الدین
حجرہ نشین قدس سرہ بن سید طیب باقی نسب سابق مذکور شد۔
سید اسمٰعیل مقتدائے انام و مرجع خاص و عام بود۔ در مبدء حال بہ اکتساب فضائل
رسمی پرداخت۔ و کتب درسی مرتب عبور نمود۔ برخے بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد
قدس سرہ و برخی جائے دیگر لبعد ازان شورش خدا طلبی در سر افتاد۔ و بہ ملازمت شیخ عبد الرزاق

ساکن بانسہ قدس سرہ رسیدہ مورد عنایات گردید وشرف بیعت حاصل کرد وقریب دوازدہ سال درظل تربیت حضرت شیخ ریاضات شاقہ کشید۔ وفیض ہا دریوزہ کرد وبہ منتہائے معارج فقر برآمد۔ وبعد از انتقال شیخ برسجادہ خلافت مقدم نشست۔ سائر خلفا ومریدان حضرت شیخ اورا مقتدامی شناختند۔ وشرائط ادب واعتقاد بجامی آوردند۔ وعلامۃ العصر مولوی نظام الدین خلف الصدق مولانا قطب الدین شہید سہالوی نور اللہ ضریحہما کہ در فضل فضلا مذکور می گردد بعد وفات شیخ بہ خدمت میر رجوع آورد۔ واز باطن انوار پرتوہا اقتباس کرد۔ میر در رسولی من توابع لکھنو اقامت داشت۔ واکثر بہ بلگرام تشریف می آورد وہمیشہ بہ ہدایت وارشاد طالبان اشتغال داشت۔ وخلقی کثیر بہ تمسک ارادتش دست بہ دامن مدعا زد۔ میر بہ تاریخ چہار دہم ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۴ھ اربع وستین ومائۃ والف بہ رفیق اعلیٰ پیوست۔ ودر رسولی آرام گرفت۔ خاک پاکش زیارت کدہ خاص وعام است راقم الحروف گوید

آفتاب سحر آگاہی	پیر روشن دل صاحب تکمیل	
گفت تاریخ وصالش ہاتف	زیب خلد آمدہ میر اسمعیل ۱۱۶۴ھ	

درین محل دو کلمہ احوال شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ تیمنا در قلم می آید۔

(۱۷) شاہ عبد الرزاق

ساکن بانسہ من توابع لکھنو اصلش از قصبۂ محمود آباد است کہ در جوار بانسہ واقع شدہ پدرش با دختر بعضے از شیوخ قدوائی ساکن بانسہ کدخدا شد۔ شاہ عبد الرزاق از بطن

ان عفیفه متولد گردید و به علاقه ارث مادر در بانسه آمده توطن گرفت - ابتدائے حال به نوکرپیشگی

کسب معاش می کرد - آخر ترک داده عمرے در سیاحت گذرانید - و در سواد گجرات احمد آباد

شرف خدمت شاه عبد الصمد خدانما قدس سرهٗ دریافت در حلقهٔ ارادت درگوش کشید

و به مقصد اعلیٰ فائز شد - و به وطن مالوف برگشت - دوام لباس به طور اہل دنیا می پوشید

و به شغل زراعت کسب قوت حلال می کرد - چون برہانی ساطع داشت و وضیع و شریف

منقاد شدند - و علما و فضلا غاشیهٔ ارادت بر دوش کشیدند - و باآنکه اُمی محض بود

آیاتِ قرآنی را از بر خوانده تو ے تفسیر می کرد و حقائق و معارف بیان می فرمود که دانشمندان

را حیرت دست می داد - وفاتش پنجم ماهِ شوال ۱۱۳۶ھ ست و ثلثین و مائة والف واقع

شد مدفن قصبهٔ بانسه یزار و یتبرک به -

(۷۲) راقم الحروف فقیر آزاد

الحسینی نسبا والواسطی اصلا والبلگرامی جوارا و منشا و حنفی مذهبا والجشتی طریقة در تاریخ

بست و پنجم ماه صفر ۱۱۱۶ھ ست عشر و مائة والف لباس ہستی پوشید - و از ریعان آگاہی

سر رشتهٔ تحصیل علم بدست آورد - و کتب درسی از بدایت تا نهایت در حلقهٔ درس استاد

المحققین میر طفیل محمد بلگرامی طاب ثراه مرتب گذرانید و لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون

ادب از خدمت قدسی منزلت جدی و استاذی حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی

طاب مضجعه اخذ نمود و عروض و قافیه و بعضے فنون ادب از خدمت والا درجت میر سید محمد

خلف الصدق علامہ مرحوم مرقوم تلمذ کرد و در ۱۱۳۷ سبع وثلثین ومائۃ والف شرف بیعت
جناب مستطاب سید العارفین میر سید لطف اللہ المعروف بہ شاہ لدہا بلگرامی قدس سرہ
اندوخت۔ و در ۱۱۵۰ خمسین ومائۃ والف مطابق کلمہ سفر خیر از بلگرام بہ ارادہ حرمین شریفین
زادہما اللہ شرفا وکرامۃ برآمد۔ و در ۱۱۵۱ احدی وخمسین ومائۃ والف مطابق کلمہ عمل اعظم
این سعادت عظمی حاصل کرد۔ و در مدینہ منورہ علی منورہا الصلوۃ والتحیۃ بخدمت شیخنا و
مولانا الشیخ محمد حیات السندی المدنی الحنفی قدس سرہ صحیح بخاری قرات نمود۔ و اجازت
صحاح ستہ وسائر مفردات مولانا فرا گرفت۔ و در مکہ معظمہ صحبت شیخ عبد الوہاب
الطنطاوی المصری دریافت وبرخی از فوائد عظمی اکسب نمود شیخ عبد الوہاب نور اللہ مرقدہ
سرآمد علماء عصر ونزیل مکہ معظمہ بود وہمیشہ بہ نشر لوامع علوم می پرداخت۔ در ۱۱۵۷ سبع و
خمسین ومائۃ والف بہ جنۃ الماوی خرامید و در جنت المعلی آرامش گزید۔ شیخ عبد الوہاب
علیہ الرحمۃ اشعار عربی فقیر را بسیار تحسین کرد وہر گاہ آزاد تخلص بندہ شنید ومعنی آن را
فہمید۔ فرمود یا سیدی انت من عتقاء اللہ وازین نفس مبارک حضرت شیخ قدس سرہ
کہ در حق این سراپا گرفتار سر زدہ امیدواری ہا دارم۔ الحاصل فقیر در مکہ معظمہ بہ جنانہ
شیخ عبد اللطیف قدس سرہ اقامت گزید و در ۱۱۵۲ اثنین وخمسین ومائۃ والف مطابق
کلمہ سفر بخیر جانب ہند عطف عنان نمود تفصیل سفر حرمین شریفہما اللہ تعالی در آخر این
مجلد می طرازد۔ وذکر اماکن قدسیہ خیر الخاتمہ کلام می سازد۔ انشاء اللہ تعالی۔ و در حین
معاودت پنج ماہ اقامت بندر سورت صورت بست۔ از انجا سرے بہ دیار دکن کشید

ولبست وہفتم ذی القعدہ ۱۱۵۲ھ اثنین وخمسین ومائۃ والف وارد خجستہ بنیاد اورنگ آباد
گردید و در تکیۂ بابا شاہ مسافر نقشبندی قدس سرہ گوشۂ انزوا گرفت۔ واز برکات روح مقدس
طرفی بربست بعد چندی سلسلہ جنبان ازل تعالی شانہ سکون را با حرکت بدل ساخت
اکثر بلاد دکن سر مشق قدم سیاحت شد۔ وعجائبۂ صنع الٰہی کحل الجواہر بصیرت در چشم کشید
للہ الحمد والمنہ ازان روزے کہ ناصیۂ اخلاص با آستان بیت اللہ آشنا شد بیگانگی
از رسوم ابنائے روزگار بہم رسید۔ ومعنی تخلص آزاد بہ قدر استعداد جلوہ افروز گردید۔ فقیر را
با نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید خلف نواب آصف جاہ ربط عجبی اتفاق افتاد
وموافقتی کہ بالاتر ازان متصور نباشد دست بہم داد۔

چون نواب نظام الدولہ بعد رحلت پدر بر مسند ایالت دکن نشست۔ بعض
یاران دلالت کردند کہ حالا ہر رتبہ کہ خواہید میسر است اختیار باید کرد۔ ووقت را غنیمت
باید شمرد۔ گفتم آزاد شدہ ام بندہ مخلوق نمی توانم شد۔ دنیا بہ نہر طالوت می ماند
غرفہ ازان حلال است زیادہ حرام واین شعر فرو خواندہ شد ؎

غنیمت است کہ ما را ہمین بما بخشند	درین دیار کہ شاہی بہر گدا بخشند

کلاہ تزکیۂ نفس شکستن عہد ہمرنگی با آئینہ جوہر نما بستن است اما نعمت الٰہی را حق است
بر زبان کہ بے تحاشی ادا نہ تواند شد۔ ایزد سبحانہ سرو آزاد ہمت را نشو ونمائے استقامت
کرامت نماید۔ وگل سبد توفیق را آب رنگ ثبات مرحمت فرماید انہ علی ما یشاء
قدیر وبالاجابۃ جدیر۔ اکنون من تقریب جو بذکر بعض اکابر کہ درین سطور اسماء ایشان بر زبان

قسلم گذشت می پردازم - وادہم خامۂ خوش رفتار راجلوریزمی سازم -

(۷۳) شیخ محمد حیات السندی المدنی قدس سرہٗ

از علماء ربانیین وعظماء محدثین است - روزے از اصل ونسب شیخ استفسار کردم بہ خط شریف برقطعہ کاغذے نوشتہ داد - والد الفقیر محمد حیات السندی المدنی اسمہ ملا فلاریہ من قبیلہ چاچر الساکن فی اطراف عادل پور والسید موسی القادری الساکن فی کوتہ یعرفہ انتہیٰ چاچر بہ جیمین فارسیین بروزن ساغر قومی از کشور سند وعادل پور از توابع بھکر فقیر آن را دیدہ ام - وسید موسی قادری از اعیان حوالی بھکر است وکوت او مشہور مولد ومنشا شیخ محمد حیات قدس سرہ سید در عنفوان شباب توفیق زیارت حرمین شریفین یافت ودر مدینہ منورہ توطن وتاہل گزید وکمر بہ تحصیل علم بربست - وباوجود فقدان وجہ معاش استقامت را کار فرمود ونزد علماء حرمین معظمین سیما شیخ ابو الحسن سندی نزیل مدینہ منورہ نور اللہ مضجعہ کسب کمالات نمود وبرخی پیش شیخ عبد اللہ بن سالم البصری المکی قدس سرہٗ تلمذ کرد وتمام عمر در خدمت حدیث شریف صرف ساخت - وتبحرے عظیم درین فن اندوخت وہمیشہ ناشر علوم لطیفہ وعامر اوقات شریفہ بود - خواص وعام حرمین مکرمین ومصر وروم وشام اعتقاد واخلاص خاص داشتند واز ذات ہمایون کسب برکات می نمودند وقتے کہ فقیر از مدینہ منورہ بہ مکہ معظمہ زادہما اللہ شرفا وکرامۃ معاودت نمود - شیخ قدس سرہٗ مکتوبی نامزد فقیر نمود واسم فقیر سید علی بے اضافت غلام تحریر فرمود از جہت آنکہ در حدیث

شریف آمده که ہمہ کس عباد اللہ اند اطلاق عبودیت نسبت بہ مخلوق نباید کرد - فقیر در جواب
نامہ نوشت باین مضمون کہ مسلم روایت میکند "عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لایقولن احدکم
عبدی وامتی کلکم عباد اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولکن یقل غلامی وجاریتی
وفتای وفتاتی" و بخاری روایت میکند "لایقل احدکم عبدی وامتی ولیقل فتای وفتاتی وغلامی"
نیز قلمی ساختم کہ اگر واضع اسم غلام را بمعنی عبد ارادہ کردہ باشد و دیگرے معنی فرزند ارادہ کردہ
تلفظ نماید او را می رسد کہ لکل امرء ما نوی شیخ قدس سرہ بعد وصول خط داد انصاف داد
و بعد ازین اسم فقیر غلام علی تحریر فرمود وجہ خوب واقع شد انچہ ابن نجار در تاریخ بغداد در ذکر احمد
غزالی آوردہ کہ نوبتے قاری در مجلس او این آیہ خواند قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم
الآیہ فقال شرفہم بیاء الاضافۃ الی نفسہ بقولہ یا عبادی ثم انشد ؎

وھان علی اللوم فی جنب حبہا	وقول الاعادی انہ لخلیع
اصم اذا نودیت باسمی واننی	اذا قیل لی یا عبدھا السمیع

شیخ محمد حیات قدس سرہ در تاریخ بست و ششم صفر روز چہار شنبہ ۱۱۶۳ھ ثلث وستین ومائۃ
والف ودیعت حیات سپرد - و در بقعۂ مبارک بقیع مدفون گردید - "در رحلتہ شیخی" تاریخ یافتہ ام
تا در رحلت پنج عدد محسوب است زیرا کہ معتبر در قاعدۂ جمل صورت کتابت باشد نہ تلفظ شلی[۱]
در عقد الجواہر گوید - وقتیکہ لفظ در رسم الخط مختلف واقع شد مثل حصی ویحیی کہ در نطق الف است

[۱] نوٹ لفظ شلی معلوم نشد کہ کدام نسبت است ۱۲

ودر رسم یا۔ ومثل حمزة وطلحة که در نطق تا است ودر رسم ها۔ بعضی گویند معتبر مکتوب است نه ملفوظ۔ وبعضی گویند معتبر لفظ است نه رسم۔ سید عبد الله مدهر مینی کی گوید قول اول معتمد علیه است وقول ثانی نادر۔

(۳۸۷) شیخ عبد اللطیف

مولد ومنشا او امروهه از مضافات دهلی نسبش به شیخ عبد الله المعروف به شیخ ابن الله قدس سره می رسد که از مشاهیر اولیاے آن مقام است۔ ودر تاریخ پانزدهم ذی الحجه ۹۷۷ھ سبع وسبعین وتسعمائة متوجه عالم قدس گردید۔ شیخ عبد اللطیف در عنفوان شباب همت به احراز فضائل صوری گماشت۔ واز امروهه برآمده مدتها در بلگرام وقنوج به کسب علوم پرداخت واکثر کتب درسی در حوزهٔ درس میر سید نعمت الله نبیره ووارث سجاده میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الله اسرارهما گذرانید۔ وفیضها برگرفت۔ وبه خدمت شیخ حبیب الله قنوجی بیعت کرد۔ ونقد هستی در بوتهٔ ریاضت گداخته سرمایهٔ کنز مخفی بدست آورد۔ آخر به حرمین شریفین شتافت ودر مکهٔ معظمه بار اقامت کشاد۔ بعد چندے قصد هند کرد به اراده این که والدهٔ خود را از هند به حرمین شریفین برد۔ چون به وطن اصلی برگشت والدهٔ ازین عالم انتقال کرده بود۔ باز به حرم محترم معاودت نمود۔ وقریب پنجاه سال در ام القری شرفها الله تعالی بسر برد۔ هر سال مناسک حج بجامی آورد وقریب سی نوبت به زیارت مدینهٔ منوره علی صاحبها الصلوة والتحیة سرمایهٔ افتخار اندوخت۔

بسیار لطیف طبع رقیق القلب بود۔ ودر مروت قدر دانی ارباب کمال نظیر نه داشت۔ هر سال در موسم حج تلاش می کرد که اگر صاحب کمالی یا احدے از شرفا ونجباے هند وارد شده باشد

ملاقات کند - و به قدر استطاعت خدمتی به تقدیم رساند - محرر اوراق هر گاه از مدینه منوره به ام القری عود کرد - شیخ عبداللطیف خبر مقدم فقیر یافته به استقبال شتافت و مقید شد که در مخلص خانه نازل باید شد - قریب پنج ماه درین بلدهٔ طیبه به خانهٔ شیخ اقامت داشتم - مروت ها ازین عزیز مشاهده شد که جز به زبان بے زبانی ادانه توان کرد - جزاه الله عنا خیر الجزاء و به مصاحبت و مجالست او اوقات به حضور وافر گذشت -

می گفت - روزے پیش باب السلام حرم مکی درویشی هندی نژاد به نظر درآمد به غایت کثیف و بدمعاش به مجرد افتادن نظر کراهت دست داد - درهمان لحظه پرتو غیرت آلهی بردل تافت - نفس خود را ملامت کردم که از بنی نوع خود این قدر وحشت و نفرت چرا - الحال سزایت این است که با این شخص در یک ظرف هم طعام شوی - بخانه آمدم و طعامی مهیا ساختم و نزد درویش رفته گفتم که سرے جانب غریب خانه باید کشید - درویش دم نه زد و به خانهٔ من قدم رنجه فرمود طعام پیش آوردم - و با او در یک ظرف هم لقمه شدم - درویش از اول صحبت تا آخر حرفی نه زد و طعام را تناول نموده به محل خود برگشت - روز دیگر باز طعامی مهیا ساختم - و درویش را از باب السلام به خانه آورده در یک ظرف هم لقمه شدم چهل روز کامل برین منوال گذشت - روز چهلم درویش به سخن درآمد و گفت عمرها سیاحت کردم انسانی به قماش تو نه یافتم و من کیمیا سازم - در پاداش خدمتی که بجا آوردی ترا این صنعت تعلیم می کنم - گفتم من هم کیمیا سازم - گفت چگونه ؟ گفتم قوت بازوے که بآن کسب قوت حلال می کنم کیمیائے من است ولب بوریا را اگر دانیدم - دراهم و دنانیری که از کسب بازوے خود حاصل کرده بودم افتاده بود التفات نه کرد - و به دستور او در مقام اصرار بود

ومس در مقام انکار - آخر خود به خود آتش وبوته آورد ومس را در بوته گداخت وخاکسترے از کاغذ پارپیچیده برآورده در بوته ریخت - فی الحال قرص طلا بربست - گفت این را غنیمت باید شمرد که من اکنون قصد ہندوستان دارم مبادا بر فقدان این نعمت حسرت کشی - گفتم حرفی دارم گفت چیست - گفتم اگر ورود صحراے اتفاق شود که در آنجا مس بہم نه رسد می تواند خاک را زر ساختن - گفت این خود مقدور انسان نیست - گفتم پس چرا نظر بر آن کس نه باید داشت که خاک را زر می سازد - درویش بر استقلال من آفرین کرد ورخصت گرفت وباز در نظر نیامد -

شیخ عبد اللطیف در اوائل قدوم خود به مکه معظمه یک سال کامل در جبل ثور منزوی بود وریاضت شاقه کشید این جبل از شہر مسافت دو فرسنگ دارد وبر قله این کوه خارے نمونه برج ثور واقع شده وشب ہجرت ماه جہان افروز رسالت را در بر کشیده به تقریب جبل ثور نقلی از خودم بیاد آمد که در موسم تابستان که ہواے سموم برق تاز وجوشش حرارت خارا گداز بود بست ونہم محرم بکرم ۱۱۵۲ھ اثنین وخمسین ومائة والف قصد زیارت جبل ثور کردم ہمین که قدم از شہر بیرون گذاشتم - حرارت تشنگی غلبه کرد آب ہمراه نه گرفته بودم به خیال آنکه در اثناء راه بہم می رسد در راه جز عرق سعی آبے تراوش نه کرد چند کس دیگر در عرض راه ہم آمدند - این ہا آب قلیلے باخود داشتند اما شرم زبان سوال را بر بست که آب به نفس این ہا کفایه نمی کرد به دیگران چه رسد - این مسافت نشیب وفراز به چه مشقت طے شد جگر از التہاب حرارت کباب گشت - ونفس از طغیان پیوست موج سراب به پاے کوه رسیده

صعوبتِ دیگر پیش آمد کہ با وصف این حالت کوہ آسمان شکوہ را بہ قدم صعود باید پیمود تا کمر کوہ افتان و خیزان خود را رسانیدم بیشتر طاقت طاق شد۔ و شوقِ آب در مرآت خیال بہ کیفیت عجیبی نقش بست۔ عزیزے از فقیر دو سہ قدم بالاتر می گذشت و صراحی سفال در دست داشت۔ ناگاہ صراحی با سنگی ملاقات می کند نصف اعلی در دست او می ماند و نصف اسفل بشکل کاسہ امانت نزول می کند۔ و بہ حفظ قادر مطلق تعالی شانہ قطرہ آبے ضایع نمی شود کاسہ را بہر دو دست از ہوا گرفتم و از آن عزیز اجازت خواستہ تجرع نمودم بحق آفرینندہ کہ جان شیرین را خلق کرد آبے سرد بہ این شیرینی و خوش طعمی یاد ندارم ہنوز لذتِ آن در کام من است۔ و ہر گاہ تصور می کنم ذوق خاص در مے یابم و شک نیست کہ کارساز بے نیاز جل شانہ دران ساعت ترحم را کار فرمود و بندۂ سوختہ را بہ ساغر رحمت سیراب نمود فسبحان الذی ہو یطعمنی و یسقین۔

وفات شیخ عبد اللطیف در مکہ معظمہ سنہ ۱۰۵۰ خمسین و مائۃ و الف اتفاق افتاد و در جنت معلی مدفون گردید۔ بہشت نشیمن۔ تاریخ یافتہ شد رحمۃ اللہ علیہ۔ شاہ حبیب اللہ قنوجی پیر بیعت شیخ عبد اللطیف حاوی علوم ظاہر و باطن بود۔ و ہموارہ بہ لوازم ریاضت و درس علوم می پرداخت۔ در ایام طلب علم بہ مطالب کتاب چنانچہ باید نمی رسید۔ ازین وجہ خار خاری در دل داشت۔ شبے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دید و التماس کرد کہ این ہیچمدان را کشایشے در علوم نصیب شود۔ التماس او درجۂ قبول یافت۔ ہمین کہ از خواب بیدار شد ابواب علوم برو مفتوح گشت۔ و بر مسندِ تدریس نشستہ عالمے را

به تکمیلِ علوم ظاهر و باطن کامیاب ساخت۔ و در ۱۱۴۲ھ اثنین و اربعین و مائه و الف رو به عالم قدس آورد۔ کاتب الحروف فقرهٔ الموت جسر یوصل الحبیب الی المولی الحبیب۔ تاریخ یافت قبرش در قنوج است او مرید شاہ عبد الجلیل آله آبادی و او مرید شاہ محمد صادق و او مرید شیخ ابو سعید گنگوہی از احفاد امجاد شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس الله اسرارہم۔ بر ناظران این سواد روشن باد که باباشاہ مسافر اورنگ آبادی قدس سرہ که فقیر در تکیهٔ آن حضرت مدت هفت سال طرح اقامت ریخت۔ سلسله ایشان به مخدوم اعظم قدس سرہٗ منتهی می شود۔ مناقب و مآثر حضرت مخدوم از غایت ظهور مستغنی از بیان است احوال اکابر متاخر مجملا قلمی می گردد۔

(۷۵) مولانا میر خورد عزیزان بلخی قدس سرہٗ

خواہر زادهٔ مخدوم اعظم است۔ صاحب حالات سینه و جذبات قویه بود و در بلخ کوس مشیخت می زد۔ صاحب طبقات شاہ جہانی گوید "در سال نه صد و نود و سه به عالم علوی عروج نمود"

(۷۶) مولانا پاینده اخسیکتی قدس سرہ

اکبر خلفاء مولانا میر خورد عزیزان است۔ او را نقشبند ثانی و شیخ ولی تراش می گفتند خضر راہ از خود رفتن بود۔ و بلد کوچه به خدا پیوستن ناظران از مشاهدهٔ جمال باکمالش مدهوش می گشتند و خدا طلبان در اندک فرصت به سر حد کمال می رسیدند۔ در بخارا مسند نشین ارشاد بود و همواره باب سخا و ایثار بر روے خلایق می کشود۔ صاحب طبقات شاہ جہانی گوید "در سال هزار و ده

عالم فانی را بدرود نمود"

(۷۷) شیخ درویش عزیزان قدس سرہٗ

اکمل خلفاء مولانا پاینده اخسیکتی است او را احرار ثانی می گفتند که جامع غناء صوری و معنوی بود۔ قریات فراوان در ملک داشت۔ حاصلات آن را ہمہ صرف وارد وصادر می ساخت۔ پادشاه عصر نذر محمد خان در وقت نماز جمعہ به دیدن او آمد شیخ در مراقبہ بود یک دست بالا کرده تا بحدی که نزدیک شد که وقت نماز جمعه بگذرد۔ کسے را قدرت نہ شد که تعرض کند۔ آخر دست فرود آورده اشاره به اقامت فرمود۔ بعد فراغ نماز پادشاه به ادب تمام استفسار نمود که این توقف به کیفیت خاص چه بود۔ فرمود در ہفت کروہی بلخ دہی است در آنجا عبداللہ خان آدینہ مسجد نام مسجدی عالی بنا نہاده در انجا ہمہ مخلصان خود بودند۔ وقت نماز جمعه ہمہ به نماز مقید بودند که سقف مسجد آغاز فرو رفتن کرد۔ دست بالا کرده به نگاہداشت سقف مشغول بودم تا ہمہ بیرون آمدند بعد ازان گذاشته شد تا فرو رفت پادشاه مردم را به تحقیق فرستاد ہمان تاریخ بر آمد۔ موضع اقامت او غجدوان در جوار خواجہ جہان بعد وفات ہمانجا مدفون گشت۔

(۷۸) باباشاه سعید پلنگ پوش

از اکمل خلفاء شیخ درویش عزیزان است۔ وجه تلقب آنکه ہمیشه پوست پلنگ در بر

داشت - مولد بابا غجدوان است - پدر ایشان متمول بود - بابا در اوائل تحصیل علوم رسمی می پرداخت - و برا قران لوائے فوقیت می افراخت - روزے بعد درس باشرکا مقابله داشت - دران حال دید که جوقی از قلندران در گذر است و شخصے است درمیان ایشان لبس منور به مجرد دیدن منجذب شده در پے او رفت چون شخص به مسکن خود رسید التماس همرنگی نمود - او فرمود فقیری کار دشوار است به تحصیل مقید باید شد که سن شما تقاضاے آن دارد - در آن وقت هفت ساله بود - دست از طلب باز نه داشت آن بزرگ او را برهنه ساخته از ارے مرحمت نمود همان ساعت آن قدر جذب قوی در گرفت که راه بیابان پیش گرفت و قریب یازده سال در صحرا با برین منوال برهنه می بود در قرشی هفته دو بار بازار علی العموم می شود گاهے روز بازار می آمد هرچند مردم لباس می دادند قبول نمی کرد و بین الجمهور به دیوانه سعید مشهور بود - بعد یازده سال روزی در بازار قرشی در هجوم مردم به افاقه آمد و لباس شخصے را گرفته خود را پوشیده مردم در شگفت ماندند که دیوانه سعید هشیار شد - و آن شخصے که ایشان را جذب کرده بود بابا قل فرید نام داشت - بعد افاقه بازار بخارا به خدمت بابا قل فرید رسید و همراه به حرمین شریفین رفت - و هم در رکاب سعادت به بخارا مراجعت نمود تا آنکه روزی بابا قل فرید دست او را گرفته به خدمت شیخ درویش عزیزان گفت که این فرزند ماست تربیت او حواله شما می کنم که مرا وقت نزدیک رسیده است بابا قل فرید در همان ایام رحلت کرد - باباشاه سعید خدمت شیخ لازم گرفت از فیض تربیت والا به درجهٔ کمال و تکمیل فائز گشت بابا قل فرید پیر خرقه است و حضرت

فرید

شیخ پیر ارادت باباشاه سعید بعد ورود ہندوستان بہ حراست لشکر نواب غازی الدین خان
فیروز جنگ پدر نواب آصف جاہ مامور گردید لہذا ہمیشہ ہمراہ این لشکر می بود۔ واو را اشراق
عام و خارق عادات بسیار است۔

خلیفتی عبد الرحیم بلخی کہ از اعاظم خلفاء باباشاہ مسافر است و در سنہ ۱۱۳۰ ثلثین
ومائہ والف مطابق قطب المحققین در دار السلطنت لاہور متوجہ ملکِ بقا گردید۔ نقل فرمود
کہ وقتے ایشان خورد یعنی باباشاہ مسافر قدس سرہٗ از اورنگ آباد مرا بہ خدمت ایشان
کلان یعنی باباشاہ سعید قدس سرہ در لشکر نواب فیروز جنگ فرستادند در اثناء راہ در خواب
مے بینم کہ دو فیل پیش وپس می روند وفقیر در میانہ است۔ فیل پیش صغیر الجثہ است در کمال
مستی و شورش وفیل قفا عظیم الجثہ با تمکین وکمال آہستگی در رفتار۔ بعد بیدار شدن
چنین بہ خاطر رسید کہ فیل پیش ایشان کلان اند وفیل قفاء ایشان خورد مگر ایشان خورد در مرتبہ
عظیم تر باشند۔ چون بہ خدمت ایشان کلان رسیدم شش ماہ در خدمت بودم
گاہے ہیچ خاطرے را بہ خود راہ نہ دادم مگر روزے بہ سعادت حضور فائز بودم۔ وسخن در
حقائق ومعارف می رفت ہمان واقعہ رویا در باطن خطور کرد ایشان کلان دفعۃً این آیہ
فرو خواندند لا نفرق بین احد من رسلہ وکرت دیگر روزے با جمعی حرف می زدند
کہ بہ خاطر گذشت چون اندیشہ را پیوستگی بہ کلی حاصل شود چرا بہ معاش ومعاشرت روآرد فوراً
ملتفت شدہ فرمودند تقاضاء این نشاء چنین است۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام با وجود
مرتبہ نبوت ازین فارغ نہ بودہ اند۔ روزے فرمودند چہل سال است کہ خواب از چشم من رمیدہ

وآنی تصرف نہ نمودہ رحلت ایشان ہفتم رمضان سنہ ۱۱۱۰ھ عشر ومائۃ والف در لشکر

نواب فیروز جنگ در سواد شہر گلبرگہ واقع شد نقش مبارک را بہ اورنگ آباد آوردہ در تکیہ

شریف دفن کردند این مصراع تاریخ است ع-

قصر جنت بود مکان سعید

۱۱۱۰ھ

(۷۹) باباشاہ مسافر قدس سرہٗ

لوائے ولایت بر دوش وارشد خلفائے باباشاہ سعید پلنگ پوش است ؎

	المولفہ	
قطب زمان صاحب شاہ عظیم		شاہ مسافر بہ در حق مقیم
خسرو بے تاج و نگین و علم		تاج دہ قیصر و خاقان و جم
ریشہ بہ اسرار حقیقت دواند		دامن ہمت بہ دو عالم فشاند
خود شکنی ہا اثر ذکر او		روشنی دل اثر فکر او
بادشہ سلسلۂ نقش بند		یک نظر او دو جہان را پسند

باباشاہ سعید می فرمود شانزدہ کس از ما رخص شدند ہمہ مخفی رفتند۔ مگر شاہ مسافر کہ

شیخی ما را ظاہر کرد۔ مولد و منشاء باباشاہ مسافر غجدوان است ونام اصلی او حافظ محمد عاشور

باباشاہ سعید ایشان را مسافر خطاب فرمود در اوائل بہ خدمت میر عطاء اللہ سماکتری

پیوست وبہ طریق کبرویہ ریاضت ہا کشید۔ بعد چندے میر عطاء اللہ ایشان را رخص

بہ سیاحت نمود از انجا در غور آمدہ دوازدہ سال اقامت نمود۔ وبا مشائخ آنجا صحبت داشت

از آنجا به کابل آمده باباشاه سعید را دریافت و به حلقهٔ ارادت درآمد و بعد هفت سال
رخصت گرفته به حرمین شریفین شتافت۔ و بعد تحصیل این سعادت در اوائل عهد
خلد مکان به هند معاودت نمود و در اورنگ آباد جاے که الان تکیهٔ مرقد مبارک است
طرح اقامت ریخت وتا نفس واپسین برنه خاست و حاشیه نشینانِ بساطِ ارادت
را به صدرِ کمال و تکمیل رسانید۔ و چهارم رجب ۱۱۲۶ھ ست و عشرین و مائة و الف
دامن از عالم سفلی برچید و پهلوے پیر خود جانب قبله آسایش گزید میرزا عنایت اللہ بیگ
اندجانی متخلص به راجی گوید ؎

مسافر شاه اربابِ معارف	مقیم عرش شد از فرش این طاق
خرد تاریخ سال رحلتش گفت	مسافر شد ز عالم قطبِ آفاق

(۸۰) بی بی خورد قدس سرها

مولد و منشاء او بلگرام است۔ آورده اند که پدر و مادر خواستند که او را کد خدا سازند
ابا کرد آخر نه گذاشتند و مراسم طوی شروع کردند وقتے که مشاطه او را آراسته به جلوه آورد۔
جلوهٔ دیگر نمود و تبسم کنان در انجمن روحانیان خرامید۔ مادر و پدر از مشاهدهٔ این حال داغ
شدند و باہمان لباس و زیور زیر خاک سپردند۔ و زدان خبر یافته شب بر سر تربت او آمدند
و خواستند که قبر او وا کرده زیور و لباس به دست آرند به حکمِ قادرِ مطلق تعالی اشانه همه نابینا
شدند۔ و در مقام حیرت فرو ماندند۔ صبح از ظهور این کرامت شورے در خلق افتاد و خاک پاک
او تا صبح قیامت زیارت گاه خلائق شد محله خورد پوره به نام او ست رحمة اللہ تعالی علیها۔

فصل دوم

در ذکر فضلا نور الله مضاجعهم

وپیش از شروع تراجم اکابر گلی چند مناسب فصل در دامن قرطاس ریخته می شود که اگر هوشیار مغزی چشم التفات کشاید به استشمام روائح میس نماید۔

بر ضمائر واقفانِ منازل اخبار و عابرانِ مراحل آثار مبرهن است که در قرون سالفه پیش ازان که دین اسلام بر منصۂ ظهور جلوه افروز شود عالی فطرتانی گذشته اند که خود را در بوتۂ ریاضت گداخته روح مجرد ساختند و عالمِ ملک و ملکوت را به نظر دقت سیر کردند۔ وحقایق اشیا را به قدر طاقت بشری دریافتند وضوابط وقوانین علوم وضع کردند و احسانی عظیم بر زمانیانِ استقبال واگذاشتند۔ صاحب کشف الظنون به عبارت عربی گوید۔ خلاصۂ کلامش این که

مردمِ عالم دو قسم اند فرقه هستند که به شانِ علم اهتمام کرده اند و اصناف معارف به ظهور آورده و فرقۂ دیگر اند که اعتنا کرده اند به شانِ علم به حیثیتی که اسم عالم بر ایشان اطلاق توان کرد۔

از جملۂ قسم اول اهل مصر و روم و هند و فرس و عبرانیین یعنی بنی اسرائیل و کلدانیین و آن گروهی بودند در زمانِ قدیم مسکنِ این ها زمین عراق و جزیره عرب و لغت این ها سریانی بود و از جمله قسم ثانی بقیه امم سوائے مردم چین و ترک و چون آفتاب عالم تاب اسلام

سر از افق عرب بر آورد و مضمون قول خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام گل کرد کہ ادا بیت لی
الارض فارایت مشارقہا ومغاربہا وسیبلغ امتی ما ادی لی
اوائل بر انداختہ شد۔ و مسلمانان کتب عمل سابقہ فراوان سوختند۔ و علما مطالعہ توریت
و انجیل و غیرہما را منع کردند بلکہ بعضے بہ تحریم رفتند۔ کرمانی شارح بخاری گوید در تحریف
توریت و انجیل اختلاف کردہ اند۔ آیا در لفظ است یا در معنی بعضے میل کردہ اند بہ شق
ثانی و جائز داشتہ اند مطالعہ و این قول باطل است و جائز نیست مطالعہ بہ اجماع
و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با عمر رضی اللہ عنہ صحیفہ توریت دید و غضب فرمود۔"
انتہی کلام الکرمانی۔

و چون سعد بن وقاص ملک فارس را فتح کرد و کتب فلاسفہ بیش از حصر بدست افتاد
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ را نوشت چہ باید کرد۔ عمر رضی اللہ عنہ نوشت :۔

اطرحہا فی الماء فان یکن ھدی فقد ھدانا اللہ باھدی منہا وان یکن
ضلالا فقد کفانا ھا اللہ فطرحوھا فی الماء والنار۔"

الحاصل جمیع مسلمین اتفاق کردند بر اخذ و عمل کتاب الٰہی از دست رسالت پناہی
صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین از جہت برکت صحبت رسول صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم و قرب عہد مبارک و کثرۃ علم و این چنین تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ حاجت
بہ تدوین علوم شرائع نہ داشتند بہ حدے کہ بعضے کتابت علم را مکروہ پنداشتند و استدلال
کردند بہ حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کہ استاذن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم فی کتب العلم فلم یاذن لہ وشخصے کتابے نوشتہ بر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
عرض کرد۔ عبداللہ کتاب را گرفت و بہ آب محو ساخت۔ آن شخص سبب استفسار نمود فرمود
از بیم آنکہ مبادا بر کتاب اعتماد کنید وحفظ را ترک دہید وچون ملت اسلام وسعت گرفت
وبلاد شرق وغرب بہ تصرف اسلامیان درآمد وصحابہ رضی اللہ عنہم در اقطار امصار متفرق
شدند ورخت زندگانی ازجہانِ فانی بربستند وفتنہ ہا سر از گریبان برآورد وتخالفِ عقول وآرا
گل کرد ووجود علما وحفظۂ علوم رو بہ کمی آورد وہمت ہا قاصر افتاد۔ وخلائق بہ بقیۂ علما ومجتہدین
رحمہم اللہ تعالیٰ رجوع آوردند وامر فتویٰ شیوع گرفت۔ وبیم آن شد کہ احکام شریعت
غرّا اضمحلال پذیرد۔ وحق با باطل التباس گیرد در اواخر عہد تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین
علماء ملت اسلام اساس تدوین گذاشتند وحقی عظیم برین امت مرحومہ ثابت کردند جزاہم
اللہ عنا خیر الجزاء و اختلاف است درین کہ اول کسیکہ در عہدِ اسلام تصنیف کرد کیست بعضی
گفتہ اند عبدالملک بن عبدالعزیز بصری متوفی در سنہ ۱۵۶ھ ست وخمسین ومائۃ بعضے گفتہ اند
ربیع بن صبیح متوفی در سنہ ۱۶۰ھ ستین ومائۃ وبعد ازان تصنیف کرد سفیان بن عیینہ۔ بعد ازان
امام مالک رضی اللہ عنہ موطا را در مدینۂ منورہ۔ بعد ازان عبداللہ بن وہب در مصر ومعمر
بن عبدالرزاق در یمن۔ وسفیان ثوری ومحمد بن عقیل وابن عران در کوفہ۔ وحماد بن سلمہ
وروح بن عبادہ در بصرہ۔ وہشیم در واسط۔ وعبداللہ بن مبارک در خراسان۔ ومطمح نظر
این اکابر در تصانیف خود ضبطِ مبانی وکشفِ معانی قرآن وحدیث بود رحمہم اللہ تعالیٰ
وچون امر خلافت بر بنی عباس قرار گرفت خلیفہ ثانی منصور دوانیقی از اثر صحبت اعاجم رغبتی

به علوم فلاسفه بهم رساند۔ خصوص تنجیم را بسیار دوست گرفت۔ و منجمین را فراوان تربیت و نوازش نمود۔ چون نوبت خلافت هفتم مامون بن هارون رسید میل کلی به این علوم پیدا کرد۔ و بنیادی که جد او گذاشته بود به اتمام رسانید۔ و علوم فلاسفه را از معادن و مواضع اصلی استخراج نمود۔ و ایلچیان نزد ملک روم فرستاد و کتب فلاسفه را خواهش نمود۔ ملک روم آن قدر کتب که بهم رسید از افلاطون و ارسطاطالیس و بقراط و جالینوس و اقلیدس و بطلیموس و غیرهم پیش خلیفه ارسال داشتند۔ خلیفه ترجمانانِ ماهر را فرمود تا ترجمه ساختند و در حلقهٔ درس انداختند۔ دانش پژوهانِ روزگار کمر همت بر بستند و حسب الطاقه ورزش و اتقان علوم را به درجهٔ کمال رسانیدند۔ و تصانیف لطیفه برای نورسانِ ریاض استقبال وا گذاشتند و عمدهٔ این ها معلم ثانی ابونصر فاریابی است و ابوعلی سینا و قاضی ابوالولید بنِ الرشیدی و وزیر ابوبکر مشهور به ابن الاصایع اندلسی و غیرهم کشف الظنون گوید و درین جا ملخص کلامش نقل کرده می شود۔

از غرائب آنکه علماء ملت اسلامیه در علوم شرعیه و عقلیه اکثر اعاجم اند الا فن فصاحت و بلاغت و نظم اشعار آبدار و ترتیب خطب و اخبار که مجموع این فنون را عرب به درجهٔ قصوی رسانیده اند اما علوم شرعیه بنا بر مجموع بر قوانین و ضوابط است و محتاج به علوم دیگر اند که وسیله علوم شرائع باشد مثل قواعد عربیت و قوانین استنباط و قیاس و ادلهٔ قاطعه که به آن رد عقائد باطله توان کرد۔ و مجموع این فنون مفتقر به تعلیم و تعلم اند و مندرج تحت صنائع که اهل حضارت را می باشد و گفته اند که جمیع حصر در صفت حضارت تابع عجم است چه این ها

درصنائع وحرف ملکۂ راسخہ دارند ودرین باب از سائر امم فائق اند لاجرم در ضبط واتفاق

علوم وتدوین فنون ہیچکس بہ اعاجم نمی رسد واز جملہ علماء عجم در صناعت نحو سیبویہ

وابوعلی فارسی وزجاج کہ ہمہ عجمی الاصل اند- واز مخالطت عرب زبان را کسب نمودند

وقوانین عربیت بہ ضبط وقید کتابت در آوردند وہمچنین محدثین وحفاظ مثل اصحاب صحاح

ستہ ومفسرین واصولیین وغیرہم رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اما علوم عقلیہ جملہ

صناعت اند- وقرعۂ این علوم بنام اعاجم افتادہ تا اینجا خلاصۂ کشف الظنون است

وچون ولایت روم وایران وتوران قدیم الاسلام است نہال علم اول درین سرزمین

ریشہ دوانید ورتبہ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء بہم رسانید- وبعد ازان کہ طلیعۂ اسلام

الویہ تسخیر ہند برافراخت وپرچم اعلام وظفر انجام برین مملکت سایہ انداخت جمعی از علماء

والاقدر بہ پرتو ورود خود شبستان ہند را منور ساختند وبہ افاضۂ انوار علوم عقلی ونقلی

چراغانی برافروختند وبعد ازان در ہر عصر جمعی ازین طائفہ علیہ قدم در شہرستان وجود گذاشتند

ورایت ترویج علوم وتمہید فنون برافراشتہ تفصیل از کتب تواریخ باید جست درین

مختصر تیمناً چندے از مشاہیر این گروہ والاشکوہ را بیان می سازم وبعد ازان بہ ذکر

فضلاء بلگرام کہ محرک سلسلۂ تدوین است می پردازم-

(۱) مولانا حسن

بن محمد بن حسن بن حیدر الصغانی اللاہوری نور اللہ ضریحہ عالم ربانی ودانائے غوامض

معانی بود و در فقه و حدیث و علوم دیگر پایۂ عالی داشت۔ ولادت او در لاہور پانزدہم صفر ۵۷۷ھ سبع و سبعین و خمسمائۃ واقع شد۔ صنعانی او را به اعتبار اصل گویند۔ صنعان به فتح صاد مہملہ و غین معجمہ شہری ست از بلاد ما وراء النہر ابتداء حال نزد والد خود تلمذ کرد و فنون کثیرہ تحصیل نمود و استعداد عالی بہم رساند و در ۶۱۵ھ خمسۃ عشر و ستمائۃ به بغداد رفت و سالہا در آنجا رحل اقامت افگند و به تدریس و تصنیف مشغول گشت از آنجا به مکۂ معظمہ شتافت و مدتے به مجاورت بیت اللہ سعادت اندوخت و جانب عراق عطف عنان نمود و در ۶۱۷ھ سبعۃ عشر و ستمائۃ خلیفۂ وقت او را بر سبیل رسالت به ہند فرستاد۔ و در ۶۲۴ھ اربع و عشرین و ستمائۃ از ہند به عراق برگشت و کرت ثانی بر سبیل سفارت از آنجا به ہند آمد۔ و در ۶۳۷ھ سبع و ثلثین و ستمائۃ به بغداد معاودت نمود و او در مکۂ معظمہ و عراق عرب و ہند از شیوخ فراوان حدیث را سماع نمود۔ و تصانیف غرا پرداخت مثل مشارق الانوار کہ شہرت تمام دارد۔ و شرح بخاری۔ و مصباح الدجی و الشمس المنیرہ۔ و در السحابہ و شرح آن ہمہ در فن حدیث و کتاب شوارد و عباب و شرح القلادۃ السمطیہ فی توشیح الدریدیہ و کتاب الافتعال در لغت۔ و کتاب الفرایض و کتاب العروض۔

وفاتش در بغداد ۶۵۰ھ خمسین و ستمائۃ در عہد معتصم ختم خلفاء عباسیہ اتفاق افتاد فرزندان خود را وصیت کرد کہ نعش او را به مکۂ معظمہ نقل کنند۔ اول او را در حرم طاہری واقع بغداد به خانۂ خودش امانت گذاشتند۔ و در سال مذکور به مکۂ مقدسہ آوردہ دفن ساختند مولانا در آغاز مشارق الانوار تمناے قبر خود دران بلدۂ فاخرہ بیان کردہ و گفتہ اعانۃ بہا حمید اقاقبرہ

ثم اذا شاء المنشرة رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

(۲) شیخ حمید الدین دہلوی

دانش مند والاقدر بودہ وشرحی مفید بر ہدایہ فقہ نوشتہ۔ ودر ۷۶۴ھ سنہ اربع وستین وسبع مائۃ متوجہ دار البقا گردید۔ صاحب کشف الظنون گوید:۔

"شرح الشیخ حمید الدین شرح لطیف ممزوج۔ اوّلہ "الحمد للہ الذی ہدانا فی بدایتنا الی خدمۃ کتابہ
"المبین الی آخرہ" قال العلامۃ ابن الکمال ہو شرح جلیل جمع فیہ لب شروح کثیرۃ لکنہ اطنب
"فی موضع الایجاز واوجز فی موضع التفصیل فلذلک کثرت علیہ الاعتراضات اقوال العلامۃ ابن الکمال و
"ان کان فرید دہرہ بلا مانع ووحید عصرہ بلا مدافع لکنہ صرف عنان عزمہ عن التحقیق فی اکثر مصنفاتہ
"وسلک طریق الجدل فی اشہر مولفاتہ سیما فی شرحہ علی الہدایۃ فانہ وصل فیہ الجدل الی النہایۃ"
"انتہی کلام کشف الظنون ملخصا۔

(۳) مولانا شمس الدین یحیی الاودی نور اللہ مرقدہ

آفتابے است مفیض انوار دانش وعالی جنابے است مفید انواع بینش۔ تلمیذ مولانا ظہیر الدین بھکری ومولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ است۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلوی قدس سرہٗ بہ خدمت مولانا شمس الدین تلمذ نمود ودر مدح استاد می گوید

اسالت العلم من احیاک حقا	فقال العلم شمس الدین یحیی

مولانا از اجلۂ خلفاء سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہٗ
زی علما داشت وہموارہ بہ اشاعۂ علوم و افاضۂ تصانیف می پرداخت - وکار علم و تبحر مولانا
بہ جائے کشید کہ اُستادان شہر دہلی در حلقۂ درس او بہ زانوئے ادب نشستند و در ذیل
تلامذہ منسلک گشتہ بہ شاگردی افتخار نمودند - مولانا تصانیف دارد - اما درین عصر کم یافت
می شود - آرامگاہ دہلی -

(۴) قاضی عبد المقتدر

بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی قدس سرہٗ سر آمد روزگار و در فضائل
صوری و معنوی عظیم الاقتدار است - در آوان تحصیل بہ شرف ملازمت شیخ نصیر الدین
محمود قدس سرہٗ می رسید - و ذکر مقدمات علمی در میان می آورد - شیخ او را بسیار دوست
می داشت - و ابحاث او را تحسین می کرد و بہ تحصیل علم ترغیب می فرمود - آخر الامر
دست بہ دامن ارادت زد و کمال صوری را با جمال معنوی ہم آغوش ساخت - ہموارہ
بہ افادۂ طلبہ می پرداخت - ولب تشنگان را بہ سلسبیل علوم سیراب می ساخت و طریقۂ
انیقۂ شیخ نصیر الدین محمود و اکثر خلفاء او نور اللہ مضاجعہم حفظ آداب شریعت و اشتغال
درس بود - شیخ نصیر الدین می فرمود یک مسئلہ شرعی فضل دارد بر ہزار رکعتے کہ
آمیختہ با عجب و ریا باشد -

قاضی عبد المقتدر در تاریخ بست و ششم محرم ۷۹۱ھ احدی و تسعین و سبعمائۃ مقام
عند ملیک مقتدر قرار گرفت و ہشتاد و ہشت سال عمر یافت - خواب گاہ دہلی - قاضی

در لسان عربی شاعر بارتبه است قصیدهٔ لامیه او را شیخ عبد الحق دهلوی قدس سرهٔ در اخبار الاخیار ذکر کرده درین صحیفه چند بیت به اتباع حضرت شیخ درج می شود

یا سابق الظعن فی الاسحار والاصل	سلم علی دار سلمی وابک ثم سل
عن الظباء التی من دابها ابدا	صید الاسود بحسن الدل والبخل
وان ملوک الکرام قد مضوا قد وا	حتی یجیبک عنهم شاهد الطلل
اضحت اذ ابعدت عنها کواعبها	اطلالها مثل اجفان بلا مقل
ان الظباء التی یصحن راحلة	فیها لها حرضت عن الحول
ان کن مستغنیات فی تزیینها	عن الحلی وکحل العین والحلل
فان من ملکت قلبی لها شرف	علی المها العین والآرام بالاطل
فدی فوادی اعرابیة سکنت	بیتا من القلب معمور بلا حول
یا طالب الجاه فی الدنیا تکون غدا	علی شفا حفرة النیران والشغل
یا طالب العز فی العقبی بلا عمل	هل تنفعک فیها کثرة الامل
مکّارة اکلت کالهر اولادت	حیالة قتلت من جاء بالحیل
فلا تکن لمزید الرزق مضطربا	واقنع بما قسم القسّام فی الازل

(۵) مولانا معین الدین عمرانی دهلوی قدس سرهٔ

از علمای فحول و حملهٔ فروع و اصول بود - و استاد شهر دهلی عمرنا الله تعالی و معاصر سلطان محمد بن تغلق شاه

آوروه اندکه سلطان محمد مولانا معین الدین را به ولایت فارس نزد قاضی عضد ایجی فرستاد والتماس نمود که به هندوستان تشریف آرد۔ وتن مواقف را به نام او سازد۔ سلطان ابو اسحق والی شیراز مانع شد۔ وفرمود تخت سلطنت به شما تسلیم می کنم۔ وہر خدمتے که باید به تقدیم می رسانم قاضی چون تواضع سلطان را به این مرتبه مشاہده کرد از عزیمت ہندوستان درگذشت ودروطن خود قدم اقامت افشرد ومواقف را به نام سلطان ابو اسحق ہوشیخ ساخت۔ ونام اورا تا دور روزگار به کرسی عزت نشاند۔

مولانا معین الدین عمرانی وقتے که به خطه شیراز وارد شد در آنجا آثار فضل ودانش ازو به ظہور رسید وبه مزید اعزاز واکرام اختصاص یافت۔ از تصانیف اوست حواشی کنز وحسامی ومفتاح۔

(۶) مولانا خواجگی دہلوی نور الله مضجعه

عالم ربانی وتلمیذ مولانا معین الدین عمرانی است۔ پس از طے منازل فنون ظاہر جاده پیمای طریق باطن شد۔ وسعادت ارادت شیخ نصیر الدین محمود اودی قدس سرهٗ دریافت ومراتب تزکیه وتصفیه به کمال رساند وخلعت خلافت وارشاد پوشید وبر طریقهٔ اینقه حضرت مرشد وبرادران طریقت قدس الله اسرارہم شغل درس پیش گرفت۔ ہمواره به دانش آموزی می پرداخت۔ وطائفه تحصیلیان را از سرمایهٔ علوم بہره مند می ساخت ہنگامی که امیر تیمور صاحبقران قصد دہلی کرد میر سید محمد گیسو دراز قدس سرهٗ در عالم رویا بر نہضت

افواج تیموری وخرابی ولایت دہلی آگاہ شد۔ ومردم راازین واقعہ بیدارساخت۔ مولانا خواجگی بررویاے حضرت سید قدس سرہٗ از دہلی برآمد ورخت سفر جانب کالپی کشید وبقیہ ایام زندگانی ہمانجا بہ پایان رسانید۔ مقبرہ او بیرون شہر کالپی است۔

(۷) مولانا احمد تھانیسری روح اللہ روحہ

فاضل بے نظیر وشاعر خوش تقریر است ومقتبس انوار معنوی ومرید چراغ دہلوی نور اللہ مرقدہٗ اورا با مولانا خواجگی دہلوی طاب ثراہ مواخات بود۔ اما در ہجرت از شہر دہلی موافقت اتفاق نیفتاد تا آنکہ عساکر تیموری دررسید وولایت دہلی را تاالان[۱] نمود۔ متعلقان مولانا احمد تھانیسری بہ اسیری درآمدند۔ وبعد فرونشستن غبار فتنہ نجات یافتند۔

صاحب قران امیر تیمور تعریف مولانا گوش کردہ در حضور طلبید وجوہر فضل وکمال معائنہ نمودہ بہ مجالست ومصاحبت مخصوص ساخت۔ بعد معاودت موکب تیموری وبرہم شدن رونق دہلی۔ مولانا احمد نیز با اہل وعیال قصد کالپی کرد۔ ودرآنجا طرح توطن ریخت وتتمہٗ عرصۂ عمر را بہ تقدیم عبادت ودرس علوم معمور ساخت۔ قبر مولانا درون قلعہ کالپی واقع شدہ۔ شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہٗ قصیدۂ دالیۂ او را در اخبار الاخیار آوردہ چند بیت از اشعار چیدہ زیور این کتاب ساختہ می شود ؎

اطار لبی حنین الطائر الغرد	وھاج لوعۃ قلبی التائۃ الکمد

[۱] شاید کہ تاراج باشد ۱۲

واذكرتني عهودا بالحمى سلفت حمامة صدحت من لاعج الكبد

باتت تورقني والقوم قد هجعوا من بين مضطجع منهم ومستند

ما زار طرفي غمض بعد بعدكم ولا خيال سرور دار في خلدي

ليت الهوى لم يكن بيني وبينكم وليت حبل وداد غير منعقد

كانت مواسم ايام وعزتها ولت سراعا على رغم ولم تعد

كانه لم يكن بين الحمى انس الى اللوى وكان الحي لم تقد

لا عيش بعد لييلات الكثور غدا ولا وصول الى ذات الحمى بيدي

حل الاحاديث عن ليلى وجارتها وارحل الى السيد المختار من ادد

محمد احمد الهادي لامته الى الصراط صراط غير ملتحد

بر رؤف رحيم سيد سند سهل لعفاة رحيب الباع والعضد

افديك بالروح والقلب المشوق معا والنفس والمال والاهلين والولد

قد عاقني البعد عن مرماي يا سكني وطال شوقي الى لقياك يا سندي

ارجو الوفادة في رض حلت به يا لهف نفسي اذا ما كنت لم افد

عطفا علي ورفقا بي ومكرمة فليس غيرك يا مولاي ملتحدي

يارب صل وسلم دائما ابدا على النبي نبي الحق والرشد

وصحبه وذويه الطاهرين ومن احبهم شغفا في الغيب والعدد

ما لاح برق وما سح الغمام على ربى الفلا فكساها حلة القند

عض الاادومة محضل وملتبا		دما تغرد غريد على فتن

(۸) قاضی شہاب الدین ملک العلماء

بن شمس الدین بن عمر الزاولی الدولت آبادی روح اللہ روحہ عمدۂ دانش مندان ہند است - وشہرۂ بلاد عرب وعجم مولد او دولت آباد دہلی است دانش رسمی نزد - مولانا خواجگی دہلوی و قاضی عبد المقتدر شریحی اندوخت - وچراغ امتیاز در انجمن اقران برافروخت اگرچہ دران عہد دانش مندان دیگر نیز فائق عصر بودند اما طالع شہرتی کہ او یافت احدی را یسر نہ گشت وآثاری کہ ازو بر صحیفۂ روزگار باقی ماند از دیگرے پیدا نیست - قاضی عبد المقتدر درباب او می فرمود پیش من طالب علمی می آید کہ پوست او علم - ومغز او علم واستخوان او علم است ایامی کہ رایات تیموریہ جانب دہلی حرکت کرد - قاضی در رکاب استاد خود مولانا خواجگی طریق مہاجرت از دہلی پیمود - مولانا در کالپی رحل اقامت افگند - وقاضی جانب جونپور رفت - سلطان ابراہیم شرقی اشرق اللہ ضریحہ مقدم او را مغتنم دانستہ لوازم قدرشناسی افزون از وصف بجا آورد وبہ خطاب ملک العلمائی بلند آوازہ ساخت - عرق حسد ابنائے جنس در جنبش آمد - قاضی شکایت حساد مولانا خواجگی نوشت - مولانا این دوبیت شیخ سعدی شیرازی در جواب قلمی فرمود ؎

اے پیش از آنکہ در قلم آید ثنائے تو	واجب بر اہل مشرق ومغرب دعائے تو
اے در بقائے عمر تو نفع جہانیان	باقی مباد آنکہ نخواہد بقائے تو

گویند در اندک زمانی جماعۂ حساد فانی گشتند۔ از تصانیف قاضی حواشی کافیہ در حین حیات او مشہور آفاق گشتہ۔ وارشاد متن در علم نحو کہ تمثیل مسئلہ در ضمن تعبیر التزام کردہ وطرزی تازہ برروے کار آوردہ و بدیع المیزان متن در فن بلاغت کہ عبارات مسجعہ دارد۔ و بحر مواج تفسیر کلام اللہ بزبان فارسی و درین تفسیر سعی بلیغ دربیان ترکیب ومعنی ووجوہ وصل وفصل آیات بینات بہ کار بردہ۔ وشرحی براصول بزدوی تا بحث امر۔ وشرحی طویل بر قصیدہ بانت سعاد[۱]۔ ورسالہ فارسی در تقسیم علوم وصنائع۔ ورسالہ مناقب السادات وغیرہا قاضی در تاریخ بست وپنجم رجب المرجب سنہ ۸۴۹ تسع واربعین وثمانمائۃ بہ گلگشت فردوس اعلیٰ شتافت۔ مرقد منورش در بلدۂ جونپور جانب جنوبی مسجد سلطان ابراہیم شرقی۔

(۹) شیخ علی بن شیخ احمد مہایمی قدس سرہ

از قوم نوایت ست وقوم نوایت در بلاد دکن معروف ومشہور اند۔ طبری در تاریخ خود گوید:۔

نایتہ طائفہ ایست از قریش کہ از ترس حجاج بن یوسف ثقفی کہ پنجاہ ہزار کس علما واولیا را ناحق کشت۔ از مدینہ منورہ برآمدند وخود را بہ ساحل بحر ہند رسانیدند ودران سرزمین توطن برگرفتند۔ واین تفرقہ در سنہ ۱۵۲ اثنین وخمسین ومائۃ ہجری واقع شد۔

مہایم بروزن عظایم یکے از بنادر گجرات احمد آباد شیخ علی تحریر زبان وصاحب ذوق

[۱] این شرح در بلدۂ حیدرآباد دکن بمطبع دائرۃ المعارف النظامیہ چاپ شدہ ۱۲

وعرفان بود مثبت توحید وجودی وپیرو شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ تصانیف

رایقہ مثل تفسیر رحمانی وزوارف شرح عوارف المعارف وشرح فصوص الحکم وشرح نصوص

شیخ صدرالدین قونوی قدس سرہٗ وادلۃ التوحید وغیر ذلک در جمادی الاولی ۸۸۵ھ

خمس وثلثین وثمانمائۃ متوجہ عالم قدس گردیدہ در مہایم جاے آرامش برگزیدزارو

یتبرک بہ۔

(۱۰) شیخ سعدالدین خیرآبادی قدس سرہٗ

پدرش قاضی بڈہن نام قاضی قصبۂ اناؤ[۵۱] بود۔ شیخ سعدالدین راطفل گذاشتہ

ازعالم رحلت کرد۔ آثار رشد در آوان طفولیت ازناصیۂ شیخ سعدالدین ہویدا بود چون اورا

درمکتب فرستادند ہر روز لوح خود را ضبط می کرد وہر شب ہزار بار می خواند۔ قرآن مجید را

ہم بر این نمط تختہ تختہ یاد گرفت۔ ودر عنفوان سن تمیز بہ خدمت مولانا اعظم لکھنوی

روح اللہ روحہ پیوست وکمر بہ کسب علم بربست۔ ودر فرصت کمی تبحر بہم رساندہ سرآمد

علماء عصر گردید۔ ودست ارادت بہ شیخ مینائے لکھنوی داد وساغر لبریز از مینائے معرفت

نوش کرد۔ شیخ مینا چہارم صفر ۸۷۴ھ اربع وسبعین وثمانمائۃ بہ گلشن مینو خرامید۔ شیخ

سعدالدین بعد انتقال مرشد ایامے در لکھنو اقامت داشت۔ آخرالامر در عالم رویا از حضرت

مرشد اشارہ شد کہ ترا بہ خیرآباد باید رفت شیخ حسب الارشاد بہ خیرآباد شتافتہ رنگ توطن

ریخت۔ حق تعالی اعتبار واشتہار عظیم کرامت نمود۔ وفتوحات از ہر جانب ریزش کرد

---

[۵۱] شاید کہ اناؤ ون باشد ۱۲

ہمہ در مہمانداری وارد وصادر صرف شد۔ وبلغوری[۵۱] برائے مستحقین تعین فرمود۔ واقربارا
ازانام بہ خیر آباد طلبید وعمارت ہا طرح انداخت۔ بااین ہمہ روزے کہ ازین جہان رحلت
کرد جامۂ کفن ازخانۂ پیدا نہ شد۔ برطریقۂ حضرت مرشد حصور زیست وسالہا مسند تدریس
وارشاد را رونق بخشید۔ وشروح غرا بر متداولات بہ قلم آورد۔ مثل شرح بزودی وحسامی
وکافیہ ومصباح وامثال آن ومجمع السلوک نام شرحی بر رسالہ مکیہ نوشتہ درین کتاب
ملفوظات وحالات شیخ مینا بسیار درج کردہ ہرگاہ از شیخ خود نقل می کند می گوید۔ قال شیخی شیخ
مینا ادامہ اللہ فینا۔ مزار فائض الانوارش در خیر آباد حاجت روائے خلایق است۔

(۱۱) مولانا عبد اللہ تلنبی

تلنبہ بضم تاء فوقانی وفتح لام وسکون نون وفتح باء موحدہ آخر ہاء زدہ شہری است
مشہور از ملحقات ملتان پیشتر وعلماء است وقافلہ سالار فضلا مستجمع معقول ومنقول ومتکمل
فروع واصول عمرہا در وطن مالوف بر چار بالش افادہ نشست وشش جہت را بہ نشر
لوامع علوم منور ساخت۔ آخر الامر از خرابی ملتان او وشیخ عزیز اللہ تلنبی رخت رحلت
بہ دار الخلافہ دہلی کشیدند وعلم معقول را درین دیار مروج ساختند۔ وپیش ازین غیر شرح
شمسیہ وشرح صحائف از علم منطق وکلام در ہند شایع نہ بود۔ سلطان سکندر لودی مقدم
ایشان را گرامی داشت ومراسم اعزاز واکرام فوق الحد بہ تقدیم رسانند۔ وفات مولانا

[۵۱] بلغوری آش گندم۔

عبداللہ در ۹۲۲ھ اثنین وعشرین وتسعمائۃ اتفاق افتاد اولٓئک لھم اللہ رجات العلی تاریخ یافتہ اند آرام گاہ دہلی۔

(۱۲) مولانا الہداد جونپوری قدس سرہٗ

ذات والا صفاتش بہ مقتضائے اسم خود موہبت ربانی وعطیۂ یزدانی بود مفتاح خزائن قال ومصباح مجالس حال تلمیذ مولانا عبداللہ تلمبی نور اللہ ضریحہ ومرید راجی حامد شاہ مانک پوری است۔ عمر گرامی را بیشتر بہ تدریس وتصنیف صرف ساخت والتصانیف رائقہ وتوالیف فائقہ پرداخت۔ مثل شرح ہدایہ فقہ در چند مجلد۔ وشرح بزدوی وحواشی بر حواشی ہندیہ وحاشیۂ تفسیر مدارک۔

(۱۳) شیخ علی متقی قدس سرہٗ

جونپوری الاصل برہانپوری المولد است۔ در وصیت نامۂ خود می فرماید بہ عبارت عربی تلخیص کلامش این کہ۔

والد من در صغر سن مرا مرید شیخ باجن برہان پوری ساخت۔ چون بہ سن تمیز رسیدم شیخ را پیر خود گرفتم بہ موافقت والد خود بنابر قول بزرگان کہ گفتہ اند کہ اگر طفل مرید شیخی کردہ شود بعد بلوغ مختار است اگر خواہد ہمان شیخ را پیر خود گیرد۔ واگر خواہد شیخی دیگر اختیار کند وچون والد وشیخ من فوت کردند خرقۂ مشائخ چشت از شیخ عبدالحکیم بن شیخ باجن مذکور پوشیدم

بعد ازان صحبت شیخی خواستم کہ مرا ارشاد کند و دلالت بہ طریق حق نماید قصد بلاد ملتان کردم و مدتے صحبت شیخ حسام الدین متقی دریافتم بعد ازان بہ حرمین شریفین رفتم۔ و باشیخ ابو الحسن بکری صحبت داشتم۔ و خرقہ قادری و شاذلی و مدنی اخذ نمودم۔ و نیز ہر سہ خرقہ از شیخ محمد بن محمد سخاوی پوشیدم۔ انتہیٰ۔

آن جناب در ۹۵۳ھ ثلث و خمسین و تسعمائۃ بہ صوب حرمین شریفین خرامید و در مکہ معظمہ رحل اقامت افگند۔ و از کثرت ریاضت و تقوی و نشر علوم ظاہر و باطن غلغلہ بہ ملاء اعلیٰ رسانید۔ خواص و عوام بقاع مقدسہ بہ کمال فضل و ولایت او اعتراف داشتند۔ شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم محترم۔ صاحب صواعق محرقہ در ابتداء حال استاد شیخ بود آخر خود را تلمیذ می خواند و رسم ارادت بجا آورد و خرقہ خلافت پوشید عدد تصانیف او از صد متجاوز است۔ کتاب جمع الجوامع و جامع صغیر شیخ جلال الدین سیوطی را بر ابواب فقہیہ ترتیب داد۔ و وجوہ تصرفات را بہ قدر طاقت استیعاب نمود شیخ ابو الحسن بکری می فرمود۔ "للسیوطی منۃ اللّٰہ علی العالمین وللمتقی منۃ اللّٰہ علیہ" وفات او دوم جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ خمس و سبعین و تسعمائۃ اتفاق افتاد۔ شیخ مکہ تاریخ است۔ عمر گرامی نود سال شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہٗ در ترجمہ مشکوۃ در کتاب الامارہ والقضا از شیخ عبد الوہاب متقی نقل کردہ می فرمود:۔

"یک باری بہ خاطر شیخ علی متقی رحمۃ اللہ رسید کہ ثواب عدالت بے شمار است اگر بہ دست "آید غنیمت است۔ چندگاہ بہ این نیت منصب عدالت اختیار باید کرد و نیز امتحان باید کرد کہ

" شغل دنیا با حضور و جمعیت خاطر جمع می شود یا نه - چون سلطان محمود گجراتی که به غایت معتقد و
" ومنقاد حضرت شیخ بود - این حکایت شنید و غنیمت دانست - و سعادت کارخانه سلطنت
" شمرد - پس شیخ منصب داروغگی اختیار کردند - و به دار العدالة نشستند و جمعی از خادمان
" و پاجیان که در خدمت می بودند رشوت گرفتن بنیاد نهادند - به سلطان رسید که شیخ با آن
" تقوی و دیانت که داشتند رشوت می گیرند - و افراط و تفریط می نمایند - سلطان باور
" نه داشت گفتند جماعه که همیشه با ایشان می باشند - رشوت می ستانند البته شیخ نیز می دانند
" و روا می دارند - چون شیخ شنیدند که به سلطان این چنین رسانیده اند - چندگاه در مقام
" اصلاح این کار بودند آخر دیدند که راست نمی آید - روزے در چبوترۂ عدالت نشسته بودند
" عصاے خود گرفته برخاستند و به یاران سلام علیک کردند و برخاسته دویدند و گفتند
" که این هر دو کار جمع نمی شود - والعاقبة بالخیر"

(۱۴۱) شیخ محمد بن طاهر الفتنی قدس سرہ

خادم حدیث نبوی و ناصر سنن مصطفوی است - بعد تحصیل کتب متداوله جاده نورد حرمین شریفین گردید و علماء مشائخ آن دیار کرامت آثار را دریافت - سیما شیخ علی متقی که از حاشیۂ محفل اشرف فیوض فراوان اندوخت و به سعادت ارادت والا فائز گشت - و عنان به وطن اصلی گردانید - و هنگامۂ افادۂ علوم و اعلاء کلمة الحق گرم ساخت - و بر وفق وصیت شیخ خود قدس سرہ همیشه مداد براے امداد نسخه نویسان علوم حل می کرد به حدے که در وقت

درس گفتن ہم بہ حل کردن مرکب[۵۰] مشغول می بود۔ تا دست نیز درکار باشد۔ تو الیف مفیدہ دارد۔ مثل مجمع البحار در غرائب الحدیث ومغنی در اسماء الرجال وغیرہما۔ واو در شکست بواہیر مہدویہ کہ ہم قوم او بودند۔ واقتدای سید محمد جونپوری می کردند مثل استاد خود کمر بربست وعہد کرد کہ تا داغ بدعت از پیشانی این طائفہ نہ شوید دستار بر سرنہ بندد۔ چون اکبر بادشاہ در سنہ ۹۸۰ ثمانین وتسعمائۃ گجرات را تسخیر کرد۔ ودر پتن باشیخ ملاقات واقع شد۔ پادشاہ دستار بدست خود بر سر شیخ پیچید وفرمود باعث ترک دستار بہ سمع رسیدہ نصرت دین متین بروفق ارادۂ شما بر ذمۂ معدلت من لازم است۔ دران سال حکومت گجرات بہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ تفویض یافت۔ وبہ اعانت خان اعظم اکثر رسوم بدعت بر انداختہ شد اما عنقریب صوبہ گجرات بر عبد الرحیم خانخانان قرار گرفت وبہ حمایت او طائفہ مہدویہ باز از کمین بر جستند۔ شیخ دستار از سر بکشاد وعزم آگرہ کرد کہ ماجرا را بہ سمع اکبری رساند وتدارکی بہ عمل آرد۔ شیخ وجیہ الدین علوی قدس سرہ ہر چند بہ طریق کنایہ منع کرد وفرمود عالم مظہر اسمای جمالی وجلالی است۔ حفظ آثار واحکام ہر اسم صراطی است مستقیم سود مند نیفتاد۔ ورخت کوچ بربست۔ جمعی از مخالفان درپے افتادند ومابین اُجین وسارنگ پور ریختہ شہید ساختند۔ فی سنہ ۹۸۶ ست وثمانین وتسعمائۃ نعش او را از مالوا بہ فتن[۵۱] بردہ در مقابر اسلاف او دفن ساختند یکے از احفاد او شیخ عبد القادر بن شیخ ابوبکر مفتی مکہ معظمہ بود ودر علم وفضل وفصاحت وبلاغت سیما فقاہت ممتاز عصر می زیست۔ وسالہا بر مسند افتای حرم محترم بربلندی

[۵۱] فتن یعنی پٹن گجرات ۱۲

داشت۔ و از تو الیف اوست فتاوی در چہار مجلد و نسخہ منشآت۔ وفاتش در ۱۰۳۸ھ ثمان و ثلثین و مائۃ والف واقع شد۔ شیخ عبد اللہ طرفہ انصاری مکی شافعی استاد شیخ عبد القادر در مدح تلمیذ قصیدہ پرداختہ، در آنجا نسب شیخ محمد طاہر جد او بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ می رساند و می گوید

قد کان جد ابیک بل ضریحہ	من اوحد العلماء والفضلاء
اعنی محمد طاہر من منیحی	الصدیق حقیقۃ بغیر مراء

اما شیخ محمد طاہر بہ اتفاق جمہور از قوم بوہرہ است و کلام شیخ عبد الحق دہلوی در اخبار الاخیار ہم تصریح می کند۔ و صدیقی بعضے می گویند بہ اعتبار نسب از جانب مادر بود و بعضے می گویند از جہت اعتقاد بود کہ چون شیعہ خود را حیدری می گویند اینہا خود را صدیقی خواند۔

(۱۵) شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی قدس سرہ

دانائے علوم جہتین و خازن کنوز نشاتین است۔ ولادت او در محرم ۹۱۱ھ احدی عشر و تسعمائۃ واقع شد۔ مولد او چانپانیر است و ہمانجا نشو و نما یافت۔ و در بلدۂ فاخرۂ گجرات فنون متعارفہ از بلا عماد طارمی کسب نمود و رسم ارادت بہ خدمت شیخ قاضن قدس سرہ بجا آورد۔ و چون محمد غوث گوالیاری قدس سرہ بہ احمد آباد تشریف فرمود شیخ وجیہ الدین در جمال ہمایون محویتی بہم رسانید۔ و در سایۂ تربیت شیخ کار تمام کرد۔ و سالہائے دراز بر مسند افادہ و افاضہ نشست و شرق و غرب عالم را از فیض اقدس معمور ساخت۔ تعداد

تصانیفش حاشیۂ بیضاوی حاشیۂ نخبہ در اصول حدیث حاشیۂ عضدی حاشیہ تلویح حاشیہ بزدوے حاشیہ ہدایہ فقہ حاشیہ شرح وقایہ حاشیہ مطول و مختصر حاشیہ اصفہانی حاشیۂ شرح عقائد تفتازانی حاشیہ بر حاشیہ قدیم محقق دوانی حاشیہ شرح حکمۃ العین شرح مقاصد حاشیہ شرح قطبی حاشیہ شرح چغمنی شرح تحفہ شاہی شرح رسالہ فارسی ملاعلی قوشجی حاشیہ شرح ضیائیہ شرح ارشاد قاضی شہاب الدین دولتآبادی شرح ابیات منہل شرح جام جہان نما شرح کلید مخازن رسالہ حقیقت محمدیہ - وفاتش روز یکشنبہ بست و نہم صفر ۹۹۸ھ ثمان و تسعین و تسعمائۃ واقع شد لہم جنات الفردوس نزلاً - تاریخ است مضجع احمد آباد -

(۱۶۱) شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری

از فحول علما و صنادید فضلا است - جد بزرگ او از دیار یمن برآمدہ گرد جہان گردید و فراوان عجائب صنع الٰہی مشاہدہ کرد - و در مائۃ تاسعہ در قصبہ ایل از توابع سیوستان سندبار غربت کشاد و متوطن و متاہل گردید - شیخ خضر در مبادی مائۃ عاشرہ بہ گلگشت ہند شتافت و بلدۂ ناگور را محل اقامت ساخت - شیخ مبارک در ۹۱۱ھ احدی عشر و تسعمائۃ در آنجا جامۂ عنصری پوشید - و بعد وصول بہ ایام شباب جانب احمد آباد رفت و از خطیب ابوالفضل گازرونی و دیگر اکابر آنجا فراوان کمالات اندوخت - و در ۹۵۰ھ خمسین و تسعمائۃ رخصت نہضت بہ صوبۂ آگرہ کشید - و قریب پنجاہ سال در آن مکان انجمن افادہ را گرامی بخشید - از غرائب

آنکه پانصد مجلد ضخیم بدستِ خود تحریر نمود۔ و در پایانِ عمر باآنکه باصره از کار رفته بود به قوتِ حافظہ تفسیری به قیدِ قلم آورد۔ در چہار مجلد مسمی به منبع عیون المعانی۔ عبارت را مسلسل تقریر می کرد و دبیران کسوتِ تحریر می پوشانیدند۔ وفاتش ہفدہم ذی القعدہ سنہ ۱۰۰۱ احدی و الف اتفاق افتاد۔ خواب گاہ آگرہ۔

(۱۷) شیخ ابوالفیض فیضی بن شیخ مبارک مذکور

پنجم شعبان سنہ ۹۵۴ اربع و خمسین و تسعمائۃ در آگرہ به وجود آمد۔ و فنون متداولہ را نزد پدر در چہاردہ سالگی به انجام رسانید۔ و حکمت و عربیت را بیشتر مشق کرد۔ و غلغلۂ یکتائی در ہم عصران بلند ساخت۔ و درین وادی جرسی می جنبانند ؎

دو	آنم کہ فنونِ ذوفنونان دارم		انوار چراغ رہنمونان دارم	
دو	این کالبدم ز خاکِ ہند است ولی		در ہر بنِ مو ہزار یونان دارم	

چون جوہر قابلیت او به عرض اکبر بادشاہ رسید در سنہ ۹۷۴ اربع و سبعین و تسعمائۃ منشورِ طلب صادر گشت۔ و بعد ادراک ملازمت مورد عنایات گردید۔ و به مزیدِ تقرب و مصاحبت اختصاص یافت۔ و به خطاب ملک الشعرائی تارکِ مباہات به شعری رسانید۔ اوصاف شیخ انچہ به شاعری تعلق دارد در دفتر شعرا به تحریر می آید۔

وا و در سنہ ۹۹۹ تسع و تسعین و تسعمائۃ به رسمِ سفارت از درگاہ اکبری جانب راجہ علیخان والی خاندیس رخصت یافت۔ و بعد ابلاغ احکام از ہمانجا به ادائے سفارت نزد برہان شاہ

والی احمدنگر مامور گردید۔ و در ۱۰۰۲ھ اثنین والف بہ پایۂ سریر اکبری معاودت نمود۔ و دہم صفر ۱۰۰۴ھ اربع والف قالب تہی کرد۔ و نزد پدر خود مدفون گردید۔ وقت احتضار نیم شبے اکبر بادشاہ بہ عیادت آمد۔ و سر او را گرفتہ برزانوے خود گذاشت۔

برہان فضیلت شیخ فیضی سواطع الالہام تفسیر بے نقطہ است کہ درین ہزار سال پیشتر ہیچ مستعدی را میسر نہ شد۔ طرفہ این کہ این چنین کار دشوار را در عرض دو سال از مبدء بہ منتہی رسانید۔ میر حیدر معمائی کاشی تاریخ اتمام تفسیر کہ در ۱۰۰۲ھ اثنین والف صورت گرفت۔ سورۂ اخلاص برآورد و دہ ہزار روپیہ صلہ یافت۔ فضلاء عصر برین تفسیر توقیعات نوشتند مثل شیخ یعقوب کشمیری و سید محمد شامی و ایضاً ملا ظہوری ترشیزی قصیدۂ غراے و قریب ہفتاد رباعی در لطائف اہمال نظم کرد۔ و ملا ملک قمی نیز رباعیات در سلک نظم کشید چون نسخہ تفسیر کم یاب[۱] است تفسیر سورۂ کوثر کہ اقصر سور است بہ تحریر می آید۔ تا کیفیت آن فی الجملہ چہرۂ وضوح وانماید:-

" بسم الله الرحمن الرحيم لما رحل ولد رسول الله صلعم و ادركه السام

" وسمعه العاص وكلم وهو عسوس لا ولد له لو ادركه السام هلك و

" حسم اسمه صلعم ارسل الله انا اعطيناك محمد الكوثر

" العطاء الكامل علما وعملا والمورد الامرء ماء والاحمد هواء وورد

" ماء المدام وهو مورد رسول الله صلعم اعطاه الله صلعم كرما او

۱ـ در سنہ ہجری بمقام لکھنؤ مطبع منشی نولکشور تفسیر مذکور چھاپہ شدہ ۱۲

"المراد الاولاد او علماء الاسلام او کلام اللہ المرسل فصل دوامًا
"لربك للہ لا لما سواہ کما ہو عمل مراء مراء عملًا لا سہوًا وانحر واسدح
"للہ واعطہ اہل السوال وہو عکس الکلام الاول المصرح لاحوال
"اہل السہو والصد واعلمہ ان شائنك عدولہ ہو الابتر المعدوم لا ولد لہ و
"ادام اللہ اولادك ومراسم اوامرك ومکارم عمرك ومحامد مراسمك"

حواشی

سام مرگ۔ وصم عیب کردن۔ عسور بالفتح دشوار زاینده۔ حسم بالفتح بریدن۔ اعر، بالفتح گوار اتر۔ مرائی ریا کننده۔ سدح ذبح کردن۔ مراد از کلام اول سورۂ ماعون است۔
وایضاً موارد الکلم نام رسالہ دارد غیر منقوط در علم اخلاق۔ وترجمہ لیلاوتی[۵] کہ کتابے است بہ زبانِ ہندی در علم حساب۔

(۱۸) شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہٗ

اشتہارش گوش جہانیان را نواختہ وخامہ مورخان بہ تحریر مناقب ہمایون اجمالاً وتفصیلاً پرداختہ۔ سطرے چند بر لوح سنگی نقش کردہ ورقبہ مزار فائض الانوار تعبیہ کردہ اند۔ درین جریدہ بر عبارت لوح اکتفا می رود۔ وآن این است:۔

"مجملی از احوال کرامت منوال این مقتدائے وقت صاحب المفاخر ابو المجد عبد الحق رحمۃ اللہ رحمۃ

[۵] این کتاب لیلاوتی بزبان فارسی در لکھنو بزمانۂ سلطنت سلاطین اودہ چھاپہ شدہ ۱۲

" واسعۂ آنکہ ازمبادی شعور بہ طاعتِ حق وطلب علم کربستہ نزدیک با وان بلوغ اکثر علوم دین
" تحصیل کرد۔ ودرسن بست ودوسالگی ازہمہ آن فارغ شدہ وکلام مجید ازبر گرفتہ برمسندِ افادہ
" نشست۔ وہم درعنفوانِ جوانی جاذبۂ الٰہی دررسید۔ بہ یک بار دل ازیار ودیار برکندہ متوجہ
" حرمین محترمین گشت۔ مدتے مدیدہ بہ آن مقاماتِ شریفہ اقامت ورزیدہ بہ اقطاب زمان
" واولیاء کبار صحبت ہاداشتہ بہ ودائع ارجمند ورخصت ارشاد طالبان اختصاص یافت
" وعلاوہ (این) تکمیل فن حدیث نمودہ بابرکات فراوان بہ موطن مالوف مراجعت فرمود۔ ومدت
" پنجاہ ودوسال بہ جمعیت ظاہر وباطن تمکن یافتہ تکمیل فرزندان وطالبان بجا آورد۔ وبہ نشرِ
" علوم سیّما علم شریف حدیث پرداختہ بہ نہجی کہ در دیارِ عجم احدی را از علماء متقدمین ومتاخرین
" دست نہ دادہ است ممتاز ومستثنیٰ گردید۔ ودر فنون علمیہ خاصہ فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف
" کرد۔ چنانکہ علماء زمان اعتنا بہ آن ورزیدہ دستور العمل خود دارند۔ واہلِ دانش ازخواص وعوام
" بہ جان خریداری می نمایند۔ تصانیف این فیاض والا از صغیر وکبیر بہ صد مجلد وبہ حسب شمار
" ابیات بانصد ہزار رسیدہ است۔ درمحرم ۹۵۸ھ این نور اتم پرتو ظہور بہ عالم عنصری داد۔ ودر ۱۰۵۲ھ
" بہ تمام آگہی وکشادہ پیشانی بہ عالم قدس خرامید۔ تاریخ ولادت شیخ اولیا۔ وتاریخ رحلت فخر العالم است۔"

(۱۹) شیخ نور الحق

خلف الصدق شیخ عبد الحق دہلوی قدس اللہ اسرارہما تلمیذ ومرید ومقبول والد بزرگوار ووارث
کمالاتِ صوری ومعنوی آن یگانۂ روزگار است۔ چون صاحب قرآن شاہجہان انار اللہ برہانہ

از ایام شاہزادگی بر جواہر استعداد عالی او اطلاع داشت۔ وقت برافراختن رایاتِ توجہ جانب دکن شیخ را قضائے مستقر الخلافہ اکبر آباد تفویض فرمود مدتے بہ قضائے آن مصر جامع پرداخت۔ وحق این منصب نازک نوعی کہ باید بہ تقدیم رسانند۔ تصانیف فراوان دارد۔ چنانچہ شیخ عبدالحق قدس سرہٗ بہ تحریر ترجمہ مشکوۃ دست احسان کشادہ او نیز بہ تحریر ترجمہ صحیح بخاری صلائے فیض عام دادہ نود سال عمر یافت و در ۱۰۷۳ھ ثلث وسبعین والف بہ جوار رحمت آسود آرام گاہ دہلی۔

(۲۰) ملا محمود جونپوری

نقاوہ علمائے اشراقیین وسلالہ حکمائے مشائین است۔ نسبش بہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منتہی شود۔ در فنون عقلی ونقلی سیما حکمت سر آمد افاضل ومشار الیہ اماثل بود نزد استاد الملک شیخ محمد افضل جونپوری تلمذ نمود و در عرض ہفدہ سالگی فاتحہ فراغ خواند وکمیت قلم در میدان تصنیف جولان داد۔ وشمس بازغہ در حکمت وفرائد در فن بلاغت املا کرد مدۃ العمر قوے از وسر بر نہ زد کہ ازان رجوع کردہ باشد ہر گاہ سائلی مسئلہ می پرسید اگر دل حاضر می بود بہ جواب می پرداخت والا می گفت درین وقت خاطر متوجہ جواب نیست واو صاحب قران ثانی شاہجہان را بہ رصد بستن راغب ساخت۔ وزیر از بعضے وجوہ رائے بادشاہ را بر گردانید وگفت مہم بلخ در پیش است وخزائن فراوان مطلوب وزمینے کہ برائے رصد تجویز کردہ بود بعد چندے ظاہر شد کہ یکے از حکمائے پیشین آن محل را برائے رصد اختیار

کردہ بود۔

شیخ محمد افضل استاد علامہ فرمود از وقتے کہ علامہ تفتازانی وجرجانی از عالم رفتہ اند کسے اجتماع دو فاضل بہ این فضیلت در یک شہر نشان نہ دادہ۔ یعنی ملا محمود و شیخ عبدالرشید کہ ذکرش می آید۔

شاہ شجاع بن صاحب قرآن شاہجہان نزد علامہ تلمذ کردہ بہ امیر الامرا شایستہ خان فرائد گذرانید۔ وا را رسالہ الیست در فن نایکا بھید بہ زبان فارسی و آن چنان است کہ ہندیان معشوقہ را بہ اعتبار ادا و انداز و درجاتِ عمر و مراتب الفت و بلے الفتی وغیر ذلک چندین قسم گفتہ اند و ہر قسم را نامی معین ساختہ و اشعار آبدار در ہر قسم بہ نظم آوردہ۔ رحلت ملا محمود نہم ربیع الاول سنہ ۱۰۶۲ھ اثنین وستین والف اتفاق افتاد روزگار ناتوان بین در حین حیات استاد بساط زندگانی ملا محمود درنوردید۔ تا چہل روز استاد را کسے تبسم نہ دید و بعد چہل روز استاد بہ شاگرد ملحق گردید۔ شخصے این مصراع تاریخ یافت

ع زمحمود و افضل بگو آہ آہ
سنہ ۱۰۶۲ھ

(۲۱) شیخ عبدالرشید جونپوری ملقب بہ شمس الحق قدس سرہٗ

از کبار اولیا و اعاظم علما است شاگرد شیخ فضل اللہ جونپوری و مرید پدر خود شیخ مصطفیٰ و او مرید شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیتھوی است قدس اللہ اسرارہم۔ و خلافت از سلاسل دیگر نیز داشت۔ در اوائل حال مشغول درس بود۔ آخر ہمہ را ترک دادہ بہ مطالعہ کتب حقائق

سیّما تصانیف شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ میل کلی بہم رساند و عبارات شیخ را
کہ محل طعن علماء ظاہر است بر محامل نیک فرود می آورد۔ و با ارباب دول آمیزش نمی کرد
صاحب قرآن شاہجہان بہ استماع اوصاف قدسیہ خواہش ملاقات نمود۔ و منشور طلب
مصحوب یکی از ملازمان آداب دان فرستاد۔ شیخ اباکرد و قدم از کنج عزلت بیرون نہ گذاشت
تصانیف مفیدہ دارد مثل رشیدیہ در فن مناظرہ و زاد السالکین و شرح اسرار الخلوہ
کہ مختصری است از ابن عربی و رسالہ محکوم مربوط ترجمہ بعض مواضع کلام ابن عربی و حواشی
متفرقہ بر شرح مختصر عضدی و حواشی فارسی بر کافیہ و مقصود الطالبین در اوراد و وظائف
و دیوان شعر شمسی تخلص می کرد۔ سنت نماز صبح خواندہ تحریمہ فرض بستہ بود کہ داعی حق را
لبیک اجابت گفت۔ فی ١٠٨٣ھ ثلث و ثمانین والف۔

(٢٢) ملا عبد الحکیم سیالکوٹی برّد اللہ مضجعہ

علامہ زمان و افتخار زمانیان است۔ الحق در جمیع فنون درسی مثل او از زمین ہند
بر نہ خاست۔ آثار دانش باین کیفیت و کمیت و حسن قبول بر صفحہ روزگار نہ گذاشت۔ مولد
و منشاء او سیالکوٹ از توابع لاہور ست در عنفوان سن تمیز دامن ہمت بہ طلب علم بر زد و بیشتر
نزد ملا کمال الدین کشمیری کہ متوطن بلدہ سیالکوٹ و بلند پرواز عالم ملکوت بود تلمذ نمود۔ و در روز صحبت
کمی ہلال استعدادش بدر کامل گشت و عرصہ جہان را بہ لوامع فیض مملو ساخت۔ در عہد
جہانگیری بہ معاش ضروری ساختہ در وطن مالوف بسر مے برد۔ چون نوبت دارائی

ہندوستان بہ صاحب قرآن شاہجہان انار اللہ برہانہ رسید وطائفہ علماء شعرا رارواجی دیگر پدید آمد۔ ملا درین عہد بارہا خود را بہ درگاہ خلافت رسانید۔ ہر گاہ وارد حضور می گردید بہ رعایت نقود نامحدود مخصوص می گشت۔ ودوبار بہ زرسنجیدہ شد ومبالغ ہم سنگ ہم گرفت وچند قریہ بہ رسم سیور غال الغام شد۔ ملا بہ حضور خاطر وفراغ بال در وطن مالوف اقامت داشت وتخم علم وفضل در سرزمین سینہ ہا وسفینہ ہا می کاشت۔ تصانیف او در بلاد عرب وعجم سائر ودائر است۔ بہ این تفصیل۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ مقدمات تلویح۔ حاشیۂ مطول۔ حاشیہ شریفیہ۔ حاشیۂ شرح مواقف۔ حاشیۂ شرح عقاید تفتازانی۔ حاشیۂ حاشیہ خیالی۔ حاشیہ شرح شمسیہ۔ حاشیہ حاشیۂ عبد الغفور۔ تکملہ حاشیہ عبد الغفور حاشیہ شرح مطالع حاشیہ شرح عقائد ملا جلال دوانی۔ درۂ ثمینیہ در اثبات واجب تعالی احواشی در کنار شرح حکمۃ العین۔ حواشی در کنار شرح ہدایہ حکمت۔ حواشی در کنار مراح الارواح۔ دوازدہم ربیع الاول ۱۰۶۷ھ سبع وستین والف طومار حیات بپیچید۔ ودر سیالکوٹ مدفون گردید۔

(۲۳) ملا عصمت اللہ سہارنپوری نور اللہ مرقدہ

از مشاہیر علماء ہندست اگرچہ مکفوف البصر اما بینایان را راہ دانش وبینش می نمود۔ عمرہا درس گفت وتصانیف مفیدہ بہ قلم آورد۔ از تحریرآتش حاشیہ شرح ملا متداول است وفاتش در ۱۰۳۹ھ تسع وثلاثین والف اتفاق افتاد۔ درین سال قلم مستانہ می خرامد وآہنگی از مقام حجاز سر می کند۔ در سال مذکور نوزدہم شعبان شب چہارشنبہ باران شدید بر زمین

مکہ معظم بارید۔ وسیلے عظیم درون مسجد درآمدہ تاطراز جامۂ کعبہ بلند گردید مقام زیر آب ماند۔ و
ناودان فرو افتاد۔ و درون خانہ یک قدِ آدم آب ایستاد۔ مقدار قامت آدمی مسجد از خاک
وخاشاک پُر گشت۔ و مزۂ آب زمزم تغیر یافت بہ حدے کہ از گلو فرو نمی رفت و بستم
شعبان روز پنجشنبہ بعد عصر خانۂ کعبہ فرونشست۔ و بناے کہ حجاج کردہ بود افتاد از جہت
شامی تمام و از جہت شرقی حتی الباب و از جہت غربی سہ ربع۔ اللہ اکبر بعد ظہور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سقوط کعبہ شریفہ گاہے واقع نہ شد۔ درین حادثہ چہار ہزار خانۂ عباد موافقت
خانۂ خدا کرد۔ و قریب پانصد کس بہ طوفان فنا رفت۔ سلطان مراد رابع بن سلطان احمد
والی روم انار اللہ برہانہ بہ تعمیر خانۂ مبارک امر فرمود۔ و در ۱۰۴۰ھ اربعین والف عمارت
ہمایون بہ اتمام رسید۔ و بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ سلطان مراد بہ احراز این سعادت عظمی
فائز گردید۔ و عمارت مسجد حرام کہ الآن موجودہ است پیش ازین سلطان سلیم ثانی رفع اللہ
قدرہ در ۹۸۰ھ ثمانین و تسع مائۃ بنا نہادہ۔ و جانب شرقی و شمالی مرتب ساختہ بہ معمورۂ
اخروی شتافت۔ فرزند ارجمندش سلطان مراد ثالث اکرام اللہ مثواہ بہ تعمیر باقی
برداخت۔ و در ۹۸۴ھ اربع وثمانین وتسعمائۃ بہ انجام رسانید۔ حسن این عمارت عالی شان
تعلق بہ مشاہدہ دارد۔

(۲۴) میر محمد زاہد الہروی الکابلی

پدرش قاضی محمد اسلم در بلدۂ فاخرۂ ہرات متولد گردید۔ و در دار الملک کابل توطن

برگزید۔ قاضی از اولاد مولانا خواجہ کوہی است کہ از مشاہیر مشایخ خراسان بود۔ در اوائل
سلطنت جہانگیری بہ ارادۂ تحصیل علم جانب لاہور شتافت۔ و در حلقۂ درس شیخ بہلول
کہ از صنادید علماء آن ہر کان بود تلمذ نمود۔ و بعد از تکمیل تحصیل بہ مستقر الخلافہ اکبر آباد رفتہ
باریاب محفل جہانگیری گردید و بہ واسطۂ قرابتی کہ با مولانا میر کلان محدث نور اللہ ضریحہ
داشت مورد عنایات سلطانی شد۔ و منصب قضاء کابل تفویض یافت۔ مولانا
میر کلان نبیرۂ مولانا خواجہ کوہی است۔ علم از علماء اعیان عصر فرا گرفت۔ و حدیث از میر
جمال الدین محدث و سید میرک شاہ سند کرد۔ و سعادت زیارتِ حرمین شریفین اندوخت
و بسیارے از اکابر سلسلہ علیہ نقشبندیہ را دریافت۔ و چون وارد ہند گشت۔ اکبر بادشاہ
مراسم احترام فوق الحد بجا آورد۔ و برائے تعلیم شاہزادہ سلیم برگزید۔ و جم غفیر از مردم این ملک
از مولانا علم حدیث اخذ نمودند۔ ملا علی قاری از مولانا حدیث سند کرد۔ چنانچہ در عنوان
مرقاۃ شرح مشکوۃ می گوید کہ :-

"ثم انی قرأت بعض احادیث المشکوٰۃ علی منبع بحر العرفان مولانا الشهیر
"بمیرکلان وهو قرأ علی زبدۃ المحققین وعمدۃ المدققین میرکشاہ وهو علی
"والدہ السید السند مولانا جمال الدین المحدث صاحب روضۃ الاحباب
"وهو علی عمہ السید اصل الدین الشیرازی رحمهم اللہ تعالیٰ"

مولانا در محرم ۹۸۳ھ ثلاث وثمانین وتسع مائۃ در عمر صد سالگی متوجہ دار البقا گردید۔ خوابگاہ
آگرہ۔ چون قاضی محمد اسلم مدت ہا بہ قضاء کابل پرداخت۔ و بہ تدین و تورع اشتہار یافت

جہانگیر بادشاہ او را درحضور طلبیدہ قضاء عسکر ارزانی داشت۔ وچون صاحب قران شاہجہان سریر سلطنت را آرائش داد۔ قاضی را بران عہدہ بحال داشت و بہ منصب ہزاری پایہ اش افزود۔ قاضی مدت سی سال قضاء عسکر را باکمال دیانت اداکرد۔ وہمیشہ منظور نظر خسروانی بود۔ ودر ۱۰۵۲ھ اثنین وخمسین والف بادشاہ او را بہ زر کشید وشش ہزار وپانصد روپیہ ہم سنگ تسلیم شد۔ ودر ۱۰۶۰ھ ستین والف روزے اسپان را بہ طریق معتاد از نظر بادشاہی می گذرانیدند۔ رائضے[۵۱] اسپ بہ جولان آورد ناگاہ بہ قاضی می رسد وقاضی را از استیلاء واہمہ پالغزی دست می دہد وبر زمین می افتد۔ قریب چہار ماہ ازین آسیب صاحب فراش بود۔ بعد حصول عافیت التماس رخصت کابل نمود۔ ودرجہ پذیرائی یافت۔ وسیورغال کابل وجزآن کہ زیادہ بر دہ ہزار روپیہ بہ طریق الغام علاوہ منصب بہ او مقرر بود بہ دستور سابق مسلم ماند۔ ودر آغاز ۱۰۶۱ھ احدی وستین والف قضاکرد۔ قبرش در بلدۂ لاہور است۔ خلف الصدق او میر محمد زاہد پہلوان میدان تحقیق وپیش رو کوچہ تدقیق است۔ وقت طبعش خون از رگ اندیشہ چکانیدہ ولطافت دہنش زنگ سخن را بہ مرتبہ بور سانیدہ۔ علوم از پدر بزرگوار ودیگر علماء روزگار اخذ کرد۔ اما بہ قوت ادراک خداداد قدم از استادان پیش گذاشت ورایت فوقیت در مستعدان زمان برافراشت۔ ودر رمضان ۱۰۶۴ھ اربع وستین والف از پیشگاہ صاحب قران ثانی شاہجہان بہ خدمت واقعہ نویسی دار الملک کابل مامور شد۔ ودر سال ہشتم جلوس عالمگیری بہ منصب احتساب اردوے

---

[۵۱] رائض کسے کہ اسپان را ریاضت آموزد۔ چابک سوار۔

پادشاهی معزز گردید۔ وبعد چندی صدارت کابل تفویض یافت۔ وبه این تقریب در وطن مالوف گوشۂ جمعیتی گرفته متاع گرانمایۂ علم را در چارسوے عالم رواج می داد وکتب غرا به خامۂ وقت طراز به تحریر آورد مثل حاشیۂ شرح مواقف وحاشیۂ شرح تهذیب علامۂ دوانی وحاشیۂ تصور وتصدیق ملا قطب الدین رازی وحاشیۂ شرح هیاکل از محمد اسلم خان فرزند زادۂ میر استفسار رفت که سال وفات میر چیست۔ گفت سنه ۱۱۱۱ احدی ومائة والف مرقد او در کابل است۔

(۲۵) ملا قطب الدین شهید سهالوی نور الله مضجعه

امام اساتذه ومقتداے جهابذه است۔ معدن عقلیات ومخزن نقلیات اصلش از شیخ زادهاے سهالی من اعمال لکهنؤ است۔ شیخ زادهاے سهالی دو فریق اند۔ انصاری وعثمانی۔ ریاستِ شهر وزمینداری آنجا تعلق به هر دو فریق دارد۔ ملا قطب الدین از شیخ زادهاے انصاری است۔ کسبِ کمال به خدمت ملا شیخ دانیال جوراسی از تلامذه ملا عبد السلام دیوه وقاضی گهاسی نمود۔ ودستِ بیعت به قاضی گهاسی داد قاضی گهاسی عمدۂ تلامذه واکمل خلفاء شیخ محب الله اله آبادی بود۔ ملا قطب الدین عمرها انجمن درس آراست۔ وجهان جهان ارباب تحصیل را به پایۂ تکمیل رساند۔ وامروز سلسلۂ استفاده اکثر علماء کشور هندوستان به او منتهی می شود۔ شیخ زادهاے عثمانی از جهت نزاع شرکت زمینداری با شیخ اسد الله خان زاده ساکن بینتی پور که از سهالی

پنج گروه است اتفاق کرده بر ملا شبخون آوردند۔ و این چنین عالم عدیم المثل را شربت فنا چشانیدند۔ ملا بر شرح عقائد علامه دوانی حاشیه دقیقی تعلیق کرده بود فتنه جویان وقت شبخون خانهٔ ملا را آتش زدند۔ حاشیهٔ مذکور در ضمن اثاث البیت طعمهٔ آتش بیداد گردید۔ شهادت ملا در سنه ۱۱۰۳ ثلث و مائة والف واقع شد۔ شخصے مصراع تاریخی در بحر خفیف یافته که دران ترکیب توصیفی قطع می شد لهذا فقیر مصراع را در وزن رباعی برده سه مصراع دیگر ضم ساخت که ؎

علامهٔ بحر زاخر فضل و هنر	در دامن ارباب طلب ریخت گهر
دل خون شد و تاریخ وفاتش فرمود	قطب عالم شده شهید اکبر

(۲۶) مولوی سید قطب الدین شمس آبادی نور الله مرقده

اصلش از سادات امیتی من مضافات اوده است۔ از وطن خود نقل کرده شمس آباد را مشرق انوار ساخت۔ شمس آباد از توابع قنوج است۔ سید علامهٔ تحریر و فهامهٔ بے نظیر بود تلمذ از فضلاء عصر نمود۔ آخر در حوزهٔ درس ملا قطب الدین شهید سهالوی در آمد و قسطی از علوم فرا گرفت۔ و فاتحه فراغ خواند۔ و در شمس آباد مسند افاده گستردہ۔ و جم غفیر را به افاضهٔ دانش و بینش مرتبهٔ کمال و تکمیل کرامت نمود۔ ملا قطب الدین شهید می فرمود کسے که خواهد مغز سخن را دریابد سید قطب الدین را ادراک نماید قریب هفتاد سال عمر یافت و در ۱۱۲۱ه احدی و عشرین و مائة والف ورق حیات گرداند۔

(۲۷) قاضی محب اللہ بہاری

بحرے است از علوم و بدرے است بین النجوم مولدش محب علی پور از لواحق صوبۂ بہار در عنفوان شباب دیار پورب را سیاحت کرد و کتب اوائل و اواسط جابجا تحصیل نمود انجام کار خود را در حلقہ درس سید قطب الدین شمس آبادی رسانید و بہ رہنمونی این قطب والا درجات کمال رابطے کرد و بعد از تحلی بہ زیور فضائل بار سفر جانب دکن بربست و در بارگاہ خلد مکان راہ یافتہ بہ منصب قضاء بلدۂ لکھنؤ اعزاز اندوخت۔ بعد چندے معزول شدہ باز عنان بہ ملک دکن منصرف ساخت۔ و بہ تفویض قضاء حیدرآباد سجل امتیاز بدست آورد۔ ناگاہ بہ علتی معاتب و معزول گشتہ خمار عجبی کشید آخر بہ شفاعت بعضے عمدہا تقصیر عفو شد۔ و بہ تفویض معلی شاہزادہ رفیع القدر بن شاہ عالم نامور کہن بہی پذیرفت۔ و چون شاہ عالم راہ حکومت صوبہ کابل از پیشگاہ خلافت مقرر گشت در رکاب شاہزادہ بہ کابل رفت و چون خلد مکان رایت عزیمت بہ کشور جاودانی افراشت۔ و شاہ عالم با عساکر منصورہ از کابل متوجہ ہندوستان گردید اختر طالع قاضی محب اللہ عروج عظیم کرد و بہ مرحمت منصبی بلند و صدارت مجموعہ ممالک ہندوستان و خطاب فاضل خان سرمایۂ مباہات بدست آورد۔ اما عمر وفا نہ کرد شاہ عالم بہ اکبرآباد رسیدہ بود کہ قاضی از منصب حیات معزول گشت فی ۱۱۱۹ سنہ تسعۃ عشر ومائۃ والف نتیجۂ طبع وقاوش سلم العلوم در منطق و مسلم الثبوت در اصول فقہ و رسالہ جوہر فرد در مسئلہ

جزء لایتجزی امروز دست گردان علما است۔

(۲۸) حافظ امان اللہ

بن نور اللہ بن حسین بنارسی از حفاظ قرآن و از فحول علماء ہندوستان است
در معقول و منقول کوس شہرت می نواخت۔ و در علم اصول فقہ علم امتیاز می فراخت
متنی درین علم تصنیف نمودہ و بہ مفسر موسوم ساختہ و خود شرح آن نوشتہ محکم الاصول
نام گذاشتہ و بر تفسیر بیضاوی و عضدی و تلویح و حاشیہ قدیم و شرح مواقف و شرح
حکمۃ العین و شرح عقائد ملا جلال دوانی و غیرہا حواشی دارد و حاشیہ بر رشیدیہ مناظرہ
نوشتہ و ابحاث باقیہ را رد نمودہ۔ و محاکمہ در مسئلہ حدوث دہری کہ محقق جونپوری ملا محمود
درین مسئلہ با میر باقر استر آبادی معارض است در سلک تحریر کشیدہ وا وچندی از
خلد مکان بہ منصب صدارت بلدہ لکھنؤ مامور بود۔ مشار الیہ بہ تقریب صدارت
و قاضی محب اللہ صاحب سلم بہ تقریب قضا دران بلدہ فاخرہ مجتمع بودند و باہم طریق
مباحثہ علمی مسلوک می داشتند در آخر ایام حیات از شاہجہان آباد وارد الہ آباد شد و از
خدمت والا ے شیخ محمد یحیی المدعو بہ شیخ خوب اللہ الہ آبادی قدس سرہ کہ احوال
ایشان بہ تقریب ترجمہ زائر در مجلد ثانی مذکور می شود استفادہ طریقۂ انیقۂ نقشبندیہ نمود
و بآن مشغولی ورزید بعد ظہور اثر معہود این طایفۂ علیہ حضرت شیخ فرمودند کہ ظاہرا بعد اجتماعی
کہ سید سند را با خواجہ علاء الدین عطار عطر مرقدہ اتفاق افتاد این قسم اجتماع نہ شدہ باشد

لکن شما از سید درین طریق راج اید و من در جنب خواجه رتبہ ندارم حافظ امان اللہ لتو اضع کرد کہ شما قدم بہ قدم خواجہ اید و من با سید مسّاسے ندارم عنقریب ہمان ایام در بنارس کہ مسقط الراس اوست انتقال کرد وکان ذلک فی سنہ ۱۱۳۳ھ ثلث وثلثین ومائۃ والف وہمانجا مدفون گردید۔

(۲۹) شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ

علامہ ایست جامع عجائب وغرائب علوم وخدارسی است خازن اسرار معلوم و مکتوم آبا کرام آن جناب متوطن قصبہ کھوسی تابع بلدہ جونپور و از عظماء آن مکان اند پدر بزرگوار او شیخ عطاء اللہ بہ اشارہ روحانیت شاہ نقشبند قدس سرہٗ غلام نقشبند نام گذاشت۔ آن جناب از ابتدا تا انتہا در ظل تربیت میر محمد شفیع قدس سرہٗ کہ برخے نزد شیخ عطاء اللہ والد شیخ غلام نقشبند تلمذ کردہ بود جا گرفت۔ وہمت بہ احراز فضائل صرف کردہ در سن ہژدہ سالگی منتہی المجموع فنون کمال گردید و در سن بست و یک سالگی تیمنا قدرے نزد شیخ الشیخ خود شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہٗ خواندہ رسم فاتحہ بجا آورد۔ فرمود در ابتداء تحصیل شبے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ تکمہ ہائے پیش جامہ مرا بدست مبارک وا می کنند۔ در عین خواب تعبیر الہام شد کہ ابواب علم بر من کشایند و شرح صدر می فرمایند۔ محل اقامت میر محمد شفیع شاہجہان آباد بود۔ و تکیہ ایشان دران مصر جامع مشہور ست۔ شیخ غلام نقشبند برائے زیارت میر قدس سرہٗ ہم در ایام حیات وہم بعد از ممات او بہ شاہجہان آباد می رفت

وکسب برکات مے نمود۔ چون شیخ پیر محمد قدس سرہٗ ازین عالم رحلت کرد
جمیع خلفا وارادت مندان بر سجادہ نشینی میر محمد شفیع قدس سرہٗ اتفاق
کردند وسجادہ را بہ انتظار قدوم میر معطل داشتند۔ تا آنکہ میر بہ لکھنو
رسید وبہ خاطر آورد کہ شیخ غلام نقشبند را بر سجادہ باید نشاند وبراے جلوس او روزے
مقرر فرمود وما فی الضمیر با احدے تا بہ حدے کہ با شیخ غلام نقشبند ہم ظاہر نہ کرد اہالی وموالی
شہر در روز موعود فراہم آمدند وبر مزار شیخ محفل عظیمی انعقاد یافت۔ میر محمد شفیع برخاست
وسجادہ پیش صف اکابر فرش کرد ودست شیخ غلام نقشبند گرفتہ بر سجادہ نشاند۔ وخود در قدم
افتاد۔ حضار محفل وضیع وشریف تبعیت میر کردند۔ وسر در قدم گذاشتند قدر ومنزلت شیخ
غلام نقشبند ازینجا توان دریافت کہ حضرت میر او را شایستہ خلافت دیدہ بجاے پیر
نشاند وآداب مریدانہ بجا آوردہ فی الواقع شیخ غلام نقشبند سجادہ را رونق دیگر داد ومرجع
طلاب ظاہری وباطنی گردید۔ وجہانے را بہ یمین تربیت از کمالات جہتین گران مایہ ساخت
سلسلہ اکثر فضلاء عصر بہ آنجناب منتہی می شود۔ شاہ عالم بہادر شاہ ایشان را تکلیف ملاقات
کرد۔ اعزاز واکرام بیش از حد بہ تقدیم رساند۔ مزاج اقدس ہمہ مصروف حفظ شریعت بود وبر وفق
الحب للہ والبغض للہ چون از کسے امرے ناملایم شرع سر می زد غبار سخت بر دامن خاطر
والا می نشست واگر آن کس توفیق توبہ می یافت زیادہ تر از سابق مورد الطاف می گردید۔
نقل است کہ روزے قلندرے از فرقہ بے قیدان در مجلس شیخ وارد شد۔ شیخ از مشاہدہ
بعضے اوضاع خلاف شرع برآشفت وفرمود این طائفہ را نہ دیدار خدا میسر می شود ونہ شفاعت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم - قلندر گفت یا شیخ باش مارا ہم دیدار خدا میسر می شود وہم شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشمار ا ہیچ نہ خواہد شد - شیخ پرسید چرا؟ گفت شما خود مدۃ العمر پیرامن گناہ نہ گردیدہ اید فردا بے مواخذہ شمار اداخل بہشت می کنند - و ماخود غرق گناہیم فردا مارا در حضور رب العزۃ تعالی شانہ می برند - وحضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بہ شفاعتِ ماشتی عاصیان قدم رنجہ می فرمایند - شیخ را ازین کلام رقتے دست داد - وچہ خوب می گوید صاحب بردہ

لعل رحمۃ ربی حین یقسمہا		تاتی علی حسب العصیان فی القسم	

مناسب این نقل فقیر را واقعۂ عجیبے مشاہدہ افتاد - در ایام اقامت مدینۂ منورہ موافق غرۂ شعبان ۱۱۵۱ھ احدی وخمسین ومائۃ والف بہ اتفاق چندے از آفاقیان قصد زیارت قبا کردیم - وبہ سیر بستان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفتیم - این بستانی است در قبا مشہور کہ آن را بستان قویم نیز گویند بہ ضم قاف وفتح واو - ودر جماعت قلندری بود از ما وراء النہر شخصے دید کہ قلندر خوشۂ تاکے غورہ دزدیدہ در زنبیل خود پنہان کرد - آن شخص یاران را از خیانت قلندر آگاہ ساخت - یاران زبانِ ملامت دراز کردند کہ سرقہ ہمہ جا مذموم است سیما در چنین مقام شریف لطیف - چون از ہر جانب قلندر را ہدف ناوک طعن ساختند قلندر گفت یاران شما خود عاقل آید - نمے دانید کہ این خوشۂ خام قابل تناول نیست اما مراد از ارتکاب این فعل مقصدی است گویند اگر کسے مال شخصے را خیانت کند - در دیوان قیامت مالک وخائن را یک جا کنند - من مردی ام سرتاپا غرق معاصی - روے وراہے نہ دارم کہ فردا در جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم باریاب شوم - خوشۂ از باغ حضرت دزدیدہ ام

که شاید به تقاضاے این خوشه مراد جناب حضرت سر برند- و به مشاهدهٔ جمال جهان آرا
شرف اندوز شوم- از استماع این سخن حاضران را حالتے دست داد مردے باشندهٔ روم نعره
زد و بر زمین افتاد و غلطیدن گرفت و در قفاے قلندر رو دیده رومالے گره بسته در زنبیل قلندر
انداخت- چون تحقیق کرده شد زر سرخ و سفید رائج آن دیار که مقابل چهل روپیه هند
باشد در رومال بسته بود- قلندر را پاداش حسن نیت در اینجا خود نقد داوند در انجا تا چه دهند
وفات شیخ غلام نقشبند قدس سره سلخ ماه رجب ۱۱۲۶ھ ست وعشرین ومائة والف واقع شد
آرامگاه مبارک لکهنو تصانیف ایشان- تفسیر انوار القرآن ربع قران باحواشی- تفسیر سوره اعراف
باحواشی تفسیر سورهٔ مریم- تفسیر سورهٔ طٰه- تفسیر سورهٔ محمد- تفسیر سورهٔ یوسف- تفسیر سورهٔ الرحمٰن- تفسیر
سورهٔ عم باحواشی- تفسیر سوره کوثر- تفسیر سورهٔ اخلاص- تفسیر آیهٔ الله نور السموات والارض تفسیر آیهٔ
انا عرضنا الامانة- تفسیر آیهٔ افحسبتم- تفسیر آیهٔ ولا تقولن لشیءٍ انی فاعل ذلک غدا- تفسیر آیهٔ الرحمٰن علی العرش استوی- تفسیر آیهٔ
کلوا واشربوا ولا تسرفوا- کتاب فرقان الانوار لامعه عرشیه در مسئله وحدت وجود شرح قصیدهٔ خزرجیه در علم عروض وغیر ذلک

(۳۰) شیخ احمد المعروف به ملا جیون امیتهوی نور الله ضریحه

بن شیخ ابو سعید بن شیخ عبد الله بن شیخ عبد الرزاق بن مخدوم خاصه قدس سره واین
مخدوم خاصه از مشاهیر بزرگان امیتهی من توابع لکهنو است- و نسبش به صدیق اکبر رضی الله
عنه منتهی می شود- مولد و منشاء ملا جیون امیتهی است- حامل کلام الهی و در دانش عقلی
و نقلی بحر لا متناهی بود- آغاز حال به ارادهٔ کسب علم در قصبات پورب گردید- واز فضلاء عصر استفاده

نمود - وفاتحۂ فراغ از ملا لطف اللہ گوروی گرفت - آخر کشش طالع اورا بہ خلد مکان رسانید
وسلطان بہ خدمت او تلمذ کرد - ملا سادہ وضع واز تکلفات رسمی بیگانہ بود - بادشاہ با او
حسن ظنی داشت - واعزاز واحترام فراوان می کرد - وہم چنین شاہ عالم بہادر شاہ نسبت
سینۂ پدر عمل می نمود ولوازم تکریم فوق الحد بجامی آورد - ملا حافظہ خیلے بلند داشت عمارات
کتب درسی صفحہ صفحہ ورق ورق از بر می خواند - وقصیدۂ طولانی را بہ یک شنیدن یاد می گرفت
سعادت زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرافۃ اندوخت - وایام زندگانی بہ شغل درس
وتحریر تصانیف صرف ساخت - وفاتش در ۱۱۳۰ھ ثلثین ومائۃ والف در دار الخلافۃ
شاہجہان آباد اتفاق افتاد - نعش اورا بہ امیتی بردہ دفن ساختند - از مصنفات او ست
تفسیر آیاتی کہ مستنبط مسائل فقہی است - مسمیٰ بہ تفسیر احمدی ونور الانوار شرح منار اصول فقہ

(۱۳۱) سید سعد اللہ بن سید غلام محمد سلونی قدس سرہٗ

مجدد قول سلونی وکواکب فلک رہنمونی است - ولادت او در قصبۂ سلون از
مضافات الہ آباد واقع شدہ وہمانجا نشو ونما یافتہ - واو دختر زادۂ شیخ پیر محمد سلونی است کہ
از کبار اولیا بودہ - وبست ودوم محرم ۱۰۹۹ھ تسع وتسعین والف بہ عالم قدس خرامیدہ
مناقب او مشہور عالم است -

سید سعد اللہ در صغر سن بہ اکتساب علم موفق گشت - ودر فرصت قلیل مسافت
طلب طے کرد - ودر عین شباب مسند تدریس آراست وپہلو بہ مدرسان کہن سال زد

وتصانیف غرا پرداخت ۔ خاصه در علم حقائق وحکمت ومعقولات تحریرات علیا جلوه پیرا
ساخت ۔ مرید پدر بزرگوار خود است ۔ واو مرید جهجانی واو مرید صوفی فیروز واو مرید
سید وجیه الدین علوی احمد آبادی قدس اللہ اسرارهم ۔ سید سعادت زیارت حرمین
شریفین اندوخت ۔ وچندی در اُم القری طرح اقامت ریخت ۔ وقبولے عظیم
یافت ۔ اکابر واصاغر بقاع مقدسه سر رشته اعتقاد بدست آوردند ۔ وفنون ظاهر
وطریق باطن اخذ کردند ۔ شیخ عبد اللہ البصری المکی قدس سرہ المتوفی ۱۱۳۴ھ اربع
وثلثین ومائة والف که اعلم علماء زمان وبالاتفاق استاد جهانیان است والیوم سلسله
اجازت اکثر علماء عرب وعجم به اومی رسد ۔ طریقهٔ علیهٔ قادریه از خدمت سید اخذ کرد
فرزند ارجمندش شیخ سالم رسالهٔ اجازت والد ماجد جمع کرده است در آنجا می نویسد:۔
" مشایخه فی الطریق واساتذه فی ارشاد والتحقیق جملة اجلاء منهم العلامه المحقق السید سعد اللہ
" الهندی عن السید عبد الشکور عن شاہ مسعود الاسفرائینی عن الشیخ علی الحسینی عن الشیخ
" جعفر احمد الحسینی عن الشیخ ابراهیم الحسینی عن الشیخ عبد اللہ الحسینی عن الشیخ عبد اللہ الحسینی
" عن الشیخ عبد الرزاق عن سیدنا عبد القادر الجیلانی قدس اللہ اسرارهم "
سید سعد اللہ بعد معاودت از حرمین شریفین در بندر مبارک سورت
بار اقامت کشاد و مرجع ومعتقد فیه عالمیان گشت ۔ خلد مکان اخلاص واعتقاد
عظیم داشت ۔ رحلت سید بست وهفتم جمادی الاولی ۱۱۳۸ھ ثمان وثلثین ومائة
والف واقع شد ۔ آرامگاه بندر سورت ۔

(۳۲) مولانا نور الدین نور اللہ ضریحہ

بن شیخ محمد صالح احمد آبادی - علامۂ زمان و یگانۂ اقران است - در عین عصر
مثل اوئی کم گذشتہ - نزد ملا احمد سلیمانی احمد آبادی و ملا فرید الدین احمد آبادی تلمذ کرد
و سر آمد ارباب دانش گردید - و در سنہ ۱۱۴۳ ثلث و اربعین و مائۃ و الف شرف زیارت
حرمین شریفین دریافت و سال دیگر مراجعت نمود - و بہ خدمت محبوب عالم احمد آبادی
ملقب بہ شاہ عالم ثانی قدس سرہ بیعت کرد و خلافت خانوادہا حاصل نمود - و مدرسہ
خانقاہ رفیع البنیانی تعمیر کرد - و از ابتداء تحصیل تا انتہاء عمر بہ تدریس و تصنیف پرداخت
و عالمے را بہ تبحر رساند و زیادہ بر یک صد و پنجاہ تصنیف صغیر و کبیر در سلک تحریر
کشید - مثل تفسیر کلام اللہ مختصر و تفسیر نورانی فی السبع المثانی دوازدہ ہزار بیت
و تفسیر ربانی بر سورۃ البقرۃ سی ہزار بیت - و حاشیہ بر اوائل تفسیر بیضاوی و نور القاری
شرح صحیح البخاری و حاشیہ قومیہ بر حاشیہ قدیمہ و حاشیہ شرح مواقف - و حل معاقد
حاشیہ شرح مقاصد - و حاشیہ شرح مطالع - و حاشیہ تلویح - و حاشیۂ عضدی - و معول
حاشیہ مطول - و حاشیۂ شرح وقایہ - و حاشیہ شرح ملا - و حاشیۂ منہل - و حاشیہ
شمسیہ منطق و شرح تہذیب المنطق کہ ادق تصانیف اوست - و طریق الامم
شرح فصوص الحکم - و شرح مثنوی مولوی روم -

ولادت او در احمد آباد سنہ ۱۰۶۴ اربع و ستین و الف و وفات شب نہم ماہ شعبان سنہ ۱۱۵۵

خمس وخمسین و مائة والف واقع شد - اعظم الاقطاب ۱۱۵۵ھ تاریخ یافته اند - عمرش شش نود و یک سال قبرش قریب خانقاهش - سید سعد الله بلگرامی قدس سره چندی در مدرسه مولانا اقامت داشت چنانچه در فصل اول گذارشش یافت -

(۳۴۳) ملا نظام الدین

خلف الصدق ملا قطب الدین شهید سهالوی طاب ثراهما - استاد جهان و تحریر زمان بود - ابتدای حال به طلب علم گرد قصبات پورب برآمد - و از علماء عصر فنون درسی اکتساب نمود - آخر به جناب شیخ غلام نقشبند لکهنوی قدس سره پیوست - و بقیه کتب تحصیلی گذرانید - و فاتحه فراغ خواند - و هم در لکهنو حل اقامت افگند و تمام عمر به تدریس و تصنیف اشتغال ورزید و اعتبار و اشتهار عظیم یافت - امروز علماء اکثر قطر هندوستان نسبت تلمذ به مولوی دارند - و کلاه گوشهٔ تفاخر می شکنند - و کسی که سلسلهٔ تلمذ با و می رساند بین الفضلا علم امتیاز می افرازد - و مردم بسیار را دیده شد که تحصیل جاهای دیگر کردند و برای اعتبار فاتحهٔ فراغ از مولوی گرفتند - مرید شیخ عبد الرزاق بانسوی است - و از خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی خلیفه شیخ عبد الرزاق مسطور قدس الله اسرارهما نیز ارشاد و تلقین گرفت و فیض ها اندوخت - از تالیفات اوست حاشیه شرح هدایه حکمت حکیم صدرای شیرازی و شرح مسلم الثبوت -

فقیر به تاریخ نوزدهم ذی الحجه ۱۱۴۸ھ ثمان واربعین و مائة والف در بلدهٔ لکهنو یک صحبت مولوی را دیدم - طریقهٔ سلف صالحین داشت - و شعشعهٔ تقدس از ناصیهٔ همایون می تافت

نہم جمادی الاولیٰ روز چہارشنبہ ۱۱۶۱ھ احدی وستین ومائۃ الف سفر گزین ملک جاودانی شد آرام گاہ لکھنؤ محرر سطور گوید ؎

عالم کامل امام عصر استاد جہان سال تاریخ وفات او بہ طور تعمیہ	طائر روحش بہ سیر جنۃ المادی شتافت گفتہ شد ملا نظام الدین دل فردوس یافت ۱۱۶۱ھ

بر ملتفتان این اوراق وحقائق جویان الفس وآفاق جلوہ پیرا باد۔ کہ سرزمین پورب از قدیم الایام معدن علم وعلما است۔ سید محمد کرمانی صاحب سیر الاولیا کہ مرید سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہ می گوید "کہ مولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودہ بود۔ مولانا علاء الدین نیلی اودی پیش شیخ الاسلام قاری کشاف بود۔ ومولانا شمس الدین یحییٰ ودیگر علماء اودہ سامع بودند" ترجمہ مولانا شمس الدین یحییٰ در اوائل این فصل گذشت۔ اگرچہ جمیع صوبہ جات ہند بہ وجود حاملان علوم تفاخر دارند سیما حصار پایہ تخت خلافت کہ بہ واسطہ مرجعیت صاحب کمالان ہر قسم در آنجا فراہم می آیند۔ واز تراکم افکار واجتماع عقول اہل ہر عصر کمالات نفس ناطقہ را چہ علم عقلی ونقلی وچہ غیر آن بہ پایہ بالاتر می رسانند۔ اما صوبہ اودہ والہ آباد خصوصیتی دارد کہ در ہیچ صوبہ نتوان یافت۔ چہ تمام صوبہ اودہ واکثر صوبہ الہ آباد بہ فاصلہ پنج کروہ نہایت دہ کروہ تخمیناً آبادی شرفا ونجبا است کہ از سلاطین وحکام وظائف وزمین مدد معاش داشتہ اند۔ ومساجد ومدارس وخانقاہات بنا نہادہ ومدرسان عصر در ہر جا ابواب علم بر روے دانش پژوہان کشادہ وصلائے

اطلبوا العلم در واده - وطلبه علم خیل خیل از شهرے به شهرے می روند - وهر جا موافقت دست بهم داد - به تحصیل مشغول می شوند - وصاحب توفیقان هر معموره طلبه علم را نگاه می دارند - و خدمت این جماعه را سعادت عظمی می دانند - صاحب قرآن ثانی شاهجهان انار الله برهانه می گفت "پورب شیراز مملکت ما است" وتا حدود ۱۱۳۰ سنه ثلثین مائة والف هنگامه علم و علما درین گل زمین گرمی داشت - تا آنکه برهان الملک سعادت خان نیشاپوری در آغاز جلوس محمد شاه حاکم صوبه اوده شد واکثر بلاد عمدهٔ صوبه اله آباد نیز مثل دار الخیر جونپور و بنارس و غازی پور و کره و مانک پور و کوره جهان آباد وغیر ها ضمیمه حکومت گردید و وظائف وسیور غالات خانوادهاے قدیم وجدید یک قلم ضبط شد - وکار شرفا ونجبا به پریشانی کشید - واضطرار معاش مردم آنجا را از کسب علم باز داشته در پیشه سپاهگری انداخت و رواج تدریس وتحصیل آن درجه نه ماند و مدارسی که از عهد قدیم معدن علم وفضل بود یک قلم خراب افتاد و انجمن هاے ارباب کمال بیشتر برهم خورد انا لله وانا الیه راجعون وبعد ارتحال برهان الملک نوبت حکومت به خواهر زاده او ابو المنصور خان صفدر جنگ رسید و وظائف واقطاعات بدستور زیر ضبط ماند - ودر اواخر عهد محمد شاه ۱۱۵۹ سنه تسع و خمسین ومائة والف صوبه داری اله آباد نیز به صفدر جنگ مقرر شد - وتتمه وظائف آن صوبه که تا حال از آفت ضبط محفوظ مانده بود به ضبط در آمد ودر عهد احمد شاه صفدر جنگ به پایهٔ وزارت اعلیٰ صعود نمود - ونائب صوبه کار بر ارباب وظائف تنگ تر گرفت - وتا حین تحریر کتاب این دیار پامال حوادث روزگار است -

لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً باوجود این خرابی ہا رواج علم خصوص معقولات بہ کیفیتی کہ آنجا
است در قلمرو ہندوستان ہیچ جانیست ہنوز علمائے فحول جلوہ طراز اند۔ وبہ وصول اقصی
مراتب کمال ممتاز مصرعہ

باصد جہان کدورت باز این خرابہ جائے است

در صوبہ اودہ محروسہ بلگرام از قدیم منشاء فضلائے کرام و مظہر علمائے عظام است و فراوان
دانش مندان ازین شہر برخاستہ و مجلس افادہ و استفادہ بہ کمال خوبی آراستہ اما کسے بہ استیفادہ
احوال این اکابر توفیق نہ یافت لاجرم قدما بیشتر بہ ہم عنانی منہم من لم نقصص سبیل گم نامی
پیمودند و شرذمہ قلیل بہ تبعیت منہم من قصصنا علیک۔ در عرصہ معارف جلوہ نمودند۔ واصل
این است کہ مردم ہند در حفظ احوال مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارہم اہتمامی داشتہ اند
وبہ ضبط احوال دانش مندان کم پرداختہ۔ وکتابے مستقل درین باب از سلف وخلف استماع
نیفتاد۔ کتاب عین العلم ناطق است کہ مصنف او از اجلۂ علماء واتقیاء روزگار بود۔ بقول اصح
ہندی الاصل است ملا علی قاری در شرح عین العلم گوید:۔

"ہو من فضلاء الہند وصلحاءہم علی ما صرح بہ الشیخ
"ابن حجر العسقلانی فی شرح مقدماتہ"

کسے از مورخان ہند احوال اورا ضبط نہ کرد و باوجود این چنین تصنیف عالی گویا نامش
از صفحۂ روزگار محو گردیدہ ازینجا است کہ احوال فضلائے شہر نوعی کہ باید بدست نیامد ناگزیر بہ
مضمون فان لم یصبہا وابل فطل کار بستم وآنچہ در کتب معتبرہ اجمالاً مشاہدہ شد واز

رواتِ ثقات استماع افتاد قلمی ساختم - اسامی بزرگان جامع علوم صوری و معنوی در فصل نخستین گذارش یافت درین فصل نیز بعضے اکابر مجمع البحرین اند چون غالباً بہ صفت فضیلت اشتہار داشتہ اند - این فصل را بہ ذکر مناقب و نشر مآثر والازیب و زینت دادہ می شود - علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی در مثنوی امواج الخیال بہ توصیف فضلائے شہر می پردازد ؎

دو دقّت منشانِ نکتہ پرداز	در ہر سر کوچہ اش سخن ساز
دو لب گافتہ ہر یکے بہ تحقیق	از دقتِ لغز مغز تدقیق
دو برابروے خود نمودہ واجب	تنقیح اصول ابنِ حاجب
دو بر چشم شمردہ فرض چون دین	تلویح رموزِ حکمۃ العین
دو ابروے بیانِ شان رفیع است	مفتاح معانی بدیع است
دو ہر بحث کہ دل کند بصبرہ غور	در حیز حل کشند فی الفور
دو از منطق شان خطا نفور است	تصدیق بہ حکم شان ضرور است
دو ہر فرد یگانۂ اماثل	شیرازۂ نسخۂ فضائل
دو دانائے حقائق کیانی	اشراقیِ حکمتِ یمانی

(۳۴) سید رفیع الدین بلگرامی

از اولاد سید محمد صغری است - سلسلۂ نسبش بدین طریق - سید رفیع الدین بن سید

بدر الدین بن سید تاج الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربع محلہ سید وارہ بن سید حسین

معروف بہ سید و لارہ بن سید حسن بن سید محمود بن سید بدہ بن سید جمال الدین بن سید

ابراہیم بن سید ناصر بن سید سالار بن سید محمد صغری قدس سرہ کہ ترجمہ اش در فصل اول گذارش یافت

سید رفیع الدین در مبادی عہد جوانی و تباشیر صبح زندگانی بہ ارادۂ طلب علم از

وطن مالوف بر آمد۔ و قلمرو فنونِ عقلی و نقلی یک قلم در نوردید۔ و عروس علم را بہ زیور

حُسن عمل آرایش داد۔ و بہ مصداق عاد القمر الی ابراجہ پرتو قدوم بر سواد بلگرام افشاند

و لبقیۃ العمر سالکان مسالک تلمذ را بہ درجات کمال رساند۔ خط شان نسخ بہ پختگی و شیرینی

می نوشت۔ و کتب درسی بیش از حصر در قید کتابت آورد۔ امروز صحائف کثیرہ مثل

مطول و تلویح اصول بہ خط شیرین خط او موجود است ہر یک کتاب را من اولہ الی آخرہ

تحشیہ نمود و دلیلے بر فضیلت و استعداد خود واگذاشت در خاتمۂ تلویح بہ خط خاص خود

می نویسد :۔

"قد وقع الفراغ من تسوید هذه النسخة الشریفة المسماة بالتلویح فی

" شرح التوضیح بمدرسة استاذی العلامة النافع للخاصة والعامة اعلم

" العلماء اکمل الاتقیاء حامی اهل الشرع والایمان ماحی آثار الظلم و

" الطغیان الحضرة العلیه شیخ حسین بن شیخ داؤد متع الله الطالبین بطول

" بقائه فی افضل الایام یوم الجمعة الثامن عشر من شهر ربیع الاول

" سنة خمس وتسعین وتسع مائة مالکه وکاتبه رفیع الدین بن بدر الدین

" بن تاج الدین بن الحسین الحسینی والمامول من القایین لهذا الکتاب
" والمستفیدین به ان یذکروا الکاتب المذنب فی اوقاتهم الشریفه بدعاء
" الخیر وسلامة الایمان واللہ سبحانہ هو المستعان "

(۳۵) سید حسین

بن سید نوح عرف سید پیارہ بن سید محمود اکبر قدس سرہٗ - ترجمۂ سید محمود اکبر اصالۃ و ترجمۂ سید محمد نوح ضمناً در فصل گذشتہ گذشت - سید حسین سید والانژاد و فاضل خوش استعداد بود - صاحب ہمت عالی و نہج قویم و مظہر انک لعلی خلق عظیم با وصف این فضائل کمال صلاح و تقوی داشت و در نہایت تواضع و شکست نفس معاشرت می کرد عمرے دراز یافت و از ابتدا تا انتہا در وطن مالوف بہ طور انزوا گذرانید و ہموارہ بہ شغل کتاب و عبادت رب الارباب ذخیرہ اخروی اندوخت در یکے از قبالات شرعیہ دستخط سید حسین و برادرش سید حسن کہ ترجمۂ او می آید مشاہدہ افتاد تاریخ تحریر قبالہ ۱۰۰۸ھ ثمان و الف ہجری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) سید حسن برادر اعیانی سید حسین مسطور

عالم عامل و فاضل کامل بود و در فروع حنفیہ مہارت کلی داشت - کتاب قدوری فقہ من اولہ الی آخرہ محشی بہ خط شریف او امروز موجود است در عصر خود ممتاز اقران می زیست و تمام عمر در وطن بسر برد - نہم شعبان المعظم متوجہ دار البقا گردید رحمۃ اللہ علیہ -

(۳۰۷) قاضی الهداد

از شیوخ فرشوری بلگرام ساکن محله سیدواره است که نسب ایشان به قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی الله عنهم می رسد۔ فرشوریان بلگرام راشعوب وقبائل بسیار است ومناصب شرعیه شهر مجموع از عهد قدیم باین دودمان تعلق دارد واز چندی قضا در شیوخ عثمانیه نقل کرده افتاد وعدالت ولقب قضا در قبیله خاص قاضی الهداد باقی است۔ چون قاضی الهداد در عصر مشتری وار بر آسمان رشد بر آمد منصب قضا از قاضی کمال عثمانی که ابا عن جد تعلق به عشیرهٔ عثمانیان داشت اخذ کرد۔ او به کمال تدین این منصب جلیل القدر را سر انجام می داد تا آنکه قاضی محمود ابن قاضی کمال بدرگاه اکبر بادشاه شتافته وبر اوج ترقی صعود نموده به والا پایهٔ امارت رسید۔ دوم شوال ۱۰۰۰ھ الف فرمان قضاے آل تمغا بنام پدر بزرگوار خود حاصل نموده منصب موروثی را بدست آورد۔ تا الیوم این منصب به اولاد وے مقرر است اما از آن وقت لقب قضا در قبیله قاضی الهداد حاوی فضل خدا داد بود۔ ودر تفقه ودیانت وامانت ابویوسف عصر می زیست۔ ابتداء حال شوق دانش اندوزے در سرش افتاد به رهنمونی خضر توفیق جادهٔ طلب در نوردید۔ واز خدمت شاه عبدالرحمن جانباز لاهرپوری قدس سرهٗ نظر تربیت یافت وکتب تحصیلی گذرانیده کمال مولویت بهم رسانید آنگاه رخصت انصراف یافته به دار الکرام بلگرام معاودت فرمود وبر استحقاق بر مسند قضا متمکن گشت۔ وطیلسان راستی ودرستی بر دوش گرفت۔ مردم دور دست رجوع فتوی باو می کردند۔ ودر احقاق حق ورفع منازعت توسل می جستند۔ قاضی چون

از کار حکومت باز می برداخت متوجه درس می شد - و به افاضهٔ انوار دانش و بنیش حلقهٔ درس را رشک حلقهٔ چشم می ساخت - وقتی نسخهٔ از تهذیب المنطق بدست کاتب الحروف افتاد - توجیهی به خط قاضی زادهٔ طبع خودش بر حاشیهٔ نسخهٔ مذکور به نظر درآمد خالی از برجستگی نه بود بر بعضے سجلات شرعیه دستخط او معائنه افتاد - تاریخ تحریر سجل لسبت و هشتم شعبان سنه ۹۹۹ تسعه و تسعین و تسع مائة -

(۳۸) قاضی عنایت اللہ

خلف الصدق قاضی الهداد مذکور - از آغاز تحصیل تا انتها در حلقهٔ درس والد ماجد تلمذ کرد و قسطی وافر و نصیبی متکاثر از فضیلت بر گرفت - و بر مسندِ افتاء شهر متمکن گشت - و این منصب والا را بر وجه احسن به تقدیم رساند - و چون میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارهما متوجه سیر دهلی گردید - قاضی عنایت اللہ را حسب الاستدعاء مشار الیه مرید بقیة المحدثین شیخ عبد الحق دهلوی قدس سرهٔ ساخت و شجرهٔ طیبهٔ بزرگان سلسله از خدمتِ شیخ برائے قاضی آورد رحمة اللہ علیه -

(۳۹) شیخ کمال بن شیخ مکرم رحمة اللہ تعالیٰ

از شیوخ فرشوری بلگرام و عظمائے این مقام است منصب تولیت اراضی مدد معاش از عهد قدیم به عشیرهٔ خاص شیخ کمال تعلق دارد - و الی یومنا هذا باقی است مردم

ارباب علم وفضل بسیار ازین دودمان برخاسته اند شیخ کمال بدر اسمان کمال وسر آمد اقران و امثال بود و در جمیع علوم درسی از علامۂ تفتازانی وفهامۂ جرجانی یاد می داد - زہے صاحب دولتے کہ از بدایت عمر تا نفس والپسین بہ خدمت علم شریف گذرانید واوقات گرامی را منقسم بہ چہار جزو ساخت - جزوی برائے تقدیم عبادت مولی تعالیٰ شانہ وجزوے برائے اثبات صور علمی در مرآت ضمائر معنی طلبان وجزئی برائے آراستن طرۂ خط بر عارض قرطاس وجزئی برائے ادائے حقوق اقارب و احباب خط عربی در نہایت جلا وشیرینی و پختگی می نوشت - کتب درسی از صرف ونحو ومنطق وحکمت ومعانی وبیان وفقہ و اصول وتفسیر وغیرہا مجموع بہ دستِ مبارک کتابت کرد وہر یک کتاب را من اولہ الی آخرہ محشی ساخت بہ حیثیتی کہ متن محتاج شرح وشرح محتاج حاشیہ نماند - واین کتب را نمونہ صحائف آسمانی ونسخۂ الواح ربانی توان گفت کہ در تمام کتاب یک نقطہ غلط نتوان یافت حقا ثم حقا کہ بدست یاری خامۂ مشکبار ریاحین عجبی بر تربت خود نشاند و روائح ثواب تا دم صبح قیامت وتف دماغ خود ساخت - چہ جرعہ کشان مدارس علم در ہر عصر فیض ہا ازین صحف مکرمہ بر گرفتند وزمزمۂ دعوات اجابت طراز بہ ملاء اعلیٰ رسانیدند و می رسانند - درین ایام بہ تصرف حوادث روزگار کتب مذکور از کتب خانۂ او متفرق شدند - برخے جابجا در بلگرام است - و پارۂ در اطراف واکناف دائر گشت از بعضے قبالات شرعیہ بہ وضوح پیوست کہ شیخ کمال در سنہ ۹۹۴ اربع وتسعین وتسع مائۃ بر صدر حیات متمکن بود واین بیت در مرثیہ او بہ نظر رسیدہ

دردا و حسرتا کہ زوال کمال شد	بر طالبان حیاتِ دو روزہ وبال شد

(۴۰) شیخ عبدالکریم بلگرامی

از عشیرۂ شیخ کمال مرقوم است - دانش مند والا منزلت وصدر نشین مسند تولیت بود در عنفوان نشو و نما کلام اللہ را از بر کرد و علم از علمائے قبیلۂ خود فرا گرفت و در جمیع علوم عقلی و نقلی سیما فنون عربیہ علم انا ولا غیری افراشت - مقامات حریری تمام بر نوک زبان داشت و نثر عربی بہ خوبی انشاء می کرد - شغل شریفش ہموارہ ریاض طاعت آراستن بود و حدیقۂ افادہ پیراستن خط عربی و فارسی جید می نوشت - و در تیز دستی قصب السبق می ربود - استاذ المحققین میر طفیل محمد نور اللہ مضجعہ مے فرمود - کہ برائے من در عرصہ سہ روز حاشیہ شمسیہ کتابت کرد - در پایان عمر چند مقامہ بر طرز مقامات حریری و شرح فارسی بر مقامات در سلک تحریر کشیدہ بر راس مائۃ ثانی عشر رخت سفر بہ عالم قدس کشید -

(۴۱) مولوی شیخ عبدالغفور

برادر صغیر اعیانی شیخ عبدالکریم مذکور از مشاہیر علمائے شہر و نحاریر فضلائے عصر است تحصیل کمالات از اکابر دودمان خود و استادان دیگر کرد و در فنون عقلی و نقلی بتجر اندوخت و دوام بہ اشاعۂ فیض و افادۂ طلبہ پرداخت و فراوان تلامذہ را بہ پایۂ دانش مندی رساند استاذ المحققین میر محمد طفیل نور اللہ مرقدہٗ بہ زود ہی اصول در خدمت مولوی گذرانید مے فرمود مولوی با من مکرر نقل کرد کہ از مطالعۂ کتب فلاسفہ مرا میلانی بہ مذہب این طائفہ بہم رسید روزگارے درین تیہ سرگردان بودم تا آنکہ شبے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم

کلمہ چند مرا ارشاد فرمودند وزنگار شکی کہ بر مرآت خاطر نشستہ بود دور ساختند۔ وحقیقت دین اسلام چون روز روشن برمن منکشف شد۔ فالحمد للہ علی افضالہ نقش نگین او دریکہا الغفور ذوالرحمۃ۔ صاحب منشات جامع القوانین کہ در مکتب ہا عظیم رواج دارد شاگرد مولوی است نامش خلیفہ شاہ محمد مدنی در بلگرام بسر برد و بہ خدمت مولوی عبد الغفور تلمذ نمود۔ و در منزل میر سید اسمٰعیل فاضل کہ ترجمہ اش می آید اقامت داشت۔ در منشات خود نامہ بہ اسم مولوی عبد الغفور درج ساختہ ہر چند کلامش رتبہ ندارد اما مقصود اینجا تذکرہ حال مکتوب الیہ است نہ عبارت آرائی کاتب۔ سرخی مکتوب این است:۔

"مکتوب سوم در جواب عنایت نامہ فیض شمامہ قبلہ ارباب فضائل کعبہ اصحاب فواضل مولوی شیخ
عبد الغفور زینت بخش بلگرام لازال معمورا بالکرام تحریر یافت"

والقاب در نفس مکتوب چنین نوشتہ :۔

"پیوستہ ذات قدسی صفات آن مجمع فیض سبحانی منبع علوم روحانی کاشف دقائق معقول و منقول
واقف حقائق فروع و اصول مقتدائے کاروان منازل تحقیق پیشوائے رہروان مراحل
تدقیق مد اللہ ظلال نوالہ و کمالہ فیض بخش عقیدت آشیایان و ہدایت فزائے عبودیت گزیان باد"

(۴۲) شیخ عنایت اللہ

خلف الصدق شیخ عبد الکریم مسطور رحمہما اللہ تعالیٰ اعجوبۂ زمانہ و نادرۂ یگانہ است۔ علم از پدر بزرگوار و دیگر دانش مندان روزگار اخذ نمود۔ و در جمیع فنون عربی و فارسی و ہندی از سنسکرت

وبھاکاو موسیقی ہندی اقتداری بہم رساند۔ وخطوط ہفت قلم مشق کرد۔ وقرآن مجید را یاد گرفت و دست بہ دامن ارادت میر سید احمد کاشفی الکاپی قدس سرہٗ زد۔ ونسبت ہم پیرگی با سید العارفین میر سید لطف اللہ بلگرامی داشت۔ وتصفیۂ قلب وتزکیۂ باطن وتہذیب اخلاق بہ منتہی رسانید ومصاحبت امرا بردہ روے کار ساخت۔ خیر اندیش خان کنبو عالمگیری اعزاز واکرام افزون از حد می کرد۔ وبہ علاقۂ محبت او چندے در مقام آتادہ رحل اقامت افگند۔

واز عجائب اطوارش اینکہ ہمیشہ طرف سحر بر می خاست ونقشے از نغمات ہندی می خواند بعد ازان تہیۂ نماز صبح می کرد ولباس فاخرہ پوشیدہ وسلاح بستہ بہ وضعی کہ بہ دربار امرا می رفت خود را آراستہ متوجہ نماز می گردید۔ وارکان نماز را بہ خضوع وخشوع تمام ادا می کرد۔ چون سبب اختیار این وضع استفسار کردند فرمود ہرگاہ بہ دربار ارباب دول ثیاب مکلف پوشیدہ وسلاح بر خود راست کردہ می رویم در بارگاہ سلطان ازل بہ طریق اولی باہیئت آراستہ باید رفت۔ وبہ منطوق حدیث شریف "صفہم فی القتال وصفہم فی الصلوۃ سواء ظاہرا وباطنا" خود را مستعد جہاد باید ساخت۔

وللناس فی ما یعشقون مذاہب

بعضے رباعیات مولانا سحابی استرآبادی کہ مضامین آن تعلق بہ آیات قرآنی دارد شیخ عنایت اللہ بران رباعیات شرحی نوشتہ۔ انتقال او از کدورت گاہ فنا بہ صفوت کدۂ بقا در عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف واقع شد۔



(۲۳۴) میر سید اسمٰعیل بلگرامی

از اولاد سید محمد صغری است و داماد میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر قدس اللہ
اسرارہما سلسلۂ نسب او باین طریق - میر سید اسمٰعیل بن سید قطب عالم بن سید دولارہ بن سید
عبد النبی جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ بن پیاری بن سید حسن بن سید محمود مدہن تتمہ نسب
در ترجمہ سید رفیع الدین عنقریب گذشت - سید از فحول علما و جہابذۂ فضلا است - و بہ دو
واسطہ شاگرد امیر فتح اللہ شیرازی در عقلیات برہان ساطع بود و در نقلیات حجت قاطع
جم غفیر دانش آموزان را کامل بکمل ساخت و بر حاشیۂ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق
حاشیہ مدون مستعدانہ نوشت و باوصف علو مرتبہ دانش بسیار کوچک دل بزرگ ہمت
بود - و ید فیض رسانی طولی داشت - و علم موسیقی ہندی خوب می دانست و از مہرۂ دقائق
این فن می زیست - ابتدائً بہ قصد تحصیل علم از بلگرام رخت سفر بربست - و بہ خدمت
ملا عبد السلام دیوہ پیوست - و نسخہ ہاے متداولہ درسی اکثر بہ خدمت ملا گذرانید - و رتبۂ
فضیلت بہم رسانید - بعد ازان بہ خدمت مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی شتافت - و استدعاء
سبق نمود - مولوی عذر آورد کہ از ہجوم طلبا گنجائش وقت علیحدہ نیست مگر آنکہ سماعت سبق
فلان شخص اختیار افتد - میر بہ جہت ناخن بندی سماعت قبول کرد - اما در وقت درس
مہر سکوت برلب زدہ می نشست و اصلا حرف نمی زد - برین اسلوب مدتے بسر آمد - روزے
مولوی عبد الحکیم فرمود مدتہا گذشت - گاہے حرفی از شما سر بر نہ زد - سید عرض کرد کہ در وقت

غیر منصب من ہمین سماع است۔ اگر وقتے علیحدہ قسمت فقیر مقرر شود بہ قدر استعداد حرف

توان زد۔ مولوی فرمود درین ایام بین العصر والمغرب فرصتی ہست براے سبق شما مقرر کردم

سید روز دیگر درس مستقل شروع کرد و بحث وگفتگو را بجاے رساند کہ وقت نماز شام

رسید۔ مولوی نماز را ادا کردہ باز متوجہ درس شد۔ وتا نماز عشا گفتگو بحال بود۔ مولوی چون

دید کہ سررشتہ سخن آخر نمی شود فرمود فردا اول روز باید آمد درس ہاے دیگر را موقوف

کردہ اول بہ تحقیق این بحث می پردازیم۔ فردا صبح باز سید حاضر شد وطلبا و دیگر نیز حاضر شدند

واز چاشت تا استوا بحث قایم بود سہ روز متواتر برین منوال گذشت وسلسلۂ بحث انقطاع

نہ پذیرفت آخر مولوی با سید فرمود بارے حل این مقام بر شما ہم بہ نوعی ظاہر شد۔ سید عرض

کرد کہ یکے از محشیان درین محل حاشیہ بہ قلم آوردہ وحاشیہ کہ از تحریرات خودش بود برآوردہ

از نظر گذرانید مولوی جواہر تحسین افشاند وفرمود مطلب حاشیہ بسیار دقیق ونازک واقع شدہ

اما عبارت خالی از اطناب نیست۔ بعد ازین مولوی استفسار کرد کہ تحصیل شما از کجا است۔

عرض کرد کہ از خدمت مولوی عبد السلام دیوہ۔ مولوی توہم کرد کہ مبادا ملا عبد السلام براے

الزام من شاگرد خود را فرستادہ باشد۔ سید قسم یاد کرد کہ این امر را اصلا دخلی نیست۔ ومحض

بارادہ استفادہ در جناب عالی رسیدہ ام۔ وبقیہ کتب بخدمت مولوی خواند وفاتحہ فراغ

گرفت وروزگارے بہ تعلیم وتدریس گذراند۔ بعد چندی بہ نواب نجابت خان صفوی پیوست

وبہ مزید تقرب اختصاص یافت وباوصف ملازمت ہمیشگی ہموارہ ہنگامہ درس می آراست

نوبتے دو کس از فضلاء بالادست سرکار نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم صاحب قرآن شاہجہان

که یکے در قومیت شیخ بود و دیگرے افغان بخانہ نواب نجابت خان آمدند و در مجلس نواب

با بعضے فضلاء سرکار نواب گفتگوئے واقع شد۔ نواب مغلوبیت فضلاء خود استشمام کرد

سید اسمٰعیل حاضر مجلس نہ بود نواب سرعی را بطلب سید فرستاد۔ سید بر جناح استعجال خود را

رسانید و پائین مجلس نشست و تقریر طرفین راگوش کرد آنگاه بآن هر دو فاضل خطاب کرد که این

طرف هم متوجه باید شد۔ هر دو عنانِ بحث به جانب سید تافتند۔ سید به زبانِ شیرین و بحث

هائے قوی آنہا را مغلوب ساخت۔ فاضلے که افغان بود طریق کج بحثی پیش گرفت تا بجائے

که دست به قبضۂ شمشیر برد سید برجستہ شمشیری که بر مسند نواب موضوع بود بدست آورده از نیام

کشید۔ مردم درمیان آمده طرفین را باز داشتند۔ نواب نجابت خان علم و شجاعت

سید مشاهده کرد بغایت مسرور گردید۔ و فرمود سید ما صاحب السیف و القلم است۔ سید اسمٰعیل

آخر الامر ملازم پیشگی را گذاشته در بلگرام منزوی گردید۔ و جماعۂ طلبه را بر مائدۂ افاده صلائے

عام درداد۔ و لبقیه ایامِ زندگانی را به شغل شگرف تدریس و تصنیف تمام ساخت۔ و چہارم

شوال روز سه شنبه ۱۰۸۸ه ثمان و ثمانین و الف رخت سفر ازین عالم بربست۔ ختم اولیاء تاریخ

یافته اند۔ خوابگاهش بلگرام۔

درین محل شبدیز قلم را اسرمی دهم و احوال ملا عبد السلام دیوی و استادِ او ملا عبد السلام

لاهوری و امیر فتح الله شیرازی بزبان تقریر حواله می کنم۔

(۴۴) ملا عبد السلام ساکن دیوه

از مضافات صوبۂ اوده۔ اصناف علوم را بیماعربیت در سرزمین مولد خود تحصیل نمود۔ قائد

قسمت اورا به لاهور آورد۔ و در ظلّ رافت ملا عبد السلام لاهوری رسانید ہر چہ خوانده بود بخدمت ملا تصحیح نمود۔ و قدم بر قدم استاد گذاشت۔ و چنانچه اتحاد اسمی متحقق بود نسبت فضیلت نیز رتبه مساوات بهم رساند۔ چندی بدانش آموزی مستفیدان گذرانید۔ آخر ملازمت صاحب قران شاہجہان دریافت۔ و چندی به منصب افتاء عسکر مامور گردید و در کبر سن دست ازین منصب باز داشته در دار السلطنت لاهور رنگ انزوا ریخت و تشنه کامان علوم را به کوثر افاده سیراب می ساخت۔ و حاشیه بر تفسیر بیضاوی در سلک تحریر کشید۔

(۴۵) ملا عبد السلام لاهوری

معدن عقلیات و نقلیات بود۔ و فنون ادب و فقه و اصول را نیکو می دانست۔ علم از امیر فتح اللّٰہ شیرازی وغیره فرا گرفت و قریب شصت سال درس گفت و جمعی کثیر را بپایه فضیلت برساند۔ و حاشیه بر تفسیر بیضاوی تعلیق نمود و قریب نود سال عمر یافت۔ می گفت سخنانِ بسیار بر کتب متداوله داشتم۔ و بر ارباب استعداد عرض کردم۔ و در معرضِ قبول افتاد اما از کثرتِ اشتغالِ درس فرصت تحریر نیافتم۔ الحال که ضعف قوی مستولی گشت و قوتِ حافظه رو به انحطاط آورد ہمه از خاطر بر آمده۔ بر فقدان این صور ذهنی تاسف مے نمود۔ در سنه سبع و ثلثین و الف کتاب زندگانی برهم نهاد۔

(۴۶) امیر فتح اللّٰہ شیرازی

در حکمت علمی و نظری یکتاے روزگار بود۔ و در دانشگاه خواجه جمال الدین محمود و مولانا کمال الدین

شروانی و مولانا کرد و میر غیاث الدین منصور شیرازی تلمذ نمود - و قدم از اساتذه پیش گذاشت
عادل شاه بیجاپوری بهزاران خواهش او را از شیراز به دکن طلبید و وکیل مطلق خود ساخت
روزگارے برین منوال گذشت - آخر در سنه ۹۹۱ احدی و تسعین و تسع مائة اکبر بادشاه
او را منشور طلب فرستاد - وحسب الطلب به فتح پور سیکری رسید - خانخانان و حکیم
ابوالفتح استقبال کرده به ملازمت آوردند و مورد اصناف نوازش گردید - و در کمتر فرصت
بدولتِ مصاحبت فائز شد و قامت امتیاز بخلعتِ صدارتِ کل آراست - و دختر
مظفر خان تربتی بسلک ازدواج در آورد - گویند به منصب سه هزاری رسیده بود - و در
سنه ۹۹۳ ثلث و تسعین و تسع مائة بخطاب امین الملکی بلند رتبه گردید - و حکم شد که راجه
تودرمل مهمات ملکی و مالی را به صواب دید میر سرانجام دهد میر فصلی چند متضمن کفایت سرکار
و رفاه رعایا از نظر گذرانید - درجه استحسان یافت و در همین سال بخطاب عضدالدوله
ناموری اندوخت - و برهنمونی راجه علی خان والی خاندیس دستوری یافت - از انجا
به ناکامی برگردید - و بخان اعظم که برائے تاخت ولایت دکن و مالش سران آن دیار تعین
شده بود پیوست - چون خان اعظم با شهاب الدین احمد خان و دیگر سرداران کمکی بدسلوکی
پیش گرفت - راجه علیخان نفاق امرا مشاهده کرد - لشکر دکن بخود متفق ساخت - و کمر بمقابله
بست - هرچند میر خواست که او را براه آرد صورت نه بست - ناچار به گجرات نزد خانخانان
رفت که او را به کمک بر دآن هم لعلتی دست نداد - از انجا خود را بحضور بادشاهی رسانید
و در سنه ۹۹۷ سبع و تسعین و تسع مائة وقت معاودت بادشاه از سیر کشمیر به عارضه جسمانی در شهر

ماند وجان بقابض ارواح سپرد- اول درخانهٔ میر سید علی ہمدانی قدس سرہٗ گذاشته بودند بحکم پادشاه ازانجا برآورده برفراز کوه سلیمان که جاے دلکشائے ست نقل کردند- پادشاه از فوت میر بسیار متاسف شد و بر زبان گذرانید که میر وکیل و حکیم و طبیب و منجم ما بود اندازهٔ سوگواری که تواند شناخت اگر بدست فرنگ افتادی و ہمگی خزائن در برابر خواستی درین سودا فراوان سود کردمے- وآن گرامی گوهر را بس ارزان خریدمی- شیخ فیضی گوید ؎

شهنشاه جهان را در وفاتش دیده پرنم شد		سکندر را شکِ حسرت ریخت کافلاطون زعالم شد

از مصنفات او تکملهٔ حاشیهٔ علامهٔ دوانی بر تهذیب المنطق وحاشیه بر حاشیهٔ مذکور متداول است- تصانیف علمار متاخرین ولایت مثل محقق دوانی و میر صدرالدین و میر غیاث الدین منصور- و میرزاجان میر بهندوستان آورد- و در حلقهٔ درس انداخت- وجم غفیر از حاشیه محفل میر استفاده کردند- وازان عهد معقولات را رواجی دیگر پیدا شد-

(۷۴) ملک بهاوالدین نوراللہ ضریحه

ساکن محله خورد پوره معروف به ملک بهلی بفتح بار موحده وہائے مختفی ولام مشدد مکسور بکسر مجهول ویار تحتانی در آخر انصاری الاصل است از فرزندان شیخ الاسلام خواجه عبداللہ انصاری قدس سرہٗ دودمان او بملک اشتهار دارد- وجه تلقب از ملک فیض اللہ که از بنی اعمام ملک بهاؤالدین است استفسار رفت گفت که بزرگان ما را در فرامین وسجلات ملک الامرا نوشته اند-

ملک بہاؤ الدین فاضلی است صاحب ذہن بلند وطبع وقت پسند اول بہ گوپامو رفتہ نزد ملا وجیہ الدین گوپاموی تلمذ کرد۔ بعدہٗ از خدمت مولوی قطب الدین شہید سہالوی تحصیل نمود ودر جمیع فنون درسی سرمایۂ فراوان اندوخت سیما ام العلوم نحو وصرف کہ درین دو فن مہارتی عظیم داشت۔ ودر وطن مالوف قدم افشردہ علی الدوام با فائدہ طلبا می پرداخت ودر عشرۂ اولی بعد مائۃ والف متوجہ نزہت کدۂ بقا گردید۔ قبرش زیر بلندی روضۂ خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہٗ جانب دروازہ واقع شدہ ترجمۂ فرزند ارجمندش شیخ فخر الدین احمد در فصل اول گذارش یافت۔

(۴۸) سید ضیاء اللہ بلگرامی قدس سرہٗ

از اولاد سید محمد صغری ساکن محلہ میدانپورہ واز اعاظم علما واتقیا است۔ سلسلۂ نسبش برین طریق سید ضیاء اللہ بن سید خان محمد بن سید عبد الغفار بن سید تاج الدین جار القبیلہ یکی از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ بن سید حسین عرف سید دولارہ بن سید حسن بن سید محمود مدہن۔ نسب بالا فوق در ترجمۂ سید رفیع الدین مسطور گردید۔ تزویج سید عبد الغفار جد سید ضیاء اللہ با دختر سید محمد اشرف بن سید احمد عرف اوجھی از قبیلہ تیغ بہیہ شدہ بود وچون سید محمد اشرف پسرے نداشت سید عبد الغفار داماد خود را متبنی ساخت۔ سید عبد الغفار باین علاقہ از محلہ سیدوارہ نقل کردہ سکونت میدانپورہ گرفت۔ سید ضیاء اللہ در آغاز سن آگہی کلام اللہ را با تجوید حفظ کرد۔ وکسب فضائل منظور نظر ہمت ساخت ودر قصبات پورب بطور طلاب این دیار سائر ودائر گشت۔ واز علماء عصر فنون درسی

اخذ نمود۔ و با جناب سید احمد بن سید محمد اکالپوی قدس اللہ اسرارہما غائبانہ عشق باخت واین بیت بنظم در آوردہ

اکالپی مکہ بلگرام یمن		اے تو احمد منم اویس قرن		

بعدہٗ بہ ملازمت اقدس حضرت امیر رسید و بعضے نسخ تصوف فرا گرفت۔ و در بلگرام برسجادۂ خدا پرستی و تدریس علوم تمکن ورزید و جم غفیر طلبہ را بہ کام دل فائز ساخت۔ حضرت سید لغایت متقی و پرہیزگار بود۔ و در نصرت دین متین و اقامت احکام سنت سنیہ قدمی راسخ داشت و در تاریخ بست و پنجم ماہ شعبان روز سہ شنبہ ۱۱۴۰ھ اربع و مائۃ و الف شبستان خاک را ضیا بخشید۔ و حسب الوصیہ پایانِ مرقد خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہٗ بیرون حریم متصل دیوار جنوبی مدفون گردید راقم الحروف گوید

خورشید سپہر علم و فضل و تقوےٰ		آن میر ضیاء اللہ روشن سیما	
دامن افشاند بر شبستانِ جہان		تاریخ شنو بمنزل قدس ضیا	

تاریخ انتقال سید ضیاء اللہ مرحوم در ید بیضا ۱۱۰۳ھ ثلاث و مائۃ و الف ثبت شدہ و در نسخ اوائل مآثر الکرام ہمین سال ثبت است۔ آخر بہ تحقیق رسید کہ تاریخ انتقال مشار الیہ ۱۱۴۰ھ اربع و مائۃ و الف است۔ رباعی موافق این سال بنظم در آمد۔ سید ضیاء اللہ و پدر علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل کہ ذکرش تحریر می یابد بہم عمر بودند و از ایام صبا اخلاص و ربط خاص داشتند۔ سید ضیاء اللہ این نامہ بمیر احمد ترقیم نمودہ کرشمہاے موزون کہ در صورت سخن تجلی داشت اگرچہ نمکین بود و شیرین افتاد برین عید می خواستم قربان شدن ایام تشریق

گذشته بود برای نثار زر ہامی جستم جز نقد جان بدست نیامد - ازین حسرت جواہر منثور تلاش می کردم از چشم ریخت منظوم بر آمد ؎

اول بہ کرشمہ اش سلامی
وز دیدہ بہ غمزہ اش پیامی

از نالہ بعشوہ اش دعائے
وز ہجر بہ وصل او ثنائے

از اشک بہ پائے او سجودے
واز آہ بگوش او درودے

از گریہ بخندہ اش نیازے
واز غم بہ نشاط او گدازے

از دست دعا بدامنِ او
وز روح نثار بر تن او

شوقی ز نیاز من نیازش
آہی ز خروش من ببازش

چون خط شریف دلبر آمد
از نخل امید من بر آمد

لطفی کہ بنامہ اش نہان بود
بر کشتہ تیغ ہجر جان بود

ہجری کہ بود مراد دلبر
از وصل ہزار بار خوشتر

چون جان برضای دوست بستست
از ہر چہ رضای اوست ماست است

ہمت بمراد او کنم صرف
شد ختم سخن بذکر این حرف

ترجمہ سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ از فصل اول نگارش یافت دفرزند دیگرش سید احمد بن سید ضیاء اللہ بہرہ از علم داشت وحافظ قرآن وقاری خوش الحان بود وبہ تحریر خط نسخ یاقوت را عرق آب خجالت می ساخت۔ کلام اللہ وتفسیر مدارک بخط او امروز سواد باصرہ را نورے تازہ وجلائے بے اندازہ می بخشد

در سن ہشتاد سالگی بست و یکم ذی الحجہ سنہ ۱۱۴۳ ثلث و اربعین و مائۃ و الف بہ گلگشت فردوس اعلیٰ اشتافت۔ و در باغ مقابر آباء خود مدفون گردید و فرزند دیگرش میر سید اشرف بن سید ضیاء اللہ بزرگ عہد بود و بہرۂ از فضیلت داشت و پیوستہ بہ مطالعہ کتاب و تلاوت قرآن و عبادت عالم آفرین تعالیٰ شانہ و تعمیر وقت می کوشید تا آنکہ در عشرۂ رابع بعد مائۃ و الف متوجہ نشیمن قدس گردید و برابر والد مرحوم خود پائین درگاہ خواجہ عماد الدین قدس سرہٗ آسایش گرفت۔ سید غلام حسین بن سید محمد اشرف مسطور کتب درسی بہ ترتیب از جناب استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی روح اللہ روحہ تحصیل نمود۔ جوانی صالح و متقی بود و مدۃ العمر بر امن مناہی نگردید و در عمر سی و یک سالگی با برادر اعیانی خود سید احمدی در ماہ شعبان سنہ ۱۱۴۴ اربع و اربعین و مائۃ متوجہ سفر از وطن شد و این اول سفر او بود۔ در اثناء راہ قریب اٹاوا از دست قطاع الطریق ہر دو برادر بعبسۃ شہادت فائز شدند۔

(۷۹) سید عنایت اللہ

بن سید عبد الستار بن سید حاتم بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ فقیہ بے بدل و طبیب بالادست بود و طبعی بلند و ذہنی آسمان پیوند داشت و در عصر خود ریشۂ عجبی در روایت کشی دواند۔ و استخراج مسائل فقہی را بپایۂ اعلیٰ رساند مفتیان زمانہ اقرار نامہ تفوق او در دست داشتند۔ و روایت طلبان از بلاد دور دست

بخدمت او می رسیدند - ابتدائے حال قرآن مجید را یاد گرفت و در حوزۂ درس میر سید اسمعیل بلگرامی تربیت یافت - و منازل تحصیل علمی بہ ترتیب عبور نمود و اکثر بہ مطالعۂ کتاب اشتغال داشت - فوتش در ۱۱۲۰ھ عشرین و مائۃ والف واقع شد و در باغ احداث کردۂ خود مدفون گردید از اولاد او دو پسر رتبۂ فضیلتی بہم رسانیدند - اول سید محبوب فاضل مستعد بود ہموارہ بافائدہ طلبہ می پرداخت - استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ روحہ با او خوش طبعی ہائے نمکین داشتند - در عشرۂ ثالث بعد مائۃ والف ازین عالم درگذشت - دوم سید مرتضیٰ معروف بہ سید نواب نسخ متداولات را تحصیل کرد - و طبابت از پدر آموخت و سرآمد اطبائے شہر شد - خصوص در نبض شناسی دستی عالی بہم رسانند و در ازالۂ مرض مسیحائی بکار می برد و تالیفی درین فن جمع کردہ و یازدہم ذی القعدہ ۱۱۵۸ھ ثمان و خمسین و مائۃ والف نبض حیات او ساقط شد - و در مقابر اسلاف خود آرمید عمرش قریب بہ ہشتاد سال -

(۵۰) میر سید خیر اللہ بلگرامی

از احفاد سید محمود اکبر است برین نہج سید خیر اللہ بن سید عبد الحمید بن سید طیب بن سید عبد القادر بن سید ابو القاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر بلگرامی قدس سرہٗ از مستعدان زمانہ و صاحب کمالان یگانہ است ظریف طبع لطیفہ سنج خوش خلق بود و فضائل رضیہ و شمائل سنیہ بسیار داشت و خالی از تشنۂ معنی نبود و مثنوی مولوی روم را

دران عصر به از وکسے درس نمی گفت وہمیشہ بتقدیم عبادت وشغل کتاب سرمایۂ

اخروی می اندوخت۔ خلیفہ شاہ محمد صاحب جامع القوانین مثنوی مولوی روم از

خدمت میر سند کردہ ومکتوبے بنام میر در منشات خود آوردہ۔ عنوان مکتوب این است:۔

"مکتوب نہم۔ بخدمت خلاصہ خاندان اصطفا نقادۂ دودمان ارتضا۔ شرافت ونجابت

"دستگاہ میر سید خیر اللہ تحریر یافت۔ بر ضمیر خورشید نظیر آن زینت افزاے محفل سخن

"رونق بخش مضامین نو وکہن۔ نگاہ آموز چشم بینش۔ چراغ افروز بزم آفرینش نمک خوان

"اہلیت مردمک دیدۂ قابلیت۔ مبدع قوانین مروت۔ مخترع آئین فتوت۔ اختر منیر برج

"نقابت گوہر بے نظیر برج نجابت مجمع الاخلاق منبع الاشفاق واضح ولائح باد"۔

سید خیر اللہ پنجم شوال روز چہار شنبہ ۱۱۴۴ھ اربعۃ عشر ومائۃ والف بہ جنت الماوی

خرامید ودر بلگرام در مقابر آباء خود مدفون گردید۔ انتقال میر بموت فجاۃ واقع شد

"روی بیہقی فی شعب الایمان عن ابی اسکن الہجری قال مات خلیل اللہ فجاۃ ومات

داؤد فجاۃ ومات سلیمان بن داؤد فجاۃ ہو تخفیف علی المؤمن وتشدید علی الکافر"۔

درین محل خامۂ تردست سلسلۂ گفتگوے دیگرے جنبانید وبتقریب واقع سید خیر اللہ واقعہ

سید محمد نوح والد مؤلف کتاب بعرض ارباب عبرت می رساند۔ نہم محرم شخصے در بلگرام بموۃ فجاۃ

درگذشت والد مرحوم بدفن میت پرداختند وبخانہ برگشتند۔ این سانحہ سرمۂ عبرت در چشم

ایشان کشید وطلسم ہستی ہباء منثورا بنظر در آمد یا میر سید محمد خلف الصدق علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل

خطاب کردند کہ دو قضیہ ازین قبیل مشاہدہ شد یکے انتقال سید خیر اللہ بن سید عبد الحمید

دوم وفات سید محمود پدر سید لطف اللہ کہ ترجمۂ او در فصل اول در سلک ارادت مندان

سید العارفین قدس سرہ نگارش یافت - شب دہم محرم در بلگرام چند جا تشریف بردند

آخر در محلہ خود یعنی میدانپورہ بر آمدند - و بر صفۂ تابوت امام علیہ السلام نشستند و بعد

فصلی بفظ اللہ بر کشیدند و جان بجہان آفرین تسلیم نمودند ؎

سبکروان زخم آسمان بر آمدہ اند		زراستی چو خدنگ از کمان بر آمدہ اند	

و این حادثہ شب دہم محرم یک پاس شب باقی ماندہ ۱۱۶۵ھ خمس و ستین و مائۃ و الف

واقع شد روز شہادت امام علیہ السلام وقتے کہ آفتاب بہ یک نیزہ رسید در باغ محمود نزد

قبر والد خود سید فیروز در خلوت کدۂ خاک آسایش گزیدند - عمر شریف ہفتاد سال -

راقم الحروف گوید ؎

میر سید لوح آن نخل ریاض مکرمت		روز عاشورا علم افراخت در ملک بقا	
سائلی پرسید از آزاد سال رحلتش		گفت حشر والدیا با شہید کربلا ۱۱۶۵ھ	

(۵۱) سید محمد فیض بلگرامی

بن سید محمد صادق بن سید صدر جہان بن سید خاتم بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے

از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ کسب علوم متداولہ از خدمت میر سید اسمٰعیل بلگرامی نمود - و علم

حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی سند کرد - و با علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی

ربط خاص بہم رسانید و قواعد علمی بیش از حصر اخذ نمود - و بر شمائل النبی ابی عیسی ترمذی و حصن حصین

ترجمہ بزبان فارسی نوشت نام و تاریخ افتتاح ترجمۂ شمائل نبی بے الف ولام و تاریخ ختم کہ در سنہ ۱۰۹۶ ست تسعین والف دست داد سید ضیاء اللہ بلگرامی درین قطعہ نظم ساخت ۵

چو سید فیض منطوق فضائل
مبر جسم ساخت از جہد کماہی

سزد گر چرخ ذکر سعی خیرش
علم گردا نداز مہ تا بہ ماہی

بحمد اللہ کہ شد این گنج معنی
نصیب عہد عالمگیر شاہی

زیمن صحبت سید مبارک
خدا گردش باین دولت مباہی

خرد تاریخ ترتیبش رقم زد
زہے گنجینۂ فیضِ آلٰہی

مخفی نماند کہ زمینداری بلگرام تعلق بہ قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ دارد۔ سید محمد فیض در عصر خود این عہدہ را بہ رونق تمام سرانجام داد۔ ولواے دبدبہ و شوکت بآسمان افراخت اتفاقاً اورا باخان عالم نامی حاکم شہر نزاعی رو داد بست و نہم رمضان سنہ ۱۱۰۳ ثلث و مایہ والف کار بجدال وقتال انجامید۔ خان عالم غالب آمد۔ واثاث البیت سید محمد فیض مجموع بتاراج رفت۔ درین ہنگامہ ترجمہ مسطور ہم برہم خورد۔ سید محمد فیض کمر بہ تدارک بست واز بلگرام قصد دکن معسکر عالمگیر خلد مکان کرد۔ علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بپاس ربط قدیم درین سفر برفاقت سید محمد فیض پرداخت۔ و درین وقت کہ آشنایان بیگانہ می شوند اداے حقوق آشنائی برخود لازم گرفت سید محمد فیض بہ اردوے عالمگیری رسیدہ ماجرا بہ مسامع خلافت رسانیدہ وخان عالم را از حکومت بلگرام معزول ساخت و بہ وطن عطف عنان نمود۔ درین وقت ترجمہ را تلاش کرد۔ چند جزو از وسط کتاب بدست آمد۔ بار دیگر ہمت

به ترتیب ترجمه گذاشت و دوازدهم ذی الحجه ۱۱۱۲ھ اثنا عشر و مائة والف باتمام رسانید۔ تاریخ ختم ثانی این فقره یافت۔ "قد تم بعون الله الاحد و رسوله احمد"۔ استاد المحققین میر طفیل محمد نور الله مرقده مدتها بخانه سید محمد فیض تشریف داشته اند۔ مشار الیه دقائق خدمت گزاری کما ینبغی مرعی می داشت وفاتش در ۱۱۳۰ھ ثلثین و مائة والف واقع شد۔ قبرش در بلگرام بر چبوتره که در حین حیات برائے دفن خود ساخت عمرش قریب به شصت سال۔

(۵۲) سید محمد باقر بلگرامی

از سادات پچ بهیه ساکن محله میدانپوره اولاد سید محمد صغری است قدس سره باین طریق سید محمد باقر بن سید داور بخش بن سید ابو الفتح بن سید عبد الباقی بن سید کمال الدین بن سید حسین بن سید فضل الله۔ باقی نسب در فصل اول تحت ترجمه سید اجل تحریر یافت سید محمد باقر فاضل جید صاحب طبع بود۔ و در فن لغت عربی خوض لانهایه داشت۔ کسب کمال بخدمت سید فرید الدین معروف به سید بدلی بلگرامی کرد۔ بعده به جناب سید نور الله برادر اعیانی سید العارفین میر سید لطف الله قدس الله اسرارهما تلمذ نمود۔ ذکر هر دو استاد والا نژاد در فصل نخستین تقدیم یافت آخر الامر از صحبت علامه نامی میر عبد الجلیل بلگرامی استجلاب فوائد کرد۔ و در هر فن دستگاهی بهم رساند و خط شیرین بدست آورد۔ و شان خط علامه مرحوم اختیار کرد۔ و در ۱۱۳۱ھ احدی و ثلثین و مائة والف رخت سفر از خاکدان فانی به ریاض جاودانی بربست۔ عمرش قریب به شصت سال۔ خوابگاه بلگرام۔

(۵۳) سید عبداللہ

ازبعض طبقات سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ ست۔ درعلوم عربی وفارسی وہندی استعداد عالی داشت۔ ودرفنون درسی تلمیذ قاضی علیم اللہ گجندوی بود۔ وخطوط بہ ہفت قلم نگارشس می نمود۔ ودرفنون سپاہگری واستعمال اسلحہ وآلات حرب واکثر صناعات اہل حرفہ وقوفی داشت۔ ودربریدن گل کاغذین کارہاے دست بستہ می کرد۔ ہموارہ صاحب اعتبار زیست۔ واکثر بہ رفاقت نواب مبارز الملک سربلند خان بسر برد وبخدمت عدالت عسکری می پرداخت۔

شیخ قوام الدین احمد آبادی۔ بافقیر نقل کرد کہ چون سربلند خان تونی کرت اولی درسنہ ۱۱۲۴ اربع وعشرین ومائۃ والف ناظم صوبہ احمد آباد شد۔ سید عبداللہ را منصب صدارت احمد آباد تفویض نمود۔ سید باارباب وظائف وادرارات سلوک پسندیدہ کرد۔ وغربا وضعفا را بہ احسان فراوان نواخت۔ استعداد سید بلند بود۔ شاہ اسداللہ نبیرہ وصاحب سجادہ شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی قدس سرہٗ شرح مواقف بخدمت سید گذرانید۔ ومن ہدایہ فقہ تحصیل نمودم وفی مابین مولانا نورالدین وسید من واسطۂ ارتباط شدم۔ وبخدمت مولانا گفتم کہ درعہد حکومت محمد اعظم شاہ فلان فاضل را بتقریب ضیافت خواندید ومباحثہ علمی درمیان آوردہ صحبت را منجر بہ رنجش ساختید۔ الحال چنین نباید کرد۔ این معنی را بخدمت سید ہم اظہار نمودم۔ سید گفت چرا این طور حرف بر زبان آوردید۔ ذکر علمی مضائقہ ندارد بلکہ سبب افادہ

واستفادہ است۔ سید بخانہ مولانا تشریف آورد۔ وذکر علمی درمیان آمد۔ سید باستعداد تمام سخن کرد نوعے کہ مولانا وسائر مستعدان مجلس محظوظ شدند۔ ولب بہ تحسین وآفرین کشودند۔ آخر الامر اورا در دار الخلافہ شاہجہان آباد بیماری استسقا عارض شد بہمان حالت در بلگرام آمد وبہ فرصت کمی جان بہ جہان آفرین سپرد وسمت غربی باغ محمود در مقابر قبیلۂ خود مدفون گردید۔ وکان انتقالہ ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائۃ والف نام قاضی علیم اللہ کچندوی در فصل اول چند جا گذشت درین فصل ہمین جا بتقریب تلمذ سید عبد اللہ مذکور شد چون این فصل انجمن جماعۂ فضلا است معرف قلم ذکر قاضی بر مسامع مجامع عرض می دارد۔

(۵۴) قاضی علیم اللہ کچندوی

کچندوہ بہ کاف تازی وجیم فارسی مفتوحتین ولون ساکن ودال مہملہ قصبۂ ایست برلب دریاے گنگ چہار کردہ از بلگرام۔ قاضی از اولاد اخی جمشید راجگیری واز مشاہیر علماء این دیار است۔ روزگارے بر قاضی حبیب اللہ سندیلوی تلمذ کرد۔ وفاتحۂ فراغ از ملا لطف اللہ کاکوروی گرفت۔ ودر کچندوہ بر مسند قضاء موروث متمکن گشت وافادۂ طلبہ پیش نہاد ہمت ساخت۔ بعد چندی عزل قضا اتفاق افتاد قاضی بہ دکن رفتہ خلد مکان را ملازمت کرد۔ چون سادہ وضع واز فنون زمانہ یگانہ بود۔ ودر اوصاف واخلاق یاد از صحابۂ کرام می داد۔ بادشاہ را حسن اعتقادی بہم رسید۔ قضا بدستور سابق

ارزانی داشت۔ ودیہی بطریق سیورغال از مضافات بانگرموہ وصد ہون نقد از طلائے مسکوک دکن وقت رخصت رعایت نمود۔ قاضی بہ وطن اصلی عود کرد وتتمہ ایام زندگانی بہ افادۂ علوم ربانی صرف ساخت ودر ۱۱۱۵ خمسۃ عشر ومائۃ والف بہ روحانیان پیوست نعش اورا از کجینہ بہ راجگیر بردہ در جوار مرقد منور اخی جمشید قدس سرہٗ دفن کردند۔

اما مولوی لطف اللہ کوروی استاد قاضی علیم اللہ عمدہ علماء عصر بود۔ ودانش مندان بسیار از درس گاہ او نشو ونما یافتند۔ از انجملہ مولوی علی اصغر قنوجی نور اللہ ضریحہ بن شیخ عبد الصمد عالم بالادست وعامل خدا پرست بود۔ نسبش بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منتہی می شود بعضے اجداد او بہ تصاریف روزگار از مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ بہ کرمان افتاد ودر آنجا بار اقامت کشاد۔ یکے از اسلاف او مولانا عماد الدین کرمانی است صاحب فتاواے عمادیہ۔ شیخ مبارک فرزند مولانا عماد الدین مذکور از کرمان متوجہ ہندوستان شد وطرح اقامت در بلدۂ قنوج ریخت۔ از ان وقت اعقاب او درین بلدۂ فاخرہ سکونت دارند مولوی علی اصغر در سن شباب شوق علم بہم رساند مختصرات ومتوسطات از مواضع متفرقہ تحصیل نمود۔ ومطولات از مولوی لطف اللہ کوروی روح اللہ روحہ فرا گرفت۔

شیخ احمد ملا جیون امیتوی کہ ذکرش گذشت ومولوی علی اصغر ہردو باہم نزد مولوی لطف اللہ فاتحۂ فراغ خواندند۔ مولوی علی اصغر جانب لکھنؤ شتافت۔ وبا شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہٗ بیعت کرد۔ واربعینات کشید۔ واجازت

ارشاد گرفته به قنوج مراجعت نمود۔ وتا نفس واپسین پا در دامن عزلت پیچید۔ ومدت شصت سال درس گفت۔ خلقے کثیر در حوزهٔ درس او منتہاے فضیلت حاصل کردند۔ ودر آخر عمر تفسیری بر کلام اللہ نوشت مسمی به ثواقب التنزیل۔

فقیر دو سه صحبت مولوی را دریافت ذات قدس بعلی بود۔ در ۱۱۴۰ھ اربعین ومائة والف متوجه دار البقا گردید۔ پیش مسجد خود زیر صفه مدفون گشت۔ راقم الحروف این مصراع تاریخ یافت ؎

شد نہان آفتاب صبح علوم ۱۱۴۰ھ

(۵۵) میر عبد الهادی

بن میر عبد الواحد اصغر بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ اسرارہم سید عالی مقدار و دانش مند بلند اقتدار است۔ نسخہ جامع معقول ومنقول ولوح محفوظ فروع واصول۔ حسن سیرتش تفسیر انک لعلی خلق عظیم وحسن صورتش توضیح ماهذا بشران هذا الاملک کریم در ریعان آگاهی نطق همت باحراز کمالات انسانی بربست۔ وکتب مبادی تحصیل از خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی استفاده نمود۔ بعد انتقال میر خود را به حلقهٔ درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی رسانید۔ ونسخ اواسط از جناب مولوی اخذ کرد۔ از انجا به حوزهٔ درس ملا قطب الدین شهید سهالوی پیوست۔ وبقیه تحصیل به انجام رسانید ورسم فاتحهٔ فراغ بجا آورد۔ وعلم امتیاز در تلامذه

حضرت ملا برافراشت۔ و بہ وطنِ اصلی معاودت نمودہ ہنگامہ درس گرم ساخت۔
اکثر مستعدانِ عصر از جناب سید کسب کمال نمودند و مرتبۂ مولویت حاصل کردند۔ بعد
چندین بہ اقتضائے حرکاتِ فلکی عازمِ اردوئے خلد مکان گردید و بہ عطائے منصبی
و تفویض بعضے خدمات صوبہ الہ آباد و موضع نید کی از توابع صوبۂ مذکور سمتِ امتیاز
پذیرفت۔ آخر دست از ہمہ باز کشیدہ درخت بہ وطن مالوف کشید۔ و مرکز وار قدم
افشردہ حلقۂ درس بر خود فراہم آورد۔ و بقیۃ العمر بہ افادۂ علوم و صحبت اہل کمال خوش
گذرانید۔ و بستم شہر ربیع الاول ۱۱۳۳ھ ثلث و ثلثین و مائۃ و الف بہ عالم قدس خرامید۔

(۵۶) شیخ جمال اللہ

از شیوخ فرشوریِ بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ و احفاد قاضی الہداد است کہ ترجمہ
اش بالا گذشت۔ مردے دردمند۔ بسیار خلق و متواضع بود۔ و بہرہ وافی از فضیلت
داشت۔ و دوام بہ شغل کتاب و افادۂ طلبہ می پرداخت۔ روزے در مجلس ما فقیر گفت
کہ در نہر الفائق و دیگر کتب فقہ گوید در باب امامت صلوٰۃ کہ المتیمم عن الجنابۃ اولیٰ بالامامۃ
من المتیمم عن الحدث اگرچہ قول مجتہد ما را سند است و وجہی داشتہ باشد
اما دل می خواہد کہ علم بہ وجہ حاصل شود۔ گفتم ہمین وقت وجہی بہ خاطر رسیدہ کہ تیمم جنب بہ
منزلۂ غسل است و تیمم محدث بہ منزلۂ وضو پس صاحب طہارت کبریٰ اولیٰ باشد با مامت
از صاحب طہارت صغریٰ چہ احتمال دارد کہ جنب و محدث را پیش ازین جنابتی بلا شعور ایشان

عارض شده باشد پس صاحب طهارت کبری از نجاست حکمی سابق وحال طاهر گشت واحتمال دروم تفع گردید۔ وصاحب طهارت صغری ازین احتمال خالی نیست ودرصورتیکه مغتسل ازجنابت ومتوضی ازحدث جمع شوند احتمال نجاست حقیقی هم از مغتسل مرتفع می شود۔

واو در پایانِ عمر جانب گجرات احمد آباد حرکت کرد۔ ودر شهر برودہ که از گجرات فاصله چهل کروه دارد بیمار شد۔ ودر ۱۱۳۷ھ سبع وثلثین ومائة والف بادیۂ سفر آخرت پیمود۔ وهمانجا مدفون گشت۔ عمرش قریب پنجاه وپنج سال۔

(۵۷) میر احمد

بن سید عبدالله بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرهٗ والد میر در اصل سید عبداللطیف برادر اعیانی سید عبدالله است۔ چون سید عبدالله پسر نداشت میر احمد را به فرزندی گرفت واو نقش نگین خود احمد بن عبدالله ساخت۔ لهذا این نسبت بین الجمهور اشتهار دارد صاحب فضائل وحسنِ شمائل بود۔ ودر اقران وامثال وبمزید وجاهت وعمدگی امتیاز داشت۔ ذکر برادرش سید معین الدین در ضمن ترجمۂ سید جان محمد بعد ازین می آید۔ سید احمد را در عرف مدا وسید معین الدین را مونان می گفتند۔ چون هر دو برادر تمام عمر به ثروت وجمعیت گذرانیدند ودر مردم شهر ضرب المثل بود که "مدا مونان سدا سونان"۔ سید احمد خط نستعلیق وشکسته به جودت می نوشت۔ ودر فن سیاق دستی قوی داشت

ضابطہ او چنین بود کہ ہر روز بلاناغہ بعد ادائے نماز صبح دو ورق کتابت می کرد۔ وازین التزام کتب بسیار از قلم جواہر رقم او صورت گرفت وامروز حاضر است۔

میر جواد بے مثل وشجاع بے نظیر بود۔ واز طرف نواب مکرم خان بن نواب شیخ میر عالم گیری بہ حکومت موضع بہاسو بعدہٗ موضع داسنہ وغیرہ از توابع دہلی پرداخت دکوس دیانت می نواخت وباوصف اشتغال حکومت اوقات گرامی را بہ تقدیم عبادت الٰہی ماموری داشت۔ وچہارم جمادی الاولی سنہ ۱۰۹۶ ست وتسعین والف بریاض فردوس خرامید۔ انتقال او در شہر مرادآباد قریب بلدۂ سنبل واقع شد۔ سید معین الدین برادر خود را وصیت کردہ بود کہ نعش او را بہ وطن رسانند۔ جسد او را اول در مرادآباد بہ خاک امانت گذاشتند وبعد شش ماہ بہ بلگرام آوردہ در باغ محمود دفن ساختند۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ وتحیتہم فیہا سلام (۱۰۹۶ھ) تاریخ برآورد۔

میر در عہد سلطان اورنگ زیب عالم گیر خلد مکان مطابق سنہ ۱۰۹۲ اثنین وتسعین والف درکنار باغ محمود چاہے ساختہ کہ ہم چشمی باکوثر دارد۔ وازان وقت مجموع ساکنان محلہ میدانپورہ وحوالی آن آب ازین چاہ می خوردند۔ مولف کتاب تاریخ درین قطعہ ضبط کرد ؎

محیط جود واحسان میر احمد	کہ فیضش در جہان گردید ساری
عمارت کرد چاہ خیر بنیاد	کہ دارد تاقیامت استواری
زآب حوض کوثر جام سرشار	جزاے این عمل باید زیاری

بکامِ تشنگان تاریخ سالش	رقم کردم زلال خیر جاری ۱۱۹۲

میر از اقران سید ضیاء اللہ مرقوم الصدر است و محل ترجمۂ او مقدم بود لیکن برائے اتصال ترجمۂ او با ترجمۂ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل درین مقام آوردہ شد بیشتر گذارش یافت کہ میر احمد و سید ضیاء اللہ باہم روابطہ روحانی داشتند۔ و درین محل از مکاتیب جانبین دو نامہ بربالِ کبوتر روزگار مے بندم:۔

نامۂ سید ضیاء اللہ بہ میر احمد

در خرمن کائنات کردیم نگاہ	یک دانہ محبت است و باقی ہمہ کاہ

سبحان اللہ زہے آن یک دانہ در جنبِ قیمت آن گوہر یک دانہ کم از دانۂ خشخاش است۔ ابوت و نبوت پناہ آدم صفی اللہ علیہ السلام در طلبِ این دانہ از فقدان نعمتِ بہشت نیندیشید و ہر تعبے و شدتے کہ فرا پیش آمد بہ اختیار بر کشید۔ یعقوب علیہ السلام از شوق این دانہ بہ حدے دانہا سے اشک ریخت کہ وابیضت عیناہ من الحزن مفسر آن شد صدر نشین محفل رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از آنکہ استغنا بآن دانہ بہم رساند چندان غنا حاصل کرد کہ ہر چند کوہہاے مکہ را طلا ساختہ بحضرت حضور پیدا آوردند بگوشۂ چشم نہ نگریست۔ و رفعنا لک ذکرک مبین این ہمت است۔ بالجملہ ہیچ متنفسی درین عالم نیست و نبودہ و نخواہد بود کہ اثرے ازین خیال در سر نداشتہ باشد۔ مجنون بیچارہ سرگشتہ ہمین طلب از جہان رفت۔ فرہاد مسکین نیز درین ذوق جان داد۔ زلیخا بہ قوت ہمین دانہ پسر را از کنار

پدر حبد اساخت - وا ے بر دانا ے کہ از طلب این دانہ نادانانہ گذشت - آمدیم بر سر
مدعا بندہ ہر چند با مذاق طیبۂ محبان و حوصلہ ایشان آشنا ے ندارد لیکن بہر حال یک گونہ
لذت سماع پیدا کرد کہ باستنادِ آن می زید - وازینجاست کہ خود را خاکپا ے اہل محبت
می شناسد - اما ہیچ معلوم نشد کہ آن عزیز دانۂ خود را کہ مقسوم ازل است مگر پیش طائر ے
انداختند کہ چیدہ پرواز کرد یا بر اتب توسن سفر بر آمیختند کہ بہ گلو فرو کشید - کیفیت بے
توجہی را نوعی کہ واقعی است پیدا ننگارند کہ رافع خدشاتِ باطن گردد - بر تقدیر ے کہ مخلص
را از رعایت حقوق دوستانہ مقصر دانستہ عوض نمودہ باشند - جا ے آن دارد - اما چون
عوض بدی بہ بدی در مذہب دوستی نا محمود است بایستے کہ نظر بر تقاعد و تکاسل این
طرف نیند اختہ باد ا ے احسان از خود می شدند - و بہ ابنا ے احوال بہمت اشتمال
مرہون منت می ساختند مگر عہود حمی و حقوق صبا از یاد رفت ؏

اے عجب آن عہد و آن سوگند کو		وعدہا ے آن لبے چون قند کو	
گر فراق بندہ از بد بندگی است		چون تو باید بد کنی پس فرق چیست	؎

جواب میر احمد بہ سید ضیاء اللہ

نامہ عنبرین شمامہ مشام یگانگی را عطر آمود ساخت - و خاطر پراگندہ را بہ جمعیت فراہم آورد -
ملازما گرانباری کوہہا ے محبت بہ حکمی انا عرضنا الامانۃ علی السموٰت والارض
معلوم است کہ ہیاکل افلاک با چنان رفعت و سائر مکونات با آن ہمہ عظمت در تحمل این بار چہ

" بریچ تاب خوردند وپشت خم گشته سر انکار باززدند - وسرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم بچہ آسانی برگرفت
" واولیاء امت قدس اللہ اسرارہم بہ طفیل متابعت آنرا ازدانۂ خشخاش ہم کمتر انگاشتند
" وبدوش نیاز برگرفتہ نعرۂ ہل من مزید زدند - لکن ماحیوان صفتان ازان دانہ ہمین دانہ پنداشتیم
" کہ ثمرہ اش سہو ونسیان وبرگش غفلت وعطلت است الحمد للہ والمنہ کہ فریاد اناظلمنا عذرخواہ
" است واشک ندامت شویندۂ داغ گناہ ؎

" بغیر از عذر تقصیر اندرین راہ	نداردچارۂ بیچارہ درویش

" باری باستمداد ہمت عزیزان وبرکت انفاس ایشان امید ہست کہ پردۂ غفلت ونسیان از پیش این
" خیراندیش برانداختہ شود وذرۂ از عالم محبت نصیب گردد ؎

" کوتاہ کنم سخن کزین پس	وصل است جواب نامہ وبس "

(۵۸) میر عبد الجلیل نور اللہ ضریحہ

خلف الصدق میر احمد مرقوم باتفاق جمہور از خواص اتقیا واجلۂ علماء عالی مقدارند ودر تزکیۂ قلب وتصفیۂ باطن وتقدس ذات وجلائل صفات یگانۂ روزگار ہموارہ دل بیاد سلطان حقیقی بستند - وکمر بخدمت سلطان مجازی ؎

مرد حق در عین دنیاداری از دنیا بری ست	ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری ست

واز مناقب عظیمۂ ایشان این کہ بہ یمن طالع بیدار شاہ ولایت کرم اللہ وجہہ را در خواب مے بینند ودست بیعت مے دہند - ودر قصیدۂ منقبت زبان باداے شکر این عطیۂ کبری

مے کشایند کہ ع

دین پناہا تفضّل آگاہا		دلِ پاکِ تو شمع عرفان است	
کردہ ام بیعتِ تو در رویا		این سعادت ز فضلِ رحمن است	
دستم آخر گرفتہ بہ کرم		مے شناسم کہ این چہ احسان است	
من و این رتبہ از کجا لیکن		مور پروردۂ سلیمان است	

و در عالم بیداری اویسی سید یسین حموی صاحب سجادۂ غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بودہ اند و غائبانہ بیعت حاصل کردہ - آن جناب کتب اوائل بہ مشارکت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہٗ بخدمت میر سید سعد اللہ بلگرامی گذرانیدند بعدہٗ در قصبات پورب سائر و دائر گشتند - و کتبِ اواسطہ از مواضع متفرق کسب نمودند و آخر در حلقۂ درس شیخ غلام نقشبند لکھنوی سر رشتۂ تحصیل بہ انتہا رسانیدند - و علمِ حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی نور اللہ مضجعہ سند نمودند - و در جمیع علوم عقلی و نقلی خصوص حدیث و تفسیر و لغت و فنون عربیت و تاریخ و موسیقی اقتداری عظیم بہم رسانیدند حافظۂ شریف بہ مرتبہ بود کہ قاموس اللغہ من اولہ الی آخرہ از بر داشتند - و احادیث نبوی و اسماء الرجال و اشعار و امثال و اخبار فنِ تاریخ آن قدر مستحضر بود کہ محاسب اندیشہ پی بہ کمیت آن نمی تواند برد چشم روزگار کہن سال صاحب کمالی باین جامعیت کم مشاہدہ کردہ و نام بلگرام بہ میامن وجود فایض الجود شہرۂ آفاق گردیدہ - ملاقات آن جناب با سید علی معصوم مدنی مصنف سلافۃ العصر در اورنگ آباد دکن اتفاق افتاد - سید علی حی گفت

من در تمام عمر خود جامع علوم مثل میر عبدالجلیل ندیدم - ترجمه سید علی معصوم در دفتر ثانی مسطور می شود و شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہٗ ہمیشہ تعریف و توصیف می نمود - شیخ غلام نقشبند دائرۂ تاریخی از نتائج فکر خود بہ علامہ مرحوم فرستادند و طریق وضع دائرہ بر زبان قلم نیاوردند - آن جناب بقوتِ فکر کنہ دائرہ دریافتہ دائرۂ دیگر باز یادت لطافت از خود طرح کردہ بحضرت شیخ ارسال داشتند - حضرت شیخ مکتوبی بخط خاص قلمی فرمودند کہ نسخہ اشس این است :-

" میر والا مدارج انسانی مجمع فیوضات ربانی سلامت گرامی نامۂ خلت شمامہ مشتمل بر رسیدن بلگرام و تفویض
" خدمت بخشی گری و وقائع نگاری گجرات رسید مسرت فراوان بخشید - الحمدللہ کہ بر وفق خواہش دوستان
" با جمعیت این طرف تشریف آوردند - فقیر را مخلص صمیم دانستہ از یاد و دعا غافل ندانند حق سبحانہ
" ہمیشہ در ترقی جمعیت نشاتین دارد - دیگر رسالہ اعجاز طراز و دائرہ رسید زبان از مدحت آن قاصر است
" حقا کہ ذات سامی آیات درین زمانہ بے عدیل است اللہ تعالیٰ این افادہ مستدام دارد زہے فطرت
" صائب و ذہن ثاقب کہ سر ش معلوم نمودہ دائرۂ از خود وضع نمودند غرض کہ کمال سامی از تحریر بیرون است
" دیگر از اشتیاق گرامی صحبت چہ برگذارد اللہ تعالیٰ بوجہ احسن میسر آرد والسلام " انتہی المکتوب۔

و بر طریق دائرۂ مذکور محرر سطور ہم دائرہ تاریخ وصال علامۂ مرحوم طرح کردہ در مجلد ثانی خواہد آمد۔

آن جناب بعنایات سرمدی از دولت نشاتین کامیاب بودند - و بمنطوق آیۂ فیض پیرایۂ وآتیناہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الآخرۃ لمن الصالحین از جمعیت

صوری و معنوی حظی وافر داشتند۔ ابتداے حال باتفاق استاد المحققین میر طفیل محمد روح الله
روحه بارادۂ تحصیل علم قصد مستقر الخلافه آگره کردند۔ و بالنواب فضائل خان میر منشی
خلد مکان که دران ایام از ملازمت سلطانی وامانده دران بلده گوشه نشینی اختیار
کرده بود برخوردند و به اعانت او چندی در آن مقام رحل اقامت افگندند تا آنکه شاه
حسین خان از درگاه خلد مکان به دیوانی سرکار لکهنو مامور شده از دکن به اکبر آباد رسید
آن جناب به رفاقت شاه حسین خان از اکبر آباد به لکهنو آمدند و مدت پنج سال در آنجا
بسر بردند و از خان مذکور رعایات فراوان مشاهده کردند۔ ابتداے ترقی صوری اینجناب
و تلمذ بخدمت شیخ غلام نقشبند لکهنوی قدس سره درین ایام واقع شد و چون شاه حسین خان
از دیوانی لکهنو معزول شده۔ به دیوانی صوبۂ پتنه منصوب گردید در رفاقت او به بلدۂ
پتنه تشریف بردند و چندی دران الکه به جمعیت گذرانیدند و به تقریبی آمدن بلگرام اتفاق
افتاد۔ درین ایام سید محمد فیض زمیندار بلگرام بعلت حادثه خان عالمی چنانچه در ترجمه
او سابق تحریر یافت۔ باراده درگاه خلد مکان عازم دکن شد۔ علامۂ مرحوم بنابر ربطی
که با سید محمد فیض داشتند کمر رفاقت بربستند و باتفاق خود را باردوے خلد مکان رسانیدند
ملاقات آن جناب با ناصر علی در اورنگ آباد درین سفر واقع شد و بفرصت کمی معاودت
بلگرام دست داد۔ درین ایام خبر رسید که شاه حسین خان در مرشد آباد دار الملک بنگاله پیالۂ
مرگ چشید۔ آن جناب در تاریخ می فرمایند ؎

خانِ خورشید نسب شاه حسین	ذاتِ او مظهرِ آیاتِ جلی

آن امیری که در انواع شکوه	داشته مرتبهٔ بے بدلی
گوهر فکر وزیرانِ جهان	پهلوی رائے منیرش عملی
در هزار و صد و هشت از هجرت	کرد نهضت به ریاضِ ازلی
سال تاریخ خرد گفت چنین	باد حشرش به حسین بن علی

بعد وفات شاه حسین فرزند ارجمندش میر محمد رضا هم زلف شاهزاده عظیم الشان بن شاه عالم از بنگاله ارادهٔ آستانِ خلد مکان کرد و واردِ بلگرام شد و در دیوان خانهٔ علامهٔ مرحوم روزے چند آرام گرفت و او و علامهٔ مرحوم باتفاق در سنه ۱۱۱۱ احدی عشر و مائة والف رهگرائے دکن شدند۔ و بعد از طی مراحل و قطع منازل در اسلام پور[۵۱] از توابع بیجاپور سرادقِ عالم گیری را دریافتند۔ روزے علامهٔ مرحوم وارد مجلس میرزا یار علی بیگ سوانح نگار حضور معلی شدند۔ میرزا ضابطه داشت که همیشه کتابِ قاموس تصحیح و مقابله می کرد و اوقات را صرفِ این شغل می ساخت۔ آن جناب اشکالی چند از قاموس بر مستعدان محفل عرض کردند۔ ناخن اندیشهٔ هیچ کس بگره کشائی وانرسید۔ آخر آن جناب بافادهٔ حل مقامات پرداختند و حضار لب به تحسین کشودند۔ میرزا یار علی بیگ لوازم قدرشناسی چنانچه باید بجا آورد و باظهار کمالات صوری و معنوی خاطرِ بادشاه را متوجه ساخت۔ بادشاه به منصبِ شایسته و جاگیر چند از محال سائی پور قریب بلگرام و خدمت بخشی گری و وقایع نگاری گجرات شاه دوله پیرایهٔ امتیاز بخشید۔ آن جناب تاریخ خدمت چنین انشا کردند ؎

۵۱ غالباً اسلام پوری خواهد بود۔

	زروے کرم خدمتِ عیش افزا		مرا از جنابِ خلافت عطا شد
	وقائع نگاری گجرات زیبا		خرد گفت تاریخ تفویضِ خدمت

آن جناب از دکن اول قصد وطن کردند و در ذیحجہ سال مسطور بوصول بلگرام مسرت اندوختند۔ و در محرم ۱۱۱۳ھ ثلث عشر و مائۃ والف از بلگرام متوجہ گجرات شدند و غرۂ شہر ربیع الاول ہمین سال گجرات را مورد برکات ساختند و قریب چہار سال ہر دو خدمت را باستقلال تمام سرانجام دادند۔ و در ۱۱۱۶ھ ست عشر و مائۃ والف عزل درمیان آمد آن جناب متوجہ وطن شدند و در ماہ جمادی الاولیٰ ازین سال سواد بلگرام را از پرتوِ قدوم منور ساختند۔ درین وقت از ولادت مولف اوراق سہ ماہ گذشتہ بود۔ میرزا یار علی بیگ غائبانہ نقش قدردانی زد۔ و ہم درین سال بخدمت بخشی گری و سوانح نگاری و وقائع نویسی سرکار بھکر و سرکار سیوستان از پیشگاہ خلد مکان برائے ایشان گرفت۔ و سند درست کردہ مصحوب قاصدا جیر روانہ بلگرام ساخت۔ و قلمی نمود کہ عوض دو خدمت چند خدمت تفویض شد۔ باید کہ تعب سفر دکن نہ کشند و از وطن روانہ مکانِ خدمت شوند۔ و قاصدے دیگر با نقل سند جانب بھکر و سیوستان فرستاد۔ و از تقرر خدمات با علامۂ مرحوم مردم آنجا را اعلام نمود۔ قضارا قاصدے کہ رخصت بلگرام یافتہ بود در اثناے راہ تلف شد۔ چون زمانہ بسیار از میعاد قاصد گذشت۔ میرزاے قدرشناس سند ثنی از دفاتر بادشاہی درست کردہ با قاصدے ارسال بلگرام نمود۔ آن جناب بعد وصول این نوید در ماہ جمادی الاولی ۱۱۱۷ھ سبعۃ عشر و مائۃ والف از بلگرام سمندِ عزم جانب

ملک سندھ بہ خرامش آوردند۔ و بست و چہارم رجب المرجب سال مذکور بلدۂ بہکر از جلوۂ والا برافروختند و مسندِ خدمت را بہ تمکینِ عالی زینت بخشیدند۔ و لبعد رحلتِ خلد مکان چون قدر و منزلتِ آن جناب نقش خاطر شاہزادہا و جمیع ارکان سلطنت بود در طبقات لاحقہ بے آنکہ از بہکر حرکت کنند ارکان سریر خلافت در ہر عصر سند استقلال خدمات ارسال نمودند تا آنکہ در عہد محمد فرخ سیر پادشاہ از نیرنگی قدرت الٰہی پرگنۂ جتوی از توابع سرکار بہکر ریزہاے نبات مثل ژالہ خورد از ابر بارید۔ و بہ نزول این حلاوۂ غیبی کام و زبان عالمے شیرین گردید۔ آن جناب درین سانحۂ غریب رباعی انشا کردہ در فرد وقایع معروض بارگاہ خلافت داشتند کہ ؎

فرخ سیر آن شہنشہ بابرکات	چرخ از ادب او شدہ شیرین حرکات
در سندھ زیمنِ عہد عشرت مہدش	بارید سحاب ریزۂ قند و نبات

میر جملہ سمرقندی کہ دران زمان راتق و فاتق مہمات سلطنت بود و سوانح حضور معلی با و تعلق داشت و آخر صدر الصدور شد بہ مجرد ملاحظہ فرد وقائع بے آنکہ حکم بہ تحقیق کنند حمل بر خلاف واقع نمودہ در اوائل سنہ ۱۱۲۶ ست و عشرین و مائۃ و الف معزول ساخت آن جناب در ہمین سال از بہکر جانب دار الخلافہ شاہجہان آباد حرکت کردند و در حلوتے کہ نواب قطب الملک سید عبداللہ خان وزیر اعظم و امیر الامرا سید حسین علیخان یک جا بودند کیفیت بہ معرض اظہار آوردند و رباعی مسطور بہ سمع رسانیدند۔ امیر الامرا در ہمان مجلس حکم بحالی خدمات فرمود و آن جناب سند حاصل کردہ بہ بلدہ بہکر فرستادند۔ و شیخ محمد رضا بہکری

فرستادند۔ و شیخ محمد رضا بھکری را غائبانہ نائب ساختند۔ و در سنہ ۱۱۳۰ھ ثلثین و مائۃ والف
خود مستعفی شدہ خدمات را بنام فرزند ارجمند میر سید محمد مدظلہ گرفتند و در سنہ ۱۱۳۲ھ اثنین و ثلثین
و مائۃ والف بعد شانزدہ سال بلگرام را از مقدم سامی مستسعد ساختند۔ و یک سال
اقامت گزیدہ متوجہ دار الخلافہ شاہجہان آباد شدند کاتب الحروف در وقت مقدم شریف
بوطن ہفدہ سالہ بود و این اول رویت است کہ در سن شعور فقیر واقع شدہ و بندہ
و میر محمد یوسف کہ ماہر دو دختر زادہ حقیقی آن جنابیم بہ شرف تلمذ سعادت اندوختیم۔ و سند حدیث
مسلسل بالاولیہ و حدیث الاسودین و اجازت اکثر کتب احادیث حاصل کردیم بعدہٗ
در سنہ اربع و ثلثین و مائۃ والف ماہر دو برادر بہ دار الخلافہ شاہجہان آباد رفتیم و در آنجا
قریب سہ سال صحبت عالی دریافتیم۔ و بعض کتب حدیث و برخی از کتاب قاموس
و فنون دیگر کسب نمودیم از عہد عالمگیر خلد مکان تا عصر محمد شاہ جمیع امراے عظام اعزاز و
اکرام جناب اقدس بجامی آوردند و تشنہ صحبت والا بودند۔ طریقۂ آن جناب صدق و
صفا و طاعت الٰہی و دوام آگاہی بود۔ و کمال تمکین و وقار داشتند۔ و با وصف اختیار
خدمات پادشاہی سر موے از وقائق دیانت و امانت فرونمی گذاشتند۔ سید حسین امتیاز خان
متخلص بہ خالص صفاہانی از دیار ہند عازم ولایت شد۔ چون بہ سیوستان رسید۔ خدایار
خان مرزبان سند در سنہ ۱۱۲۲ھ اثنین و عشرین و مائۃ والف سید حسین را بہ قتل رسانید
و اموال لکوک را متصرف شد و بہ علامۂ مرحوم پیغام کرد کہ این خبر در سوانح پادشاہی طوری کہ
واقعی است داخل نباید کرد و ہزار اشرفی طلا کہ مقابل چہاردہ ہزار روپیہ باشد تسلیم می کرد

علامۂ مرحوم دست بر در زدند و فرمودند به عنایت الٰہی ثروتی دارم محتاج نیستم اگر امروز خبر واقعی به قلم نیارم فردا در حضور رب العزت تعالیٰ شانہ چہ جواب دہم۔ واکثر خبر ارباب استحقاق خصوص بطریق اخفامی گرفتند۔ و بر مضمون فیض مشحون ان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم عمل می کردند۔ و بعد ادای فرائض وسنن اعظم اشغال مطالعۂ کتاب بود۔ و روز جمعہ بعد نماز صبح تا قبل استوا دلائل الخیرات ختم می کردند۔ و در میان حرفی نمی زدند۔ و نسخۂ دلائل الخیرات را کہ وظیفۂ خاص بود بدست مبارک خود تحریر نمودند۔ و امروز این نسخہ موجود است۔ و قریب استوا بہ غسل مسنون روز جمعہ پرداختہ متوجہ مسجد مے شدند۔ و در ماہ مبارک رمضان روزانہ بہ بیت الخلائی رفتند۔ و در سفر وحضر نماز تراویح ترک نمی شد۔ و از صفات رضیہ این کہ چون قصد کتابت می کردند اول تسمیہ و حمد و صلوٰۃ بر قرطاسی معین می نوشتند بعد از آن شروع بہ کتابت مقصود می کردند و تا آخر عمر این عمل ترک نہ شد۔ کتاب خانۂ عظیمی در زمرۂ باقیات صالحات گذاشتہ اند اکثر این کتب را بدست مبارک خود اصلاح و مقابلہ نمودہ اند و نسخ بسیار بہ خط خاص نوشتہ اند۔ در اوائل خط نستعلیق لغایت شیرین می نوشتند۔ بعدہ از نستعلیق خطی طبعی ایجاد کردند۔ بہایت شیرین و دل نشین کہ چشم ناظران را جلامی افزاید۔ و ذوقِ کتابت بہ مشابہ داشتند کہ در اواخر ایام اقامت بھکر کتاب مبارک صحیح بخاری استکتاب نمودند و در صدد مقابلہ بودند کہ عزل خدمت در میان آمد۔ آن جناب بہ عزم شاہجہان آباد خیمہ را بہ نوشہرہ کہ موضعی است در سواد بھکر بر آوردند و محض برای مقابلۂ صحیح بخاری مدت

ششش ماه مکث کردند وچون توابع ولواحق بسیار در رکاب بود مبالغ الوف به صرف در آمد والیوم آن نسخه متبرکه درکتاب خانۂ والا موجود است۔ تاریخ ولادت باسعادت که به خط خاص مشاهده افتاد۔ سیزدہم شوال ۱۰۷۱ھ احدی وسبعین والف مولد ومنشا بلگرام۔ ووصال والا شب شنبہ بست وسوم شهر ربیع الاخر ۱۱۳۸ھ ثمان وثلثین ومائۃ والف در دار الخلافہ شاہجہان آباد واقع شد۔ نعش مبارک حسب الوصیہ بہ دار السلام بلگرام نقل کردہ روز جمعہ اول وقت عصر ششم جمادی الاولی سال مذکور در قدم پدر بزرگوار میر احمد مرحوم دفن ساختند۔ عمر شریف شصت وشش سال وشش ماه وده روز از نتائج طبع والا مثنوی است مسمی بہ امواج الخیال در تعریف بلگرام مطلعش این ست ؎

آب وگلِ من کہ فیضِ عام است	از خطۂ پاکِ بلگرام است

همانا درین مطلع اشعاری است باین کہ عنصر لطیف بہ مسقط الراس رجوع می کند وفرع باصل بازمی گردد۔ واز جملہ آثار کرامت این کہ جسدِ مبارک باوجود حرارتِ آفتاب وامتداد مدت کہ درعرض چہارده روز تابوت از شاہجہان آباد بوطن رسید سالم وصحیح بر آمد ودر ہیچ عضوا صلا تغیری راہ نیافت جسدِ مطہر را از تابوت بر چہار پایۂ گرفتند نوعے کہ میت تازه را می گیرند۔ وبر لب قبر آوردند۔ وچادر زیر کمر گرفتہ در لحد فرود آوردند استاد المحققین میر طفیل محمد طاب ثراه در قبر در آمده بخاک سپردند۔ راقم الحروف آیہ کریمہ اولئک لهم عقبی الدار جنات عدن تاریخ بر آورد۔ وایضاً آیہ کریمہ للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ در تفسیر بیضاوی گوید الحسنی الجنۃ والزیادۃ ھو اللقاء

طرفہ آنکہ آیہ کریمہ للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ اکثر بزبان شریف جاری می شد و در
منشات والا بیشتر واقع شدہ۔ میر سید محمد سلمہ اللہ تعالیٰ خلف الصدق ایشان پارۂ
از منشات والا جمع کردہ اند وقتے سید اسمعیل بلگرامی خلیفہ شاہ عبدالرزاق بانسہ
قدس اللہ اسرارہما رقعہ بہ علامہ مرحوم تحریر نمودند۔ نسخہ اش این است :۔

"میر صاحب شفق مہربان فیض رسان سلامت۔ حقیقت نوم و یقظہ بر ارباب معانی منکشف
" وہویدا است بعضے نوم را بر یقظہ ترجیح دادہ اند و بعضے یقظہ را بر نوم این معنی را مشروحاً تحریر فرمایند
" والسلام علیکم و علیٰ من لدیکم"

علامۂ مرحوم جواب تحریر آوردند نسخہ اش این است :۔

" بیدار دل۔ خوابیدہ ہوا۔ ثابت مقام تسلیم و رضا سلامت۔ از معارضۂ نوم در تفصیل یقظہ و نوم
" نگارشش رفتہ۔ رمز آگاہا اگرچہ منطوق کلام الناس نیام فاذا ماتوا انتبہوا و حدیث شریف
" اختصام ملاء اعلیٰ در تصعید عمل متیقظ بہ بالا و بہ انحطاط درجہ جواب دارد ؎
" چشم تو نہ بخت ماست پر خواب چرا است
" اما مضمون کریمہ وتحسبہم ایقاظا وھم رقود ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال
" باعتبار کفالہ تقلیب کہ مشتمل است بر اسرار عجیب دلالت بر رفعت شان از خود
" خوابیدگان دارد ؎
" زہے مراتب خوابی کہ بہ ز بیداری است
" واگرچہ ظاہر خطاب قم بالنوم ناظر بہ ندیم است۔ اما تعظیمہ بہ فضل عبا مشعر بغایت تعظیم د

دو ہم چنین مضمون این منظومہ ہندی ع

دو یار آیو تب گا تون سوی کیسین بھگت پراپت ہوی

دو اگرچہ ایماے بہ تنقیص نوم دارد۔ امانحواے دوہرہ ۵

دو	سپنین دیکھو پیہ مین کھُل گئی آنکھہ ابھاگ		اور گنواوت سوی سب ہون توگنوایو جاگ	

دو از غایت نزاکت کارے مبنی است بہ تفضیل نوم بر بیداری خوشا حالت آن عاشقی کہ در شب

دو ہجرت بہ خوابش آئی واو شرمسار برخیزد۔ تحقیق مقام آنکہ تاسرے بہ خیال اودار اگر بیداری ست

دو بہ از نوم واگر نوم است بہ از بیداری نمک ریزی شبلی در چشم و مژہ براے رفع خواب و خوابیدن عبود ہفت سال

دو واول در آمدن او بہ بہشت۔ ہر دو صواب است این است ماحضر فکر سقیم و فوق کل ذی علم علیم"

حواشی رقعہ

قولہ۔ اختصام ملاء اعلیٰ۔ در حدیث شریف آمدہ کہ در رفع سہ عمل ملائکہ باہم خصومت می نمایند یعنی اطعام طعام و نرمی کلام و نماز در حالی کہ مردم خوابیدہ باشند۔ حدیث بتمامہ در مشکوۃ در فصل ثالث از باب المساجد و مواضع الصلوۃ مسطور است **قولہ**۔ باعتبار کفالہ تقلیب یعنی نقلبہم صیغہ متکلم دلالت می کند کہ حق تعالیٰ اخود کفالہ تقلیب اصحاب کہف نمود **قولہ** قم یا نومان در غزوۂ خندق شب فرار کفار ابر و سرما سخت و باد تند بود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حذیفۃ الیمان را براے استخبار لشکر کفار فرستاد و دعا فرمود تا سرما وجوع از و دور شد۔ ہمین کہ برگشت باز سرما در و اثر کرد۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل عبا

یعنی گوشۂ زائد لباسی کہ بر دوش مبارک بود پوشانید۔ و پاے مبارک بر سینۂ او گذاشت تا تسکین یافت و بخواب رفت۔ چون وقت نماز صبح نزدیک رسید فرمود قم یا نومان یعنی برخیز اے بسیار خواب **قولہ**۔ عبود بفتح عین مہملہ و تشدید باء موحدہ مضموم نام غلامی سیاہ کہ ہفت سال خوابید و اول در بہشت درآید سببش این کہ پیغمبر آن عصر را امت در چاہی حبس کردند عبود ایمان آورد و پنہان از قوم خبرے گرفت۔ قصہ بہ تفصیل در قاموس در مادۂ عبد مذکورست و چون درین کتاب نسب سادات بلگرام لازم گرفتہ شد ایراد قصیدۂ کہ در بیان نسب خود بہ نظم آوردہ اند مناسب افتاد و اطناب در مقام خود مضائقہ ندارد۔ قصیدہ این است :۔ ع

ما ایم نخلِ سبز ریاض پیمبری	احسان ماست بر ہمہ از سایہ گستری
نخلی کہ اصل ثابت او ختم انبیا است	فرعش گذشت از سر این چرخ چنبری
آن ختم انبیا کہ بتول است دخترش	آرایش منصۂ پاکیزہ گوہری
آن دخترِ نبی کہ بود شوہرش علی	دریاے فیض ساقیِ صہبائے کوثری
فرزندِ اوست خامس آلِ عبا حسین	فرمود در محیط شہادت شناوری
سجاد آنکہ آدمِ آلِ حسین بود	ایزد نصیب دشمن او کرد ابتری
زید شہید مصحف اسرار اہلبیت	پیداست از مناقب او شان حیدری
عیسے کہ شد بموتم اشبال اشتہر	کردی شکار شیر زرہی دلاوری
سید محمد آنکہ جہان را ز خلقِ او	پیچید در دماغ نسیمِ معطری

سید علی که بروز عالم پناه او — کیوان ستاده است به عنوان قنبری

سید حسین شمشهٔ ایوانِ مکرمت — روح الامین کند به رواقش کبوتری

سید علی عراقی کز فیض مقدمش — خاکِ عراق یافته از عرش برتری

سید حسن که اختر اوج سیادت است — کسب سعادت از نظرش کرد مشتری

سید علی که دشمن شوریده بخت را — سازد کباب آتش خورشیدِ محشری

شادابی بهار گلستان خلق زید — می کرد در تحفظ دلها صنوبری

سید عمر که سرور عالی مقام بود — در بزم او همیشه فلک گرم مجمری

زید سوم که خسرو اقلیم فقر بود — کردی ز روی آئینهٔ دل سکندری

یحی که در ریاض صفاتِ کمال او — یک شهر چشم حیرتیان کرد عبهری

سید حسین منتخبِ دودهٔ شرف — باشد چراغ انجمن افروز مهتری

داود آنکه دشمن فولاد جسم را — چون موم نرم ساخت ز دستِ بهادری

والا گهر ابو الفرح واسطی که شست — از آب ذو الفقار بسے نقش کافری

سید ابو الفراس که هنگام کارزار — آمد ز دستِ او همه کارِ غضنفری

ثانی ابو الفرح که بآئینِ جدِ خویش — روز نبرد شیر نیستانِ صفدری

سید حسین صاحب شمشیر خونچکان — با قلبِ دشمنان نگهش کرد خنجری

سید علی که صارم خاراشگافِ او — چون ذو الفقار دم زده از فتح خیبری

جدِ کلان محمد صغری که تیغ او — بر بلگرام یافته فتح و مظفری

مفتوح گشت در زمن شاہ التمش   تاریخ آن ز لفظ خداداد بشمری

در سال ششصد و چہل و پنج فوت کرد   آسود بر بساط معلاے عبقری

شعبان و روز چاردہم صحوہ نشین   کرد از جہان بہ ملک مقدس مسافری

باشد بہ بلگرام مزار مبارکش   بر مرقدش کنند ملائک مجاوری

سید عمر فروغ جبین محمدی   اور است بر سپہر شرف شان اختری

سید حسین از نظر التفات او   مینا ز مردی کند و سنگ گوہری

سید نصیر آنکہ بمصداق نام خود   باز مرۂ ستم زدگان کرد یاوری

سید حسین کان سخا معدن صفا   از گوہرش جمال شرف یافت زیوری

سالار از فروغ ضمیر منیر او   دریوزۂ شعاع کند مہر خاوری

لطف اللہ آنکہ قطب سپہر ولایت است   مردان راہ را بخدا کرد رہبری

دادن کہ نام او ست خداداد از پدر   صاحب کراہتی است ز تعریف باوری

جد القبیلہ حضرت محمود دین پناہ   کردند جن و انس بہ حکمش مسخری

عالیجناب سید نوح آنکہ عرف او   باشد بیارہ سرو گلستان سروری

سید حسین خلق مجسم کہ ذات او   خورشید سان مثل شدہ در ذرہ پروری

محمود در فضائل کسبی و موہبی   ہمتاے او نہ زادہ ز ارحام عنصری

عبد اللطیف آنکہ ز ابناے روزگار   ممتاز بودہ در عمل فیض گستری

احمد کہ صاحب قلم و سیف قاطع است   بہرام و تیر بردر او کردہ چاکری

عبدالله آن برادر عبداللطیف کو — احمد پسر گرفت ز لطف برادری

عبدالجلیل از پس احمد منم که هست — وصفی ز من فصاحت سحبان والوری

آنجا که نغمهٔ نی کلکم شود بلند — آرند سر فرو متنبی و بحتری

مقصود من تفنن طبع است از سخن — ورنه سزای رتبهٔ من نیست شاعری

دریای موج خیز علومم که می کند — با من خطاب جوهر اول زمخشری

ایزد مرا به علم و عمل امتیاز داد — شانم بلند کرد و گر از توانگری

باوصف این فضائل صوری و معنوی — گویم به نفس خویش که از جمله کمتری

در یک هزار و یک صد و یک کلک واسطی — افشانه این لالی بحر سخنوری

راقم الحروف سبط حقیقی آن جناب و ذره دریوزه گر آن آفتاب است بحال من بیچاره ان عنایتی خاص داشتند۔ و در ایام ملازمت دار الخلافه شاهجهان آباد مکرر فرمودند که می خواهم به وجودِ شما نشانی از من باقی ماند۔ حقوقِ والا از تربیت دینی و دنیوی از ان زیاده است که به ذرات زمینی با کواکب آسمان توان شمرد چیزی که از دست این ناتوان بر آمد همین که در اماکن فیض مواطن سیما مواجههٔ جناب رسالت صلی الله علیه و آله وسلم دست دعا بر داشتم و بزبان نیاز و حضور دل این خدمت به تقدیم رسانده‌ام و ثواب یک عمره به روح اقدس نیاز کردم و بقدر استعداد که آن هم پرتو عنایات عالی است قصیده بزبان عربی در مدح اقدس انشا کردم امیدوارم که این هدیهٔ حقیر از روح فیض رسان نظر قبول یابد و خدمتی که از نهایت اخلاص بجا آورده شد بجای رسید که مولانا سید مصطفی بن سید عمر روسی سورتی هرگاه این قصیده را

شنید فرمود ہذہ قصیدۃ یحق آن یغبط فیہا یعنی این قصیدہ استحقاق دارد کہ غبطہ کردہ شود

در آن۔ وسید احمد امام زادہ یمین شرحی برین قصیدہ نوشتہ۔

سید احمد از اولاد ائمۂ یمین یعنی سلاطین آنجا است۔ در طبقۂ سلاطین حال یمین اول

کسے کہ بہ سلطنت رسید قاسم بن محمد ملقب بہ امام منصور باللہ است از ذریات حسن مثنیٰ

بن امام حسن سبط رضی اللہ عنہ وپسر او حسن بن قاسم صاحب سیف وشجاع بے نظیر

بود۔ وترکان روم کہ از مدتے بر دیار یمین مسلط شدہ بودند آنہا را مغلوب ساخت۔ ودر سنہ ۱۰۴۷

سبع واربعین والف قانصوہ سردار ترکان امان خواستہ از یمین بدر زد وخود را بہ مکہ معظمہ

رسانید وبقیۂ ترکان امیر مصطفےٰ را سردار گرفتند وزبید را ضبط کردند۔ واز ترس شمشیر حسن

نتوانستند پا قایم کرد ودر سنہ ۱۰۴۹ تسع واربعین والف امیر مصطفےٰ نیز از یمین برآمد ورو بہ مکہ

معظمہ آورد۔ بلاد یمن بہ امام زیدیہ قاسم بن محمد قرار گرفت۔ وبعد فوت او پسرش بن قاسم

ملقب بہ موید باللہ بادشاہ شد وبعد فوتِ او برادرش متوکل علی اللہ اسمعیل بن امام منصور

باللہ قاسم بن محمد بہ سلطنت رسید وبعد فوت او پسرش موید باللہ محمد بن اسمعیل بر تخت

نشست۔ وبعد فوت او مہدی لدین اللہ احمد بن حسن مخرج اتراک بن قاسم بن محمد بر سریر

فرمانروائے برآمد وبعد فوت او محمد بن احمد بن حسن مخرج اتراک مسند آرائی آرا است

وبعد فوت او حسین بن قاسم از احفاد منصور باللہ قاسم بن محمد جلوس نمود۔ وبعد فوت او متوکل

علی اللہ قاسم بن حسین بن احمد بن حسن مخرج اتراک علم فرمان دہی افراشت۔ وبعد فوت

او ناصر لدین اللہ محمد بن اسحٰق بن احمد بن حسن مخرج اتراک نگین ملک بدست آورد وبعد یک سال

مخلوع شد۔ ونوبت فرمان روائے بہ حسین بن متوکل علی اللہ قاسم بن حسین بن حسن مخرج اتراک رسید۔ وبعد فوت او پسرش عباس بن حسین تاج سلطنت بر سر گذاشت۔ وامام این عصر اوست۔ نسب شارح قصیدہ بہ دو واسطہ بہ امام مہدی لدین اللہ احمد بن حسن مخرج اتراک می رسد برین نہج سید احمد بن عبد اللہ بن ابی طالب بن احمد بن حسن چند روز نوبت سلطنت لبعض ارض یمن بہ عبد اللہ پدر شارح قصیدہ ہم رسیدہ بود۔ آخر حسین بن متوکل علی اللہ قاسم مذکور عبد اللہ بہ دغا قید کرد و سلطنت را متصرف گشت۔ عبد اللہ تا وقت تحریر در قید حیات است۔ سید احمد شارح قصیدہ بعد حبس پدر بہ ملک دکن افتاد و با نواب نظام الدولہ شہید بہ وساطت راقم الحروف ملاقات کرد۔ نواب فراوان رعایت و تعظیم و تکریم بجا آورد۔ قصیدۂ مذکور این است ؎

ادراك عليلا للقاء منك يكفيه	طرفك الناعس الممراض يشفيه
كتمت دائي عن العذال مجتهدا	ما كنت ادري نحول الجسم يفشيه
فدلوني عن سقام انت منشاه	ونجني من خرام انت موريه
لقد ثنى عطفه عن مغرم دنف	مهفهف تثقل الارداف يثنيه
رعى الاله سقامي لو يعالج من	احببته بدواء الخمر من فيه
وحبذا العيش لو يمشي على مقلي	غض رطيب من العينين استقيه
شان المحب عجيب في صبابته	الهجر يقتله والوصل يحييه
يا جارة هيجت بالنصح لوعته	يحنى مقلتة العبراء خليه

لولاه ما شاق عرف الصبا سحرا ... ولم يكن بارق الظلماء يشجيه

اليك يا رشا الوعساء معذرة ... ء انت عن رشا البطحاء تسليه

لوائمي قطعت اكبادهن متى ... رأينه في كمال الحسن والتيه

ايا صواحب اكباد مقطعة ... فذ لكن الذي لمتنني فيه

اذا دنى فمهاة البيد تشبهه ... او ماس فالبانة الخضراء تحكيه

غزالة تصرع الأساد قاطبة ... الا الذي سيد السادات يحميه

كهف الانام امام الكون اكرمه ... عون الذي حادث الايام يرميه

السيد المقتدى عبد الجليل له ... مجد اثيل من الآباء يحويه

حبي ملاذي واستاذي ومستندي ... رب الورى بصنوف الخير يجزيه

علامة ناقد المعقول متقنه ... فهامة جامع المنقول محصيه

شمس تفيض علينا نورها ابدا ... حاشا اذا جنت الظلماء تطويه

بدر سناه اصيل غير منتقص ... وكل ليل كما في الآن تلفيه

بحر غني عن الاصداف جوهره ... ونفس همته العليا تربيه

لقد تحلى بتقوى الله خالصة ... والله عن سائر الاكوان يغنيه

ان حل في حضرة السلطان منصبه ... فليس هذا عن الرحمن يلهيه

توارث الفضل عن اباءه قل ما ... وبعد ذلك في الاولاد يبقيه

رب السموات والارضين يوم غد ... من المواهب اعلاهن يوليه

یا ایها البحر شنفت المسامع من | در الی ساحل نقرطاس تلقیه
ان ظل سحبان فی بطن الثری رحما | فانت من هذه الانفاس محییه
وانت فی شعراء الفرس ابلغهم | یا طیب مابلسان الهند تملیه
مولای اوتیت علما زانه عمل | وعنصرا جوهر الحسنے یجلیه
لم یرتکب ناظر الغزلان نشوته | الی سبیل التقی لوکنت تهدیه
ایا ابن احمد فرع الماجد بن ابی | محمد نور الدنیا تجلیه
خلقت فی نسب عال وفی حسب | مسلسل لیست الاقلام تحصیه
لان کسب المعالی من اولی شرف | ارثا فکم من فخار انت مبدیه
ان الوری لعلو الجاه یرفعهم | انت الذی بسمو النفس تعلیه
ماشاد مثلک بنیان العلا احد | نعم علی شرف الافلاک تبنیه
سقی الاله محلا انت ساکنه | ماورق الغصن والوسمی یرویه
بجاه خیر البرایا رب اهد له | منا صلوة مدی الایام ترضیه

حواشی قصیده

طرف بالفتح چشم فاتر سست - ممراض بالکسر بسیار مرض - عاذل ملامت گر - عذال بضم عین وتشدید ذال جمع نحول لاغر شدن - ضرام بالکسر هیزم افروختہ - موری بالضم برافروزندۂ آتش قوله تعالی والموریات قدحا فی القاموس ثنی عطفه اعرض - معترم بضم میم وسکون

غین معجمه و فتح راے مہملہ اسیر محبت - ولف بفتح نون وکسر آن وایم المرض - مہفہف باریک میان - روف سرین ارادف جمع - عرف بالفتح بوے خوش - بارق ابر بابرق - اشجائ غمگین کردن - یشیجی مضارع آن - جارہ تانیث جار یعنی ہمسایہ - لوعہ بالفتح سوزش دل - سقلہ بالضم کاسۂ چشم - عبراء بالفتح گریان - رشا بفتحتین آہو برہ - وعساء بالفتح زمین نرم ریگستان بطحا بالفتح گذرگاہ سیل پر سنگریزہ و وادی مکہ معظمہ تیہ بکسر تاء فوقانی تکبر - رنونگریستن رنا ماضی آن - مہاۃ گاو وحشی شعراء عرب معشوقہ را بہ مہاۃ تشبیہ دہند بہ اعتبار خوش چشمی چنانچہ شعراء ہند رفتار معشوقہ را بہ رفتار فیل و کمر را بہ کمر شیر تشبیہ دہند - واصل این ست کہ اہل ہر ولایت را مالوف ساتی است کہ در اشعار خود استعمال کنند - و مذاق اینہا را خوش آید - ہر چند مذاق غیر آن ولایت را مستنکر نماید - اگر غیر کسب زبان بکمال رساند لاشک انکار او رنگ اقرار می کرد و ذوقی کہ اہل زبان در یابند بعینہ یا قریب آن او نیز در می یابد بید بالکسر بیابانہا - میس بالفتح خرامیدن ماس ماضی آن - بانہ درختی است کہ قد خوبان را بآن تشبیہ دہند فی القاموس حبۃ اللیل وعلیہ ستر - تلفیہ مضارع الفاء بمعنی یافتن ایلا بخشیدن یولیہ مضارع آن تشنیف گوشوارہ در گوش کسے کردن - رمہ بالکسر و تشدید میم استخوان بوسیدہ رمم جمع - ناظر نقطۂ سیاہ چشم یا نگاہ - فخار بالفتح نازش - شرفہ بالضم کنگرہ شرف بضم شین و فتح رای جمع وسمی بالفتح باران مدی بالفتح غایت مسافت -

(۵۹) میر محمد جان بلگرامی

ابن عم حقیقی علامہ مرحوم میر عبد الجلیل است نسبش باین طریق میر جان محمد بن

سید معین الدین بن سید عبداللطیف بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرہ سید معین الدین از عجائب روزگار و نوادر لیل و نہار بود و در ہوش و فطرت نظیر نداشت۔ علامہ مرحوم او را عقل مجسم می گفتند و تا آخر عمر پیش امرائے عہد معزز و مکرم زیست برادر کلانش میر احمد از طرف نواب مکرم خان حکومت بعض محالات توابع دہلی داشت۔ چنانچہ گذارش یافت و او ہمراہ برادر بخدمت امینی آن مواضع مامور بود و ہر دو برادر قسمی اخلاص و اتحاد داشتند کہ یک جان و دو قالب توان گفت و ازینجا تدین ہر دو برادر توان دریافت کہ یکے را حاکم کردند و دیگرے را امین۔ چون نواب مکرم خان بہ ایالت صوبۂ ملتان منصوبہ گشت۔ سید معین الدین را خدمت عدالت صوبۂ مسطور تفویض نمود۔ سید این منصب نازک را براستی و درستی پرداخت و وضیع و شریف شہر را بہ عدل و احسان از خود راضی ساخت۔ وہم در ملتان سیزدہم شعبان ۱۱۰۳ھ ثلث و مائۃ والف بہ گلگشت فردوس برین خرامید۔ فرزندش سید کرم اللہ کہ ذکرش می آید آیہ کریمہ بلٰ حلہ جنات تاریخ یافت قبرش ورہمان شہر در حریم روضہ شیخ موسی جیلانی قدس سرہ متصل زینہائے دروازہ گنبد مبارک جانب یسار داخل واقع شدہ کاتب الحروف ہنگام مراجعت از سفر سیوستان درحدود سنہ سبع و اربعین و مائۃ والف بہ زیارت مرقد شریف و فاتحہ فایحہ مستسعد گردید۔

میر جان محمد ولادت او یازدہم شہر ربیع الآخر ۱۰۸۳ھ سنہ ثلث و ثمانین والف اتفاق افتاد۔ سید عالم و فاضل و حافظ کلام اللہ و قاری بے نظیر بود۔ و خط نسخ جید می نوشت

واز کثرت مصاحبت اہل فرس زبان فارسی در نہایت فصاحت و بلاغت می گفت
و جواہر آبدار می سفت - نقاوت و طہارت بکمال داشت - و شب و روز در اداے نوافل
و وظائف مستغرق می ماند - مے فرمود از سن لست سالگی نماز تہجد از من فوت نشد -
شبہا کہ نماز می گذارد بہ حیثیتی حالت گریہ و تضرع رو می داد کہ در و دیوار در رقت می آمد -
وادعیہ را بہ سوز و دردی می خواند کہ جگر سنگ می گداخت - و در سال ست واربعین
و مائۃ والف جذبہ توفیق آلہی او را دریافت منصب و جاگیر باد شاہی ترک دادہ و مصاحبت
امرا و تنعم دنیا واگذاشتہ اول از دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ بلگرام آمد و اہل و عیال و مردم
قبیلہ را جمع کرد و با اینہا گفت دوکہ نعمت و جمعیت دنیا بسیار دیدم و خدمت شما حسب الطاقہ
بجا آوردم اکنون کہ صبح پیری از شب جوانی دمیدہ و چراغ زندگانی بہ آخر رسیدہ مے خواہم
کہ زیارت حرمین شریفین و دیگر اماکن مقدسہ رخت سفر بر بندم و لبقیہ ایام زندگانی را در طیبہ
طیبہ علی ساکنہا الصلوٰۃ والتحیتہ بسر آرم - مناسب آنکہ بہ طیب خاطر رخصت دہید
وامروز این کس را کہ ایام حیاتش نفسی چند بیش نماندہ ازین عالم درگذشتہ انگارید ''
حاصل آنکہ بہ استرضاء اہل و عیال کوشیدہ و تلخی صبر برین جماعہ گوارا ساختہ رو براہ
مقصود آورد و عازم بندر تتہ گردید و بتاریخ ہفدہم ربیع الآخر ۱۱۴۶ھ است واربعین ومائۃ والف
وارد سیوستان گشت - کاتب الحروف دران ایام ہمانجا بود بست و ہشتم شہر مسطور از سیوستان
روانہ بیشتر گردید - و پانزدہم جمادی الاولی سال مذکور در جہازی کہ روانہ بصرہ می شد نشست
قضارا جہاز در برابر بندر عباسی شکست - و خلق کثیر و اموال خطیر در لجۂ ناکامی فرو رفت

متصدیانِ جہاز بر کشتی صغیری کہ در رکاب جہاز می باشد نشستند و میر ا ہمراہ ان کشتی گرفتند باری کشتی در آغوش سلامت بہ ساحلے برخورد۔ میر از انجا عازم بصرہ گردید و بعد از قطع صحاری بسیار و جبالِ دشوار گذار بہ مشقتِ تمام خود را بہ بصرہ رسانید و از آنجا بہ دار السلام بغداد و سامرہ و نجف اشرف و کربلاے معلی شتافت و شرفِ زیارت مزارات عالیات این مواضع حاصل کرد۔

و چون نادر شاہ در عہدِ خود رسوم بدعت از و یا بر ایران بر انداخت۔ ہمراہ قافلہ تجار عنان بجانب مشہد مقدس تافت۔ و بہ زیارت امام ہشتم سر بآسمان نہم رسانید۔ از انجا احرام بیت اللہ بربست۔ و بعد اداے مناسکِ حج و عمرہ و فوراً بہ مدینہ سکینہ علی ساکنہا الصلوٰۃ و التحیۃ آمد و بزیارت مرقد معطر روائح سعادت ابدی استشمام نمود۔ و حلقۂ باب شفاعت مآب صلی اللہ علیہ و سلم بسر پنجۂ اخلاص محکم گرفت۔ و بہ تمناے موت در آن بقعۂ مبارک قدم از شہر برون نگذاشت و دعاے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ بر زبان داشت اللہم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک۔ آخر چند ماہ در آن شہر مبارک زندگانی یافت۔ درین فرصت ہمیشہ از صبح تا شام در مسجد نبوی می نشست و مصاحف وقف روضۂ مقدسہ را بہ تصحیح می رساند۔ و اوقاتِ گرامی را درین شغل شگرف صرف می ساخت۔ تا آنکہ پانزدہم رجب المرجب ۱۱۴۹ھ تسع و اربعین و مائۃ داعی حق را لبیک اجابت گفت۔ جنازۂ او را بدستور این بلدۂ شریفہ از مواجہہ خیر الانام و ما بین بیت و منبر گذرانیدہ بہ جنت بقیع بردند و پایان قبۂ سیدنا عباس و ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم بہ فاصلہ

چہار درع جانب شرق بخاک سپردند زہے صاحب دولتے کہ تمام عمر بہ نعمت وجمعیت گذرانید و در خاتمہ ایام زندگانی این ہمہ سعادات و برکات حاصل کرد۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء راقم الحروف در مدت اقامت طابہ ستطابہ ہر جمعہ بزیارت جنت بقیع می رفت و مزار شریف را ہم زیارت می کرد۔ و بہ خواندن فاتحہ فاتحہ سرمایۂ سعادت می اندوخت۔ و لبعد عطف عنان بہ جانب ہندوستان برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمہ اللہ تعالی تکلیف کردند کہ قصیدہ بزبان عربی مشتمل بر احوال آن مرحوم انشا کردہ شود تقدیم فرمائش ضرور شد و این قصیدہ بہ نظم در آمد ہ

حتی الغمام بساکب ھتان	ارضنا ھنالک مراتع الغزلان
وسقی ورود الرابیات کانہا	قلل بہن مواطع النیران
ورعی الالہ اباطحا حصباءہا	ازرت بلآلی فی نحور عوان
وحمی ریاضنا ازہرت نسماتہا	نار الغرام بمہجۃ الولہان
واطال عمر ارائک سجعت بہا	ورق الحمی برقائق الالحان
وادام ظل الایک ایک خمائل	فیہا ظفرت برؤیۃ الجیران
وکسا الربیع ربی الحجاز مطارفا	مصبوغۃ بغرائب الالوان
دوقی مہیمن عصبۃ من طیبۃ	سکنوا منازل مہجتی وجنانی
طوبی لقوم ہاجروا وتوطنوا	تلک الدیار معادن الایمان
منہم ہمام بارع متورع	نجل النبی سلالۃ الاعیان

السيد المقبول جان محمد　　هو فى القراءة كالروح فى الابدان

والفاضل المتنسك الممتاز فى　　فن القراءة حافظ القرآن

سامى مكى فى لهجة عربية　　فى الفارسية اسبق الفرسان

قد لاح خط النسخ من اقلامه　　ابهى من الياقوت والمرجان

وانظر الى هذا السواد كانه　　نبت البنفسج من اصول بنان

وهو المكين على ارائك ثروة　　والمحتظى بمناصب السلطان

لما اكتسى برد المشيب وما ارتجى　　من عمره الا يسير زمان

ولى عن الدنيا وقد ترك الحمى　　نسجت عليه عناكب النسيان

ومشى الى خير البقاع مهاجرا　　سحبا على الاهداب فى الاجفان

حتى اذا بلغ المحيط وخاضه　　كسر السفينة طارق الحدثان

فطوى مفاوز لا يحل مسيرها　　الا لمن يسرى على التكلان

واناخ عند البصرة الفيحاء　　فالزور افبعض مواطن الاحسان

زار المزارات العلية وارتوى　　منها وهن مناهل العطشان

ثم انثنى وسعى الى ام القرى　　فاتى وحج البيت ذا الاركان

واتى للمدينة زائر القطينها　　صلى عليه مصور الاكوان

واقام منزويا بها متعبدا　　وحوى فيوض الواهب المنان

حتى توفى بعد عدة اشهر　　واقر فى اعلى قصور جنان

والمحتظی الخامس المعد وبعد العشر من
دفنوه عند المسبط سبط المصطفی
ولعام رحلته وجدت مورخا
لما وصلت الی المدینة زرته
ودعوت یا رحمان روضه بجیبه
وادفع مکانته وزد اکرامه
صلوا علی هذا النبی وسلموا

دفنوه عند ابی محمد الحسن

رحب اجاب منادی الرحمن
شرفیة قبة لدی البنیان
نقلت مواز نیه من الفرقان
واتیته بتحائف الریحان
وافض علیه سحائب الغفران
فی حضرة المختار من عدنان
ما غنت الاطیار فی الاغصان

حواشی قصیده

ساکب - باران - ہتان بفتح ہا وتشدید تاء فوقانی لبسیار ریزنده - مراتع جمع مرتع بمعنی چراگاه - ورد گل ورود بضمتین جمع - رابیه زمین بلند رابیات جمع - ارزمی باخیه ادخل علیه عیبا کذا فی القاموس - غانیه زنی که بحسن خوبی بے نیاز باشد از زیور وزینت غوانی جمع ولہان بفتحتین شیفته - اراک بروزن سحاب درختے است که ازان مسواک سازند - ارائک جمع - ورقاء کبوتر ورق بالضم جمع - ایک بالفتح درخت درہم پیچیده خمیل زمین نشیب حمائل جمع - مطرفه چادر مطارف جمع - عصبه بالضم جماعه - نجل بالفتح فرزند سامی المدی یعنی بلند غایت - اریکه تخت ارائک جمع الاحتظاء بہره مند گشتن ولیحدی بالباء کذا فی تاج المصادر - سحب بالفتح کشیدن - جمان بضم جیم مروارید فیجاء

بفتح فا وسیع ولقب بصرہ زوراء نام بغداد- منہل چشمہ مناہل جمع - الارتواء سیراب شدن ولیعدی بمن کذا فی تاج المصادر قطین ساکن قولہ وایتہ بتحائف الریحان درحرمین شریفین معمول است کہ وقت زیارت قبور ریحان ہمراہ می برند و بر قبور می گذارند و باغبان آنجا در رستۂ جنت معلیٰ و بقیع ریحان می فروشند چہ در حدیث شریف آمدہ کہ وضع سبزہ بر قبور موجب نزول رحمت و تخفیف عذاب است ارضر یحہ یعنی سیراب کن خاک اورا افض یعنی بریز۔

(۶۰) سید کرم اللہ بن سید معین الدین بلگرامی

برادر اعیانی میر جان محمد مذکور است - ولادت او در ۱۰۸۷ھ سنہ سبع وثمانین والف اتفاق افتاد - صاحب اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ بود و حظی مستوفی از فضیلت داشت - و باکتب حدیث و سیر بیشتر اشتغال می نمود و در ایام کہولت بہ شوق تمام کلام اللہ را حفظ کرد - و در سجیۂ رضیہ تقوی و صلاح و سخاوت و شجاعت یگانہ می زیست ومدتے از جانب دریاے علوم میر عبد الجلیل مرحوم نیابت بخشی گری و وقائع نگاری سرکار بہ سیوستان بجا آورد آخر بہ تقریبی جانب پنجاب رفت - و دوم محرم روز جمعہ بعد نماز عصر ۱۱۳۴ھ اربع وثلثین ومائۃ والف در سواد بلدۂ سیالکوٹ از دست کفاری کہ دران حدود مستولی شدہ بودند شربت خوشگوار شہادت از جام سعادت چشید - و روز شنبہ در بلدۂ مذکور متصل فرش دروازہ درگاہ حضرت امام الحق کہ از ذریت طیبہ امام زین العابدین علیہ السلام

وصاحب ولایت آن مقام است مدفون گردید- میر کرم اللہ مرحوم مسجدی رفیع در سیوستان بنا کردہ واثرے از اعمالِ خیر وا گذاشتہ- مسجد مذکور بپہلوے حویلی سوانح نگاری لب دریاے سند متصل درگاہ شیخ جمعہ قدس سرہٗ واقع شدہ- بلدۂ سیوستان از مشاہیر بلادِ سند است- مخدوم لعل شاہباز قدس سرہٗ درین شہر آسودہ است-

اکنون خامۂ تقریب جو برخی از احوال مخدوم درین محل- تحریر می آرد کہ بزرگی و تقدس مخدوم بر عکس ظن بعضے اباحتیان جلوہ افروز شود-

(۶۱) مخدوم لعل شاہباز الحسینی المرندی السیوستانی قدس سرہٗ

راقم الحروف بخط مولانا محب علی تتوی کہ از بزرگانِ عہد بود و ذکرا و در شاہجہان نامہ و دیگر کتب تاریخ مسطور است مشاہدہ کرد این عبارت کہ "حضرت مخدوم لعل شاہباز قدس سرہٗ اسم شریف وی عثمان است- و فقیر در لوح سنگی سیاہ دیدہ بود کہ باین روش کندہ بودند:-

"شیخ عثمان مرندی قطب دین باز سپید و مرند بفتح میم و راء مہملہ و سکون نون و دال مہملہ قریہ ایست "از قراے تبریز" انتہیٰ-

نسب شریفش بہ سیزدہ واسطہ با امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ می رسد- صاحب تذکرہ مشایخ سند گوید:-

"مولد و منشا حضرت مخدوم مرند است- بعد رسیدن بہ مرتبہ رجال بہ خدمت بابا ابراہیم کہ مرید شیخ جمال

" مجرد لبود ارادت آورد - و مدت یک سال درخدمت آن صاحب کمال بوده بمرتبه تکمیل رسید
" و خرقۂ خلافت و اجازت یافت و حصور و مجرد زیست - و آخر به ہندوستان تشریف آورد - و خدمت
" شیخ فرید گنج شکر و شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا دریافت و با شیخ صدر الدین عارف صحبت ہا
" داشت - و در سیوستان رحل اقامت افگند"

ضیاء برنی در تاریخ فیروز شاہی می آرد کہ :-

" چون آن حضرت بہ ملتان رسید خان شہید یعنی سلطان محمد قاآن از معرفت و اعتقادے کہ
" داشت شرائط تواضع بجا آورد - و فتوح بسیار رسانید - و جہد بے شمار نمود کہ آن بزرگوار در ملتان
" استقامت دارد - و خانقاہ براے وے بنا نمود - آنحضرت بہ اقامت آنجا رضا نداد - روزے
" خان شہید حضرت شیخ صدر الدین عارف و حضرت شیخ عثمان شاہباز مرندی را در مجلس طلبید
" و بہ غزلہاے عربیہ سرود در داد - ہر دو شیخ بزرگوار و جماعت دیگر از درویشان در سماع و رقص
" بودند خان شہید دست بستہ ایستادہ بود و زار زار می گریست"۔ انتہی۔

چون وصول راقم الحروف دہم ربیع الاول سنہ ۱۱۴۳ھ ثلث و اربعین و مائۃ و الف
بہ شہر سیوستان اتفاق افتاد و میر سید محمد خان بخشی گری و وقایع نگاری تفویض نمودہ خود
محمل سفر جانب بلگرام بستند - بعد اندک فرصت عزل خدمت رو نمود و گرد ملالی بر حاشیہ
خاطر فقیر نشست شبے در عالم رؤیا مشاہدہ می کنم کہ از کوچۂ شہرے می گذرم شخصے پیش
آمد از و استفسار کردم کہ پیشتر کوچہ نافذ ہست در جواب بزبان عربی گفت - سیلقاک رجال
قدمے چند رفتہ مے بینم کہ سہ کس از مشائخ بر وضع و لباس اہل ہند در مکانی نشستہ اند

یکے ازینہا مقتد است نزدیک رفتہ سلام دادم و روبرے شیخ مقتد ابدو زانوے ادب
نشستم و سوال کردم کہ خدمت ما بحال می شود بہ مجرد استماع این حرف سر بہ گریبان مراقبہ
برد لبعد یک پاس کامل سر بر آورد و فرمود بحال می شود گفتم این چنین است فرمود
ما می گوییم آخر لبعد یک سال خدمت بحال شد و صحت قول شیخ بہ ظہور رسید چنان معلوم
شد کہ آن بزرگ بشارت فرما حضرت لعل شاہباز بودہ اند قدس سرہٗ و مراقبہ یک پاس
کامل اشارت بہ عرصۂ یک سال بود۔ وفات آن جناب بست و یکم شعبان ۶۷۳ھ
ثلث وسبعین وستمائۃ واقع شد۔

(۶۲) روح الامین خان

از شیوخ عثمانی بلگرام ساکن محلہ قاضی پورہ است۔ تائید یافتہ روح القدس بود
و در فنون عربی و فارسی و ہندی دم یکتائی می زد۔ و غالیۂ حسن و خلق دماغہا را معطر می ساخت
بسیار ظریف طبع طلق اللسان لطیفہ سنج بود۔ و از کمال قوتِ حافظہ و استحضار مسائل علمی
و حکایات و اشعار ہر سہ زبان و قصائد و مثنویات طولانی از بر داشت۔ و در ہر علمی کہ سوال
می کردند۔ لب بہ حاضر جوابی می کشود۔ و بسعادت ارادت سید العارفین میر سید لطیف
اللہ قدس سرہٗ شرف اندوز بود۔ با این ہمہ فضائل معنوی از دولت صوری حظی وافر داشت
و کوس سخاوت و شجاعت می نواخت۔ ہمیشہ صاحبِ طبل و علم و فیل و حشم زیست
و با مردم وطن و جوار و یگانہ و بیگانہ بہ احسان ہا پیش آمد۔ چندے بہ حکومت بست و دو محال

عمده صوبهٔ پنجاب که سیالکوٹ و جالندر از ان جمله است پرداخت - و ایالے نیابت صوبه داری اوده بجا آورد - و آخر رفاقت برهان الملک سعادت خان نیشاپوری ناظم صوبهٔ اوده برگزید و با وصف ملازمت هیچ گاه شغل کتاب از دست نداد و در پایان عمر که سن شریفش از هفتاد تجاوز نمود صحیح بخاری و صحیح مسلم را بدست خود کتابت کرد و محشی ساخت - و طرفه استغراقی در خدمت حدیث شریف بهم رساند تا آنکه پانزدهم ذی القعده روز سه شنبه ۱۱۵۱ احدی و خمسین و مائة و الف در محاربهٔ هند با نادر شاه والی ایران که متصل شهر کرنال واقع شد داد جلادت و مردانگی داده شربت شهادت به کام کشید و همانجا مدفون گردید - نظام الدین احمد صانع بلگرامی که از احفاد اوست گوید ؎

شیر افگن صف شکن روح الامین خان آنکه او	نقش اعدا را بتیغ از لوح هستی کرد حک
ترکتاز او اگر مریخ دیدی روز رزم	آب گشتی زهره اش از بیم بر اوج فلک
بسکه می بخشید زر با جبههٔ واوست او	حاتم ثانی اگر گویم نباشد هیچ شک
عالم تفسیر قرآن و حدیث مصطفے	ظاهرش انسان شمار و باطن او چون ملک
بود عثمانی نژاد و مولد او بلگرام	در سخن کامل عیار و نقد معنی را محک
شد به رزم شاه هند و خسرو ایران شهید	ریخت شور ماتمش بر جان افکاران نمک
سال تاریخش نوشتم صوری و هم معنوی	سال هجرت بد هزار و یکصد و پنجاه و یک

و به مقتضاے موزونی طبع متوجه نظم می شد از وست ؎

منصور صفت بر سر دار است بہ بینید	ہر اشک کہ گل کرد ز نوک سر مژگان
آسایش گل در تہ خار است بہ بینید	در سایۂ مژگان رخ یار است بہ بینید

(۶۳) سید عبد الواحد بلگرامی روح اللہ روحہ

بن سید خلیل بن سید محمد اعظم بن سید محمود اصغر قدس سرہ باتفاق جمہور صاحب فیض خداداد است۔ و خداوند ولایت مادرزاد۔ ولادت او در سنہ ۹۵ احمس و تسعین والف اتفاق افتاد۔ ابتدائے حال نزد بعضے فضلاء عصر تلمذ نمود و از جناب استاد المحققین سید طفیل محمد نور اللہ ضریحہ نیز استفادہ کرد و فاضل مستعد برآمد۔ و شاطبی را یاد گرفت و طریق تقوی و تعبد برگزید از صبح تا صبح دیگر جز ادائے فرائض و نوافل و تلاوت قرآن مجید و مطالعہ کتاب و سلوک راہ الٰہی کارے دیگر نمی دانست الحق ملکی بود در صورت انسان متخلق باخلاق حضرت یزدان مدۃ العمر ہیچ صغیرہ بیرامن او نگردیدہ باشد تا بہ کبیرہ چہ رسد۔ وقتے خادم او مشت خسی از پوشش خانۂ ہمسایہ گرفتہ آتش افروخت و طعام پخت طعام نخورد کہ مشت خس بے اذن ہمسایہ گرفتہ شد۔ بست و سیوم شہر رمضان روز چہار شنبہ سنہ ۱۱۶۱ احدی و ستین و مائۃ والف در دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ نزہت کدہ فردوس خرامید۔ و در باغ مومن خان کہ در جوار آثار شاہ مردان واقع است۔ مدفون گردید۔ راقم الحروف گوید ؎

در ریاضت ہمچو ماہِ نو تمام	سید مستجمع علم و عمل

رفت عبد الواحد قدسی مقام		ہاتفی فرمود سال رحلتش

سید خط نسخ بغایت شیرین می نوشت ونسخ کلام اللہ فراوان وکتب بے پایان بقلم جواہر رقم تحریر نمود ودر اواخر ایام زندگانی بہ تحریر کتاب نہج البلاغہ سعادت اندوخت ودر ایام اقامت وطن برائے راقم الحروف شافیۂ ابن حاجب کتابت فرمود وفقیر در ذیل کتاب این عبارت تحریر نمود:۔

"تنجزت بحمد اللہ سبحانہ ہذہ النسخۃ المسماۃ بالشافیہ وہی لاعلاء قوانین الصرف شافیہ للشیخ العلامہ ابوعمرو عثمان بن الحاجب الذی شنا دعلی متعالی ہذہ الصناعۃ واجب نعمۃ اللہ بالرحمۃ الواسعۃ وادخلہ فی الجنان مخلدا واسعا استکتبتہا عن السید البارع والنور الساطع حافظ کلام اللہ الجلیل السید عبد الواحد بن السید خلیل وانا العبد الملتجی الی ربہ السامی غلام علی الحسینی الواسطی البلگرامی اللہم اغفرلی ولوالدی وللمومنین والمومنات بالنبی العربی صاحب الشفاعات وصل وسلم علیہ وعلی آلہ الاطہار وصحبہ الاخیار۔"

(۶۴) سید محمد اشرف المعروف بہ سید درگاہی

از سادات حسینی ترمذی ساکن بلگرام است۔ نسبش برین منوال سید محمد اشرف بن سید عبد الدائم بن سید احمد بن سید عبد الفتاح بن سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر بن بندگی سید حسن بن سید محمد بن سید قاسم بن شاہ حسین بن شاہ اسمعیل بن سید برہان الدین بن سید تاج الدین بن سید الحمید بن سید لغمان بن سید حمزہ بن سید حسین بن مخدوم سید احمد زاہد بن سید حمزہ بن سید ابابکر بن سید عمر بن سید محمد بن مخدوم سلطان احمد تختہ بن سید علی

بن سید حسین بن سید محمد مدنی معروف بہ شاہ ناصر مدفون ترمذ بن سید حسن خمیس بن سید موسیٰ
خمیس بن سید علی بن امام حسن اصغر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سبط رضی اللہ عنہ
اول کسے کہ از اجداد ایشان از ترمذ بہ ہند آمد سید احمد تختہ است بضم تاء فوقانی وخاء معجمہ
وتاء فوقانی بعد وصول ہند در بلدۂ لاہور اقامت گزید وہمانجا بدار الاخرہ خرامید۔ از فرزندان
او سید محمد بن سید قاسم در قنوج آمدہ متوطن شد۔ چون شیر شاہ شیر گڈہ را متصل داعی پور
آباد ساخت۔ وسادات بخاریہ ودیگر بزرگان بلدۂ قنوج را بہ سکونت آنجا تکلیف کرد۔ سید
محمد قدس سرہ از قنوج بہ شیر گڈہ رفتہ رحل اقامت افگند۔ وچون عنقریب سلطنت از افاغنہ
بہ تیموریہ عود کرد مردم قنوج بہ وطن اصلی رجوع کردند۔ سید محمد قدس سرہٗ فرمود۔ ما فقیریم ہمین
صحرا مناسب حال ماست وہمانجا قدم اقامت افشرد۔ اما بعد وفات نعش او را بہ قنوج
آوردہ دفن کردند۔ پسر ایشان بندگی سید حسن قدس سرہٗ مسجدی عالی در شیر گڈہ بنا نمودہ
قطع تاریخ آن بنظر رسیدہ مادہ تاریخ ۔خیر المکان۔ است ۔صاحب جود وسخا بود وطعامے
عام داشت قبر ایشان در داعی پور است۔ سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر
بن بندگی سید حسن مسطور قدس سرہٗ از داعی پور بہ بلگرام آمدہ طرح توطن ریختہ۔ ازان وقت
ذریت طیبۂ ایشان در خطہ تکرا از محلہ میدان پورہ اقامت دارد۔ سید اشرف درگاہی از
یاران خاص علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل واستاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی است۔ مرآۃ
صور معانی بود ومرکز دائرۂ فضائل انسانی طریقہ سلف صالحین داشت۔ واز جبین بینش
انوار بزرگی می تافت۔ ولادت او در سنہ اربع وسبعین والف رو داد۔ فرمود بندہ را باعث

بر تحصیل علم علامه مرحوم میر عبد الجلیل شد ند بعد از آنی که پابند تاہل شدیم به کسب علم ترغیب نمودند ۔ گفتم حالا که قدم در مرحلهٔ شباب گذاشتم چه حاصل می تواند شد بجد شدند ۔ و فرمودند البته نفعی خواهد بخشید ۔ مختصرات را خود خوانانیدند ۔ و شرح ملا نزد سید نور اللہ برادر جناب سید العارفین قدس اللہ اسرارہما خواندم و مختصر معانی و حاشیه خطائی و سه مجلد از شرح وقایه و شرح ہدایه حکمت به کتب معقولات در حلقهٔ درس میر سید سعد اللہ بلگرامی قدس سرہٗ تلمذ کردم ۔ و کتب مناظره از خدمت ملا شهاب الدین جونپوری که از علماء وقت و تلامذهٔ ملا باسو جایسی بود اخذ نمودم ۔ بعد از آن در عالم نوکری افتادم خطش بسیار شیرین افتاده و شان خط علامه مرحوم مرقوم مشق کرده و در ایام تحصیل شرح وقایه را بخط شریف کتابت کرده و من اوله الی آخره بدقت تمام محشی ساخته و اثرے نافع از خود وا گذاشته تنسک و تعبد بدرجهٔ کمال داشت ۔ با آنکه اکثر عمر در حالت سفر گذرانید گاہے نماز تہجد از دست نداد ۔ ہنگامے که در طلب معاش از وطن مالوف بر آمد نخستین باریاب محفل شاہزاده محمد اعظم بن خلد مکان شد ۔ و در سلک ملازمان با اعتبار انتظام یافت و چندی در رفاقت نواب مبارز الملک سربلند خان تونی به امتیاز تمام بسر برد ۔ و خدمات عمده تفویض شد ۔ و در پایانِ عشره خامس بعد مائة والف رفاقت نواب صفدر جنگ که آخر به وزارت احمد شاه رسید برگزید و در انتہائے عشرهٔ سادس که عمر گرامی قریب بنود رسید خود را از ملازم پیشگی معاف داشته به محروسه بلگرام آمد و قدم در دامن عزلت پیچید ۔ ہمیشه اوقات گرامی به احراز سامان اُخروی صرف می ساخت و به صوم و صلوٰة و تلاوت

قرآن و مطالعۂ تفسیر و حدیث و تصوف می پرداخت۔ از کبر سن و ضعف قوی طاقت قیام نماندہ بود بزور عصا یا اعانت دیگرے برمی خاست۔ روز عیدین سوار شدہ در مسجد جامع محلہ میدان پورہ مے آمد و با حاضران ملاقات می کرد و مے گفت ہر چند نماز عید بہ عذر شرعی از من ساقط است اما درین روز کہ بہ تصدیع تمام حاضر مسجد می شوم نیت آنست کہ نماز جماعت میسر شود و ملاقات با احباب دست دہد۔ خدا داند سال آیندہ در مے یابم یا نے۔ آخر الامر نہم صفر ۱۱۶۵ھ خمس و ستین و مائۃ و الف در عمر نود و یک سالگی دامن از غبار جسم بر چید و سرے بعالم روحانیان کشید۔ نقش پرداز اوراق گوید ؎

میر اشرف اسر آمد فضلا	برد تشریف سوے منزل قدس
ہاتفی گفت سال رحلت او	اشرف وار دان محفل قدس

ذکر ابنین کریمین او میر عبد الواحد و بندگی حسن در دفتر شعرا می آید۔

(۶۵) میر سید محمد سلمہ اللہ تعالی

خلف الصدق علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہ السامی جناب ایشان در تاریخ چہاردہم شہر ربیع الاول روز سہ شنبہ بعد نماز ظہر ان اللہ احدی و مائۃ و الف در انجمن امکان جلوہ فرمودند بہ منطوق الولد الحر یقتدی بابائہ الغر نسخۂ جامعیت علوم اند و مرآۃ کمالات والد مرحوم خصوص عربیت و لغت و محاضرات کہ درین فنون دستگاہی عالی دارند۔ و گوے سبقت از اقران می ربانید کتب درسی نزد استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی

طاب ثراه گذرانیده اند- وکمالات فراوان از حضرت والد اندوختہ پدر گرامی را نسبت
بہ فرزند ارجمند ورای شفقت لازمی ابوت عنایتی ومحبتی خاص بود - درحینی
کہ علامۂ مرحوم از بھکر بدار الخلافہ شاہجہان آباد عطف عنان نمودند- میر سید محمد را نزد
خود طلبیدند ومقارن آن مسرعی را فرستادند کہ چندی دیگر توقف باید کرد وانتظار
طلب مثنی باید کشید- ایشان درجواب قلمی نمودند کہ لن ابرح الارض حتی یاذن لی
ابی- علامۂ مرحوم ازین جواب حظی کردند واین رباعی رقم زدہ کلک گوہر سلک ساختند

تا یاذن لی ابی بخطت دیدم	گلہای طرب از چمن دل چیدم	
از غایت اہتزاز پروانہ صفت	ای شمع پدر گرد سرت گردیدم	

خدمت بخشی گری وسوانح نگاری ووقائع نگاری سرکار بھکر وسرکار سیوستان
کہ از عہد خلد مکان تا اواخر ایام سلطنت محمد فرخ سیر نامزد علامۂ مرحوم بود درصدر حیات
خود مستعفی شدہ از پیشگاہ سلطنت بنام ولدارشد مقرر نمودند- جناب میر سید محمد در سنہ ۱۱۳۳
ثلث ثلثین ومائۃ والف بہ محل خدمات رسیدند ومسند حکومت را از ابتدا تا انتہا بہ آئین
تدین وحسن معاملت رونق افزودند- وضیع وشریف آنجا تا الان یاد می کنند وبہ ذکر
خیر ووصف جمیل می گردانند وجناب سامی در سنہ ۱۱۴۳ ثلث واربعین ومائۃ والف
کاتب الحروف را بہ سیوستان نائب گذاشتہ خود بہ محروسۂ بلگرام تشریف بردند وچندگاہ
دروطن گذرانیدہ بنا بر تخللی کہ درخدمت راہ یافتہ بود بدار الخلافۃ دہلی حرکت کردند وبہ
توسل بعضی امرا آن خلل را رفع ساختند ودرسنہ ۱۱۴۵ خمس واربعین مائۃ والف

کرت ثانی بہ سیوستان تشریف آوردند وفقیر را در اواسط ۱۱۴۷ھ سبع واربعین ومائۃ والف رخصت ہندوستان فرمودند۔ وخود بہ مراسم خدمت بدستور قیام نمودند تا آنکہ نادرشاہ بردیار سند سلط گردید وسررشتہ خدمات بادشاہی گسیخت اما خدایارخان مرزبان سند آن جناب را نہ گذاشت وبہ اعزاز واکرام تمام در سیوستان نگاہداشت وخدمت ہائے شایستہ بتقدیم رساند۔ وچون ہنگامہ نادرشاہیان دران دیار گرم شد واوضاع ملک بررونق قدیم نماند۔ خاطر اقدس از اقامت آنجا برخاست ناگزیر از خدایارخان بزور رخصت گرفتند۔ وبست وپنجم رمضان ۱۱۵۵ھ خمس وخمسین ومائۃ والف از سیوستان برآمدند واز راہ مارواڑ متوجہ وطن شدند۔ بعد طے مراحل بست ودہفتم محرم مکرم ۱۱۵۶ھ ست وخمسین ومائۃ والف بہ وصول بلگرام مسرت اندوختند۔

مخفی نماند کہ در ۱۱۱۶ھ ستہ عشر ومائۃ والف سال تولد راقم الحروف خدمات بہکھر وسیوستان از درگاہ خلد مکان بہ علامہ مرحوم تعلق گرفت۔ چند کس از خاندان ما اصالۃ ونیابۃ برین خدمات قیام نمودند۔ ابتدا علامۂ مرحوم خود در بہکھر نشستند وسید محمد اشرف بن سید عبدالعزیز را کہ بہ شرف مصاہرت والا اختصاص داشت در سیوستان نائب کردند بعد چندی میر محمد اشرف را رخصت وطن فرمودند ومیر کرم اللہ بن سید معین الدین عم زادۂ خود را نیابت سیوستان تفویض نمودند تا آنکہ ع۔ل خدمات پیش آمد علامۂ مرحوم خود را بہ حضور خلافت رسانیدند وخدمات را بدستور سابق بحال ساختند وشیخ محمد رضا بہکھری را نوشتند کہ خدمات را سرانجام دہد وعقب آن سید محمد نوح والد

مولف اوراق رار دانه نموه ند والد فقیر قریب هفت سال به نیابت بهکهر و سیوستان
پرداختند وچون خدمات بنام میر سید محمد مقرر شد ایشان در آنجا تشریف فرمودند وحضرت
والد به وطن معاودت نمودند۔ وچندی کاتب الحروف نیابت خان صاحب اقبال
خود بجا آورد نوعے که گذارش یافت۔ بعد چهل سال نیرنگی روزگار آنجور دودمان
ما از ملک سند بر گرفت وعلاقه بالکل منقطع گردید ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

جناب میر سید محمد به فضائل صوری ومعنوی وشمائل سنیه وخصائل رضیه ممتاز ند
ودر صدق وصفا ویکرنگی ظاهر وباطن بے انباز سیما جوهر همت وسخاوت به غایت
عالی افتاده مرید سید العارفین اند قدس سره ومقبول رب العالمین جل شانه اوقات
به مطالعه کتاب معمور می دارند۔ وکتب حقائق مثل فتوحات مکیه اکثر مطالعه می فرمایند
ودر سنه ۱۱۵۵ خمس خمسین ومائة والف کتاب مستطرف راکه درفن ادب کتابی است
دلپذیر انتخاب کرده اند۔ حمد وصلوة دیباچه منتخب چنین در سلک تحریر کشیده اند:-

"الحمد لله الذی علمنا من البیان ما هو مستطرف والهمنا من الکلام ما هو مستطرف والصلواة والسلام علی
"من انزل علیه نون والقلم واسند الیه احادیث الکرم وعلی آله الذین وجب علینا الاقتداء باثارهم واصحابه
"الذین حق علینا الاهتداء بانوارهم"

(۶۶) میر محمد یوسف سلمه الله تعالی

بن سید محمد اشرف بن سید عبد العزیز بن سید معین الدین بن سید عبد اللطیف بن سید محمود

اصغر بلگرامی قدس سرہٗ صاحب شان عالی است و عزیز مصر صاحب کمالی۔ زلیخائے دانش را در پیرانہ سری بہ خلعت جوانی نواختہ۔ وحاصل زراعت علم را در ایام قحط سالی بجہ مرتبہ ارزان ساختہ۔ طبع دقیقش نشتر عروق اشکالات۔ قوت حافظہ اش پرنیخانہ فراوان معلومات۔ عمل کہ ثمرۂ شجرۂ علم است سرمایۂ بوستانش۔ وحسن وخلق کہ گل سرسید آدمیت است پیرایۂ گلستانش ولادت او بست ویکم شوال روز دوشنبہ ۱۱۱۶ھ ستتہ عشر و مائۃ والف دست داد۔ میر افادت انتساب ومولف کتاب سبطین حضرت علامی میر عبدالجلیل بلگرامی ایم ونسب ما بہ چہار واسطہ بہم می پیوندد ونسبت خالہ زادگی خصوصیتے تازہ افزود۔ کتب درسی از بدایت تا نہایت بہ جناب استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ روحہ گذرانیدیم۔ ولغت وحدیث وسیر نبوی در خدمت قدسی منزلت جدنا واستاذنا علامہ مرحوم مرقوم لبسند رسانیدیم۔ وعروض وقافیہ وبعض فنون ادب از خدمت والائے میر سید محمد مسطور سلمہ اللہ تعالیٰ اخذ نمودیم۔ طریق تحصیل چنین بود کہ پیوستہ وکتاب یا کتابے واحد از دو مقام بہ سماعت وقرائت یک دیگر می خواندیم۔ وشدید سعی در مضمار تحصیل می راندیم اگر احیاناً یکے را عارضہ رومی داد سبق دیگرے در معرض توقف می افتاد۔ ودر وقت اقامت وطن وکسب علوم چندے اوقات در افادہ طلبہ صرف گردید۔ میر محمد یوسف در ۱۱۵۷ھ سبع وخمسین ومائۃ والف در دار الخلافہ شاہجہان آباد از بعض علمائے ریاضی دان آن بلدۂ علوم ریاضی ہیئت وہندسہ وحساب وغیرہا اخذ کردہ قدرتے عالی در فنون ریاضی بہم رساند۔ وبہ ارادت سید العارفین قدس سرہٗ کامیاب است۔ واز سرمایۂ شریعت

وطریقت کامل نصاب ۔ و با وصف شواغل معاش تعمیر اوقات از دست نمی دہد
و در حفظ شرائع جد و جہد تمام دارد و در ۱۱۶۲ھ اثنین وستین ومائۃ والف کتابے
تالیف نمودہ باسم الفرع النابت من اصل الثابت مشتمل بر چہار اصل و خاتمہ در تحقیق
مسئلہ توحید مختار او وحدت شہود است تحریرش بسیار متین ولطیف واقع شدہ و
مطالب بلند و مقاصد ارجمند فراہم آوردہ شکر اللہ سعیہ راقم الحروف در تاریخ اتمام
کتاب گوید ؎

میر یوسف عزیز مصر کمال	از خم معرفت کشیدہ رحیق
کرد در وحدتِ شہود رقم	نسخۂ تازہ بہ فکرِ عمیق
از احادیث واز کلام اللہ	کرد اثبات حق زہے توفیق
ہست این نقش دل نشین الحق	یادگارے ز خامۂ تدقیق
سال تالیف این کتاب خرد	گفت شمع مجالسِ تحقیق ۱۱۶۲ھ

(۶۷) سید سعد الدین

بن سید جمال الدین بن سید مربی بلگرامی کہ ترجمہ اش در سلک مشائخ انتظام یافت
سید سعد الدین کتب درسی مجموع مرتب بخدمت میر سید لعمت اللہ سجادہ نشین سیوم
میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہما گذرانید واستعدادی شایستہ بہم رسانید
واپایۂ بشغل تدریس پرداخت ۔ لبعد ازان در عالم نوکری افتاد ۔ وشغل کتاب چندے

از دست رفت آخر دست از عالم نوکری کشیده مقیم وطن شد۔ وسر رشتہ اصل بدست آورده باشتغال کتاب وافادهٔ طلاب مقید است۔

(۶۸) شیخ عثمان احمد

خلف الصدق قاضی احسان اللہ عثمانی بلگرامی والد او امروز بر مسند شریعت شهر قیام دارد و شیخ عثمان در مساوی سن شعور او را خضر توفیق دلالت نمود از بلگرام به عزیمت کسب علم بر آمد و بطور طلبۂ پورب گلگشتی نمود و نزد ملا عظیم الدین ساکن ملاوه و فضلاء دیگر تلمذ کرد و کتب فنون درسی من اولها الی آخرها مرتب گذرانید و خود را به والا پایۂ فضیلت برجستہ رسانید اکنون در بلگرام به شغل علمی می پردازد و چراغ دانش در شاهراه بینش روشن می سازد۔

(۶۹) سید غلام نبی

بن سید محمد ارشد بن سید خضر بن سید کمال الدین بن سید پیاره بن سید عالم بن سید حسین بن سید فضل اللہ نسب بالاتحت اسم سید اجل بلگرامی به تحریر رسید مشار الیہ ذهن صافی واستعداد وافی دارد۔ مختصرات اوائل نزد بعض تلامذه ملا قطب الدین گوپاموی خواند و منقولات تمام و معقولات برخے در خدمت مولوی احمد اللہ فرزند و تلمیذ و جانشین حاجی صفت اللہ خیر آبادی قدس اللہ اسرارهما تحصیل نمود و مطولات کتب معقولات اکثر در جناب شیخ کمال الدین

محمد سہالوی فتح پوری گذراند۔ وچون حقوق مولوی احمد اللہ بیشتر بود فاتحہ فراغ باستر ضائے خاطر شیخ کمال الدین محمد از مولوی احمد اللہ گرفت۔ ودر زمرۂ اقران خود بہ امتیاز بر آمد مشار الیہ بعد ختم این نسخہ در اواخر سنہ ۱۱۶۸ ثمان وستین ومائۃ والف بہ تقریبی از بلگرام رخت سفر جانب آرکات وترچنابلی کشید۔ وبستم ذی الحجہ سال مذکور وارد اورنگ آباد شد وایامے مہمان فقیر خانہ بود۔ ولوز دہم محرم سنہ ۱۱۶۹ تسع وستین ومائۃ والف باز سفر بہ سمت مسطور بربست۔ کنون خامہ سواد طلب احوال اساتذہ کہ اسامی ایشان درین ترجمہ بر زبان گذشت بہ تحریر می آرد وقدم سعی در طریق خدمت بزرگان می گذارد۔

(۷۰) مولوی قطب الدین گوپاموئی

از قبیلۂ قضاۃ واعیان آن مکان است نسبش با امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ منتہی می شود۔ پدرش قاضی شہاب الدین از علمائے اعلام وقت بود۔ کسب کمال از خدمت مولوی عبد الرحیم مراد آبادی تلمیذ مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نمود۔ ودر جمیع علوم سیما ہیئت وہندسہ عدیم المثل بود۔ وفاتش در عشرۂ ثالث بعد مائۃ والف واقع شد۔ مولوی قطب الدین شاگرد پدر بزرگوار ودر ہمہ علوم معقول ومنقول سر آمد روزگار بود۔ وبحکم ارث در فنون ریاضی رایت مہارت بآسمان می افراخت واہلہ مستفیدان را بہ اشعۂ کمال لبریز می ساخت۔ بست وپنجم رمضان سنہ ۱۱۶۰ ستین ومائۃ والف در آغوش بہشت آرمید۔ محرر سطور گوید ؎

کرد از عالم فنا رحلت ہاتفی گفت وارثِ جنت سنہ ۱۱۶۰ھ	مولویِ زمانہ قطب الدین سال تاریخِ او طلب کردم

(۱۷) حاجی صفت اللہ خیر آبادی

از احفاد امجاد شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس سرہ و از اجلہ مشائخ و صنادید فضلا ست در فنون عقلی و نقلی شانی عظیم۔ و در وادیِ فقر منہجی قویم داشتہ۔ شاگرد مولوی قطب الدین شمس آبادی است و مرید حاجی عبد اللہ سیلح۔ از فرزندان غوث الثقلین جیلانی رضی اللہ عنہ۔ سالہا مسند تدریس آراست۔ فضلای کثیر از گوشۂ دامن او برخاستند۔ در سنہ ۱۱۲۴ اربع و عشرین و مائۃ و الف احرام دیار عرب بربست و بعد تقدیم مراسم حج و زیارت چندے در حرمین شریفین زادہما اللہ کرامۃ توقف گزید و از شیخ محمد طاہر مدنی نور اللہ ضریحہ حدیث سند کرد۔ و ہنگامہ درس را گرمی بخشید۔ جمیع علماء بقاع مقدسہ بفضل و کمال او اعتراف کردند و اعزاز و اکرام زائد الوصف بجا آوردند۔ حلقۂ عظیم در درس گاہِ او منعقد می شد و عالمے از فیض تلمذ او تمتع گرفت۔ کاتب الحروف از علماء حرمین شریفین تعریف مولوی بسیار گوش کرد و مستفیدان او باستاذ تلمذ افتخار مے نمودند۔ مولوی بعد اداے حج عنان جانب وطن اصلی منعطف ساخت۔ و بعد رجوع ازان دیار فیض آثار درس معقولات قاطبۃ موقوف کرد۔ و تا آخر عمر بہ وعظ و درس تفسیر و حدیث اکتفا نمود۔ و اوقات شریفہ را بہ اشتغال باطن و ریاضات شاقہ

معمور داشت در ۱۱۳۲ھ اثنین وثلثین ومائۃ والف وارد بلگرام شد وبرائے ملاقات علامۂ مرحوم میر عبد الجلیل در دیوان خانہ میر تشریف آورد۔ وباین تقریب رویت او اتفاق افتاد۔ وبیز دہم ذی القعدہ روز پنجشنبہ ۱۱۵۷ھ سبع وخمسین ومائۃ والف بہ جوار رحمت آسود۔ طرفہ اینکہ تاریخ وفات حاجی صفت اللہ ملا نظام الدین می شود کہ معاصر اوست وترجمہ اش گذشت۔ ونیز راقم اوراق گوید ؎

بحر عرفان صفت اللہ کہ بود	عالم عامل والا رتبت
خامۂ فکرت من تاریخش	زد رقم صدر نشین جنت ۱۱۵۷ھ

عمر گرامی ہشتاد سال۔ مرقد منور او در خیر آباد است۔ مولوی احمد اللہ خلف الصدق او منقولات از والد شریف خود اخذ نمود۔ ومعقولات در خدمت شیخ کمال الدین محمد سہالوی فتح پوری گذراند۔ وعمر گرامی بہ افادۂ علوم ظاہر وارشاد طریق باطن بہ آخر رساند وشب مستہل رجب لیلۃ الرغائب ۱۱۶۷ھ سبع وستین ومائۃ والف در نزہت کدۂ قدس آسود ودر جنب احاطۂ مرقد والد بزرگوار خود استراحت فرمود۔

۷۲) شیخ کمال الدین محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

از شیوخ انصاری ساکن سہالی است۔ واز بنی اعمام ملا نظام الدین سہالوی قدس سرہٗ والد او در فتح پور کہ از سہالی سہ کروہ است در عشیرۂ مخدوم زادہائے آنجا کدخدا شد ومنصب قضائے آن مکان ہم حاصل کرد باین ہر دو تقریب پائے اقامت درین شہر

افشرد۔ شیخ کمال الدین محمد در فتح پور متولد شد۔ و لبعد طلوع صبح شعور منازل علمی از بدایت تا نہایت برہنمونی ملا نظام الدین سہالوی نوردید و در تلامذۂ حضرت ملا کوس فوقیت نواخت و از حضور استاد تا زمان حال مدتی مدید بر آمدہ کہ وسادہ پیرائے تدریس و تصنیف است۔ و جمعی کثیر از یمن تربیت او بہ منتہائے مرتبہ فضیلت رسیدند۔ از نتائج طبع اوست۔ العروۃ الوثقی در علم کلام و حاشیہ شرح عقائد جلالیہ۔

(۷۳) راقم این سواد بندۂ آزاد

پیشتر در صفِ نعال فقرا رتبہ روشناسی بہم رساند است و درین انجمن نیز بہ مشارکت برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمہ اللہ تعالیٰ اخو در اطفیلی اعزۂ کرام ساختہ۔ حالا می خواہم کہ سرگذشت حرمین مکرمین شرفہما اللہ تعالیٰ بعرض ارباب التفات رسانم و این مقام را بہ نقش حجاز دلنواز مخصوص گردانم۔ من فدائے جلوۂ احمدی و صید بستۂ فتراک محمدی در صغر سن خوابی دیدم کہ در مسجد مکہ معظمہ زادہا اللہ تعظیماً حاضرم۔ و جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم در محرابی از مسجد قائم اند۔ فقیر شرف ملازمت اقدس دریافتم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات فراوان نمودند و لب بہ تبسم شیرین کردہ حرفہا پر سیدند۔ ہنوز جمال باکمال خصوص لمعان تبسم مبارک در نظرِ من است۔ ازان وقت ہرگاہ این رویا بہ یاد می آید سلسلہ شوقی می جنباند۔ آخر جذبہ عنایت محمدیہ مرا از خود در ربود و شرار ناتوانی زا ہمت برق آسمان سیر کرامت نمود۔ رجب روز دوشنبہ ۱۱۵۰ھ خمسین و مائۃ و الف مطابق عدد سفر خیر

پیاده تنها از بلگرام رخت سفر بستیم و احبا و اقربا را طورے غافل ساختم که اگر اینها سراغے می یافتند سدِ راهِ مقصود می شدند - راقم الحروف در واقعات این سفر مثنوی پرداخته وطلسم اعظم - که هم تاریخ افتتاح است نام مقرر ساخته - آغاز مطلب باین عنوان می کند ۵

دمِ صبحی که مهر عالم تاب ‌‌ ‌ ‌ سر برآورد از نشیمنِ خواب

جلوه گر شد بکرسیِ مینا ‌ ‌ ‌ ‌ با دل گرم و دیدهٔ بینا

داد رنگِ صفا به چهرهٔ زرد ‌ ‌ ‌ ‌ که وضوے ز آب شبنم کرد

بسکه در سجده سود پیشانی ‌ ‌ ‌ ‌ کرد سیماے خویش نورانی

گرم شد در رهِ خدا طلبی ‌ ‌ ‌ ‌ بست احرام جانبِ غربی

شد جلوریز سوے بیت الله ‌ ‌ ‌ ‌ به سر و دیده زد قدم در راه

طرفه بانگے بگوشِ ما آمد ‌ ‌ ‌ ‌ از پسِ پرده این ندا آمده

کاے میان بسته در مقامِ ادب ‌ ‌ ‌ ‌ آتشِ تازهٔ نسیمِ طلب

گوهرت شبنمی است قابلِ دید ‌ ‌ ‌ ‌ خیز از جا که خواندت خورشید

گر ترا نیست طاقتِ پاے ‌ ‌ ‌ ‌ روز بخشد ترا توانا ے

بال بر هم زن از طپیدنِ دل ‌ ‌ ‌ ‌ رشته بر پا اگر بود بگسل

گرچه باشد ترا بپا زنجیر ‌ ‌ ‌ ‌ قطره زن همچو آب با زنجیر

این صدا شورِ عشق در جان ریخت ‌ ‌ ‌ ‌ صد گلِ داغ در گریبان ریخت

دامن ہمتی زدم بہ کمر	جستم از قید سنگ ہمچو شرر

اہلبیت فقیر بعد سہ روز آگاہ شدند وانگشت تحیر بدندان گزیدند۔ سید غلام حسن عفران پناہ برادر اعیانی فقیر تا سہ منزل تعاقب کرد۔ آخر وحشی ازدام جستہ را بدست آوردن دشوار دیدہ برگشت۔ چہ از راہ دور بینی نعل واژون زدم وراہے کہ غیر متعارف بود پیش گرفتم۔ کلک سخن ریز درصعوبت راہ زبان می کشاید ؎

داغِ این راہ مرغ وہم وخیال	زخمِ مقراض بیم در پر و بال
رہزنان صف کشیدہ چون صفِ خار	ہمہ مضراب تشنۂ رگِ تار
برنہ خیزد ز پا فتادۂ او	بارِ خوابیدہ است جادۂ او
پیک این راہ تیر ناوک دار	جامہ از تن کند دمِ رفتار
رہزنش کاسہ از گدا گیرد	خار او دامن ہوا گیرد

القصہ تا حدود سرونج از توابع مالوا پیادہ راہ طے شد از انجا کہ قدم گاہے بہ پیادہ گردی آشنا نبود آبلہا پا را خوشۂ تاک ساخت۔ خارہا طرح خانۂ زنبور انداخت ؎

می بریدم رہے بہ بے پائی	بار فیقے کہ بود تنہائی
صبح تا شام راہ می رفتم	خون چکان تر ز آہ می رفتم
ہمہ کہسار ودشتِ ناہموار	قدم مور واین رہِ دشوار
ہر قدم رودہا وجیحونہا	چون دمِ تیغ تشنۂ خونہا
موج خوناب وجوشش آبلہا	ریختست درراہِ رنگ سلسلہا

فکرہا دست زد بہ دامنِ دل	گرد شمشیر کلفتم بسمل

اتفاقاً رایات نواب آصف جاہ طاب ثراہ دران ایام سایہ افگن دیار مالوا شدہ بود قائد قسمت زمام مرا باین لشکر کشید و عنایت تازہ ربانی جلوہ افروز گردید۔ یعنی عزیزے بے سبق آشنائی در مہمان خانہ خود جا داد و مراسم نیازمندی فوق الحد بتقدیم رساند و رتِ مکلفی برائے سواری تواضع کرد۔ زبان خامہ در تعریف رت می گردد ہ

رتِ رنگین لباسِ خوش الوان	راہ رفتے بسانِ تختِ روان
تازہ گردون دو لو(ر) پیش نگاہ	در چپ و راست چار ہالۂ ماہ
این چہ گردون بروے ہامون است	این چہ تدویرہاے موزون است
رقص تدویرہا بچشمِ خیال	گردشِ نرگسِ رمیدہ غزال
کشتی تازۂ روان در بر	نکند طے راہ بے لنگر
مے کشد کوہ کوہ بار گران	سیر و دورش چہ مایۂ فیض رسان
مختلف کارہا ازو حاصل	مرکبِ راہ و خیمۂ منزل
بالش و فرش و خوش مکان دارد	مجلس ساکن و روان دارد
قدم سالکانہ دارد پیش	ننہد پا برون زجادۂ خویش
چہ عجب گر زیادہ راہ رود	ہر قدم بردو جادہ راہ رود
حسن خلقی عجب بکار برد	خادم خویش را سوار برد
پا درین خانہ بشکن و بشتاب	در سفر لذتِ وطن دریاب

بست و دوم شعبان سال مذکور ملاقاتِ نواب آصف جاه طاب ثراه اتفاق افتاد و این رباعی نتیجه فکر قاصر بر زبان آمد ؎

اے حامی دین محیط جود و احسان	حق داد ترا خطاب آصف شایان
او تخت بدرگاه سلیمان آورد	تو آل نبی را بدر کعبہ رسان

فقیر با وصف موزونی طبع مدة العمر زبان به مدح اغنیانه کشوده ام الا این رباعی که در استعانت سفر بیت اللہ سرزده و دو بیت عربی که در دفتر ثانی در ترجمہ نواب نظام الدوله شہید مذکور می شود۔

القصه دران حدود نواب آصف جاه متوجه تنبیه افواج مرہٹہ بود تمام رمضان در سواد شہر بھوپال آتش حرب اشتعال داشت و زلزله ساعت قائم بود۔ درین میدان کمیتِ قلم جولان می نماید ؎

فوج اسلام و کفر صف آراست	طرفه شور قیامتے برخاست
کرۂ آتشین توپ و تفنگ	کرۂ نار ساخت عرصۂ جنگ
کافران چون سپند در فریاد	رفت از خاک آتشین برباد
چون هما ناوکِ سبک رفتار	زده در مغز استخوان منقار
من هم آن روز در صفِ اسلام	با یکے ذوالفقار خون آشام
قدم پُر دلانه افشردم	حمله ها بر مخالفان بردم
تشنگیهاے روزۂ رمضان	کرده از کام تا جگر بریان

سفر کعبہ وصیام وجہاد	این سہ دولت بہم مرا رو داد

آخر رمضان صلح واقع شد و بہ اعانت نواب زاد و راحلہ خاطر خواہ دست بہم داد
در اوائل شوال آن سال از شہر بھوپال برآمدم و بست ویکم منہ بہ گلگشت دار السرور
برہانپور مسرور گردیدم و دہم ذی القعدہ سال مذکور وصول سورت صورت بست۔ بست
وچہارم منہ در جہاز نشستم۔ و از کرۂ خاکی بہ کرۂ آبی در آمدم ہلال اول ۱۱۵۱ احدی وخمسین
ومائۃ والف در عین دریا گوشہ ابرو انمود۔ ہژدہم محرم کشتی بکنار جدہ برخورد۔ نوزدہم
منہ در بلدۂ فاخرہ جدہ نازل شدم۔ شیخ محمد فاخر متخلص بہ زائر الہ آبادی کہ ترجمہ اش در
مجلد ثانی می آید۔ در جدہ تشریف داشت خبر قدوم فقیر از مردم جہازی کہ دو روز بیش
از جہاز ما رسیدہ بود یافتہ برلب دریا انتظار می کشید ہمین کہ قدم از بحر بہ خشکی گذاشتم
ملاقات شد۔ و سرور عجیبی دست داد۔ و بست وسیوم منہ بوصول ام القری شرفہا اللہ
تعالی سرمایۂ سعادت اندوختم۔ و جبین نیاز بآستان سائی بیت اللہ برافروختم از آنجا
کہ شوق مدینہ سکینہ جلوریز بود طاقت صبر در خود نیافتہ بست وششم منہ روز جمعہ لبعد ادای
نماز جمعہ رو براہ مدینۂ مقدسہ آوردم۔ بست وپنجم ماہ صفر کہ درین تاریخ از کتم عدم
بہ شہرستان ہستی وارسیدہ ام و قدم در مرحلہ سی وششم گذاشتم وقت سحر از سواد مدینۂ منورہ
سرمۂ سعادت در چشم کشیدم۔ و دیدۂ آرزو مندرا بر قبۂ روضۂ اقدس مالیدم۔ و در شہور
اقامت این بلدۂ طیبہ صحیح بخاری را خدمت مولائی و استادی شیخ محمد حیات السندی
المدنی نور اللہ ضریحہ سند کردم و اجازت صحاح ستہ و سائر مفردات مولانا برگرفتم۔ شبہا

در مسجد نبوی مابین بیت و منبر والا می نشستم - و به مطالعه صحیح بخاری می پرداختم - و این غزل در مدح اقدس به زبان نیاز آزاد اشده

نمود جلوه اعجاز شمع مطّلبی ❊ نه ماند شوخی چشم شرار بولهبی

فدای خاصیت وادی عقیق شوم ❊ که گرد ریگِ روانش علاج تشنه لبی

زیارت تو کند آفتاب هر شب نذر ❊ رود صباح جلوه ریز جانبِ غربی

زبسکه ذوق شکست تو داشت ساغر ماه ❊ گرفت رنگِ نزاکت زشیشهٔ حلبی

خوش است حسن تقاضا زباغبان کریم ❊ نصیب ذائقه ام کن حلاوتِ رطبی

به آفتاب نبوت رسانده ایم نسب ❊ توان زذره ما دید نور خوش نسبی

بملکِ هند چو من نیست طوطیِ آزاد ❊ که کرد تربیت من شکر لب عربی

ونیز قصیدهٔ عربی در نعت والا به سلک نظم رسیده و بر روضهٔ منوره معروض گردیده در نسخهٔ تسلیة الفواد فی قصاید آزاد که درین ایام به عبارت عربی به تحریر می آید مندرج می شود انشاء الله تعالی - چهاردهم شوال سال مسطور از بارگاه رسالت پناه صلی الله علیه و آله وسلم رخصت ادای حج گرفتم - و بست و ششم سنه نزول مکه معظمه عروج طالع بخشید - و در ذی الحجه مناسک حج به تقدیم رسید و وقوف عرفات روز پنجشنبه اتفاق افتاد - عمل اعظم - تاریخ ادای حج یافته شد اللهم اصلح اعمالنا وخفف اثقالنا بالرکن والمقام وعتبة سید الانام علیه وعلی آله وصحبه الوف الصلوة والسلام و در مکه معظمه وظائف معدن اللطائف صحبت شیخ عبدالوهاب طنطاوی

قدس سرہٗ دریافتم و فوائد فن حدیث برگرفتم۔ سال جدید یعنی اثنین و خمسین و مائۃ والف
در مکۂ معظمہ چہرہ برافروخت۔ در شہر ربیع الاول این سال سیر خطۂ طائف اتفاق افتاد
و بزیارت مرقد مطہر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سرمایۂ سعادت بدست
آمد۔ محرر اوراق گوید ؎

اے صبا رو بجز ار سیرِ حرمِ نبی	خاک آن روضہ کم از عنبر تر نشاسی
کردہ ام خوب تماشا چمن طائفِ را	نرسد ہیچ گلِ او بہ گلِ عباسی

و اواخر شہر ربیع الآخر سنہ مذکور طواف وداع بجا آوردم و بہ بندر جدہ عطف عنان
نمودم۔ سیوم جمادی الاولی ہمین سال در جہاز نشستم۔ و در عرض ہشت روز بہ ساحل مخا
کہ از مشاہیر بنادر یمن است رسیدم۔ چہار روز محاذی مخا جہاز را لنگر زدند۔ و سیر این مقام
فرخندہ انجام میسر شد۔ و زیارت ضریح مبارک شاذلی قدس سرہٗ افادۂ فراوان انوار
نمود بست و نہم جمادی الاولی جہاز بہ ساحل سورت برخورد۔ دوم جمادی الاخرہ نزول
بندر مبارک دست داد۔ و سفر حجاز فیض طراز بانجام رسید۔ بتاریخ معاودت سفر بخیر یافتہ
شد رب اختم سفرنا بالخیر و السلامۃ وارزقنا ثقل الموازین یوم القیامۃ بجاہ
فض خاتم جلالہ وخاتم صحیفۃ الرسالۃ علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ
واکمل التسلیمات۔ و این غزل در یاد ام القری و تذکر عہود حمی سر زد ؎

من از بوس حجر در کعبۂ دل را شاد می کردم	مسی مالیدہ یاقوتِ کسے را یاد می کردم
زیارت می نمودم کعبہ را از گردشِ رنگی	بحکم شوق طوفِ تازہ ایجاد می کردم

درین دار الامان مشتاق تیغ قاتلی بودم	زبیتابی طواف خانهٔ صیاد مے کردم
چو آواز جرس از کاروان ہم پیش می رفتم	بیاد لیلی محمل نشین فریاد مے کردم
بصحرا ہا غزالان را سلام از دور می گفتم	بہ گلشنہا زمین بوس گل و شمشاد مے کردم
زعکس غیر صافی داشتم آئینۂ دل را	بہ صاحبخانہ این خانہ را آباد مے کردم
اگر آزاد یا ئے سعی من از کار واماندی	بہ پاے ہمت والاے خود امداد می کردم

الحال گلی تاریخی کہ از چمن اعجاز چیدہ ام باید دید و عطر اعلاے کہ از عنبر دریاے قدس کشیدہ ام باید شنید

این نامۂ خاص روح پرور	ما اطیبہ تمامہ مسک
انجام لعون ایزدی یافت	تاریخ شنو ختامہ مسک ۱۱۶۶ھ

بالخیر تمت

خاتمہ۔ در آخر نسخہ مآثر الکرام کہ ازان این نسخہ زیور طبع پوشید این عبارت تحریر است (بتاریخ پانزدہم شہر رمضان المبارک روز چہار شنبہ ۱۱۸۰ھ ہجری باتمام رسید) و پس این نسخہ مکتوبہ بزمانہ حیات مصنف رحمۃ اللہ ست چہ وفات مصنف در ۱۲۰۰ھ ہجری ست واصل نسخہ منقول عنہا در کتبخانہ آصفیہ سرکار عالی خلد اللہ ملکہ بدوام الایام واللیالی موجود و مخزون ست فقط



خزینۃ الکتب

ضروری گذارش

معزز ناظرین! روشن خیال اور مہذب اصحاب کو معلوم ہے کہ تجارت کو تہذیب و شایستگی سے کیسا گہرا تعلق ہے۔ ہماری تجارت کتب کے مفہوم و مقصود مین نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علوم و فنون کی اشاعت بھی شامل ہے۔ شائقان علوم لطیفہ و فنون نفیسہ کو خوشخبری دیتے ہین کہ ہم اعلیٰ درجہ کی علمی مذاق کی کار آمد و مفید کتابین فروخت کے لیے مہیا رکھتے ہین۔

عربی زبان کے مطبوعات یورپ ہر قسم کے ہماری معرفت مل سکتے ہین جن کی تعداد تقریباً تین ہزار کتب ہے۔

یورپ کی مطبوعہ کتابون کے چند نام ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) تاریخ طبری کامل معہ فرہنگ و انڈکس و مقدمہ بزبان لاطینی۔ تیس برس کی محنت مین یہ نسخہ چھپا ہے۔ قیمت (۱۱ﷲ صہ)

(۲) کتاب الفہرست ابن ندیم معہ فہرست و گلاسری .. .. للعہ

(۳) کتاب الہند للبیرونی اصل عربی در یک جلد .. .. للحہ

ایضاً ترجمہ انگریزی در دو جلد .. .. .. للعہ

(۴) مقامات حریری معہ شرح و ساسی فرہنگ و گلاسری .. .. للعہ

(۵) آثار الباقیہ عن القرون الخالیہ للبیرونی اصل عربی .. .. سہ

ایضاً ترجمہ انگریزی .. .. .. سہ

(۶) طبقات الشعرا ابن قتیبہ .. .. سہ

(۷) کتاب الاشتقاق لابن درید۔ لغت انساب .. .. عہ

Borrower's No	Issue Date	Borrower's No.	Issue Date